صوفیائے اسلام

اور

جدید سائنس

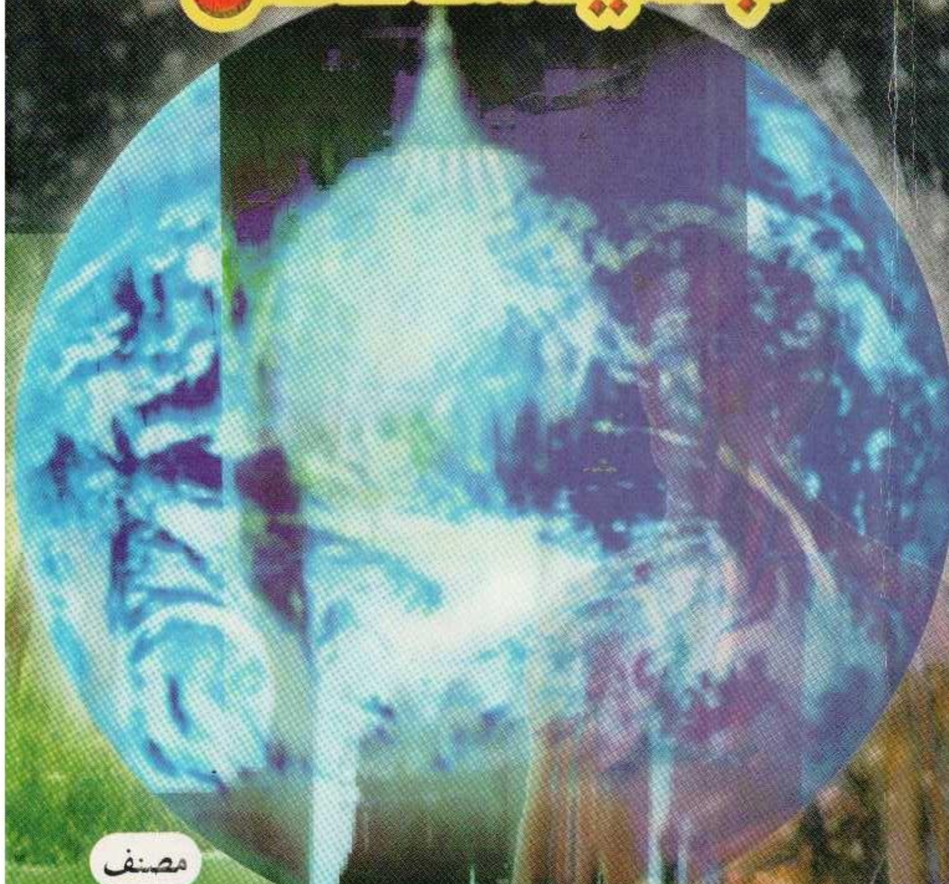

مصنف

ابوالناظر سید محمد منظر علی مداری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سرزمین مکنپور شریف سے عالمِ اسلام کے لئے

ایک نایاب تحفہ

صوفیائے اسلام

اور

جدید سائنس

مصنف

ابوالاظہر سید محمد منظر علی مداری

مکن پور شریف

موبائل:9935931791فون:05112-237036

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب : صوفیائے اسلام اور جدید سائنس

نام مصنف : ابوالاظہر سید محمد منظر علی مداری

پتہ : دارالنور مکن پور شریف، ضلع کانپور نگر (یوپی)

کمپیوٹر کمپوزنگ : یاور وارثی، اسمائل گرافکس، چمن گنج۔ کانپور

Mobile No. :9335354898

پرنٹنگ : علی گڑھ Ph. No. 9358353891

سرورق ڈیزائن : یاور وارثی، اسمائل گرافکس کانپور

طباعت : آفتاب احمد مداری اعظمی شکیل احمد

ناشر : ابوالاظہر سید محمد منظر علی مداری

قیمت : ۶۵ روپے

ملنے کے پتے:

۱۔ آستانہ ابوالوقار، مکن پور شریف

۲۔ مدار بک ڈپو، آستانہ زندہ شاہ مدار، مکن پور شریف

انتساب

واقف اسرار رب ہیں وارث علم نبی
ان کو حاصل ہیں فیوضِ حضرتِ مولیٰ علی
کیوں نہ ہو منظر وقار نزھت باغِ جناں
کردیں گر تائید قطب دوسرا تحریر کی
کررہا ہوں ان بزرگوں سے میں اس کا انتساب
اس لئے اس کا ہے اک اک لفظ محضر لاجواب

واقف اسرار علوم الہوہیت، باب شہر علم نبوت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وسیدہ خاتون جنت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور سرچشمہ علم وحکمت حامل علم لدنی سیدنا قطب وحدت سید بدیع الدین احمد واپنے والد قطب عالم واپنی والدہ سیدہ نزھت النساء کے نام جن کے تصرفات نے مجھ بے علم پر علوم واسرار باطنی کے دروازے کھول دیئے

....فقیر ابوالاظہر سید محمد منظر علی مداری

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	انتساب ابوالاظہر سید محمد منظر علی مداری	3
۲	تقریظ......غلام یحیٰی مصباحی مداری	8
۳	تاثرات.....سید عظیم الباقی عظیم مداری	10
۴	مقدمہ...ازقلم مفتی ابوالحماد شاہ محمد اسرافیل مداری	13
۵	تمہید.....ابوالاظہر سید محمد منظر علی مداری	31
۶	وجہ تصنیف.......ابوالاظہر سید محمد منظر علی مداری	36
۷	انسان اور کائنات عالم ایک نظر میں	43
۸	ایک غلط فہمی کا ازالہ	47
۹	نقطہ	48
۱۰	کمپیوٹر	49
۱۱	معراج	54

۱۲	مخلوقات کی زندگی کے جوہر (یعنی پانی کی نہر)	58
۱۳	علوم الٰہیہ کے خزانے (یعنی دودھ کی نہر)	61
۱۴	سرور وکیف کا دریا (یعنی شراب کی نہر)	66
۱۵	لذتوں کے ذخائر (یعنی شہد کی نہر)	71
۱۶	انسان اور اس میں یہ چار نہریں	75
۱۷	جلال وجمال	83
۱۸	چاند کی منزلیں	86
۱۹	محققین	89
۲۰	چاند اور سورج کی تخلیق	94
۲۱	سیارگان فلکی پرتو ارواح انبیاء ہیں	98
۲۲	سورہ فاتحہ قرآن کا سر ہے	103
۲۳	سورۂ فاتحہ پر تبصرہ	105
۲۴	سورۂ فاتحہ کی فضیلت	108
۲۵	ایک غلط فہمی کا ازالہ	112
۲۶	چاند کی تخلیق اور اس کے اوصاف	114
۲۷	عطارد کی تخلیق اور اس کے اوصاف	116
۲۸	مشتری کی تخلیق اور اس کے اوصاف	118

۲۹	شمس کی تخلیق اور اس کے اوصاف	119
۳۰	مریخ کی تخلیق اور اس کے اوصاف	121
۳۱	زہرہ کی تخلیق اور اس کے اوصاف	122
۳۲	زحل کی تخلیق اور اس کے اوصاف	124
۳۳	سیارگانِ فلکی مظہر صفات باری تعالیٰ ہیں	128
۳۴	زمین کی تخلیق..ایک نظر میں	131
۳۵	آسمان اول یا زمین	134
۳۶	عالم امر	136
۳۷	عالم خلق کی تخلیق	137
۳۸	پہاڑوں کی پیدائش میں حکمت	139
۳۹	زمین اور انسان کی تخلیق	142
۴۰	انسانی اجسام	147
۴۱	سات زمینیں	149
۴۲	حرم مکہ اور اس پر رحمت کا نزول	155
۴۳	بیت المقدس کی زمین	162
۴۴	منیٰ کی زمین	167
۴۵	مزدلفہ کی زمین اور جوہر علم	170

۴۶	عرفات	172
۴۷	حضرت آدم کا پتلا اور شیطان کا تھوک	176
۴۸	ساتویں زمین پر انوار رحمت کی بارش	180
۴۹	سیروا فی الارض (زمین کی سیر کرو)	182
۵۰	سورج اور چاند گہن	785
۵۱	جمادات	189
۵۲	حضرت آدم اور حوا عالم امر اور عالم خلق کے درمیان	192
۵۳	صفا مروہ اور اس کے درمیان سعی	202
۵۴	وقت	208

☆☆☆

تقریظ

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ

اجمعین امابعد

آج کے دور الحاد میں جب کہ ہر طرف سے اسلام اور مسلمانوں پر حملے ہو رہے ہیں ۔ مسلمانوں کے خلاف پوری دنیا میں طرح طرح کی جوسازشیں رچی جارہی ہیں وہ باخبر حلقوں سے پوشیدہ نہیں کہیں اسلام کوفرسودہ قرار دیا جارہاہے توکہیں مسلمانوں کوبنیاد پرست اور کہیں مسلمانوں کودہشت گردکی شکل میں پیش کرکے ان کی تصویرخراب کی جارہی ہےتودوسری طرف مغربیت زدہ نظام تعلیم اورلٹریچر نے دبے پاؤں ہمارے گھرگھس کر ہمارے بزرگوں کے روحانی دستور حیات اور ہمارے مذہبی تشخص کوختم کرناشروع کردیاہے۔

لہٰذاان حالات میں ضروری تھا کہ کوئی ایسی کتاب لکھی جائے جو غیراسلامی اورمغربی رجحانات کے مضراثرات سے ہم کو بچاسکے۔زیرنظر کتاب'' صوفیائے اسلام اور جدید سائنس''جس میں علم وآگہی کے وہ درخشاں باب ہیں جس کے لفظ لفظ سے صداقتیں روشن ہیں وسعت موضوع نئی نئی تحقیق کے لئے نئے درکھول رہی ہے۔شریعت طریقت حقیقت معرفت کے پرنوراجالوں میں بذات خود یہ کتاب اسلام کی روحانیت کاسنہراباب ہے۔جس میں علوم وفنون جدید سائنس کے ایجادات کمپیوٹر،موبائل،میزائل اس جیسے دیگر اہم سائنسی معلومات کواسلامی وروحانی کھوج کی روشنی میں دنیائے علم وفن کے سامنے مثالی انداز سے پیش کیاگیاہے۔یہ تحریر تحقیق

وروحانیت کاوہ گلدستہ ہے جودھڑکنوں کیلئے وجہ سکون وقرار ہے۔کعبہ،آب زم زم،منیٰ،مزدلفہ،حجراسود،نماز،روزہ،حج،زکوٰۃ،معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم تخلیق زمین وآسمان،پہاڑ،دریا،آگ،مٹی،پانی،ہوااورتخلیق آدم وتخلیق جن وفرشتہ،گردش لیل ونہار،ترتیب ماہ وسال ہراک کی خلقت میں کیسے کیسے سائنسی اسرار کواسلامی پیرایہ میں پیش کیا ہے کہ بس پڑھئے اوراسرار الٰہیہ حکمت ربانی پرحیرت زدہ ہوکردیکھے جایئے۔مصنف نے قرآن وحدیث اورواقعات صادقہ کی روشنی میں اپنے دعویٰ کوبدلائل طاہرہ انوکھے انداز میں ثابت کیاہے۔

یہ معرکۃ الآراتصنیف امیدکرتاہوں مستقبل قریب میں ہی دنیا کی بہت سی زبانوں کے خوبصورت تراجم سے آراستہ ہوکرسامنے آئے گی۔ عالم اسلام وروحانیت کے بطل جلیل حجۃ الملت علامہ الحاج سید منظرعلی میاں مداری نے اپنی تصنیف صوفیائے اسلام اورجدیدسائنس کومنفرد انداز سے مرتب فرمایاہے،جس کی مثال کمیاب ہے۔اس عظیم کارنامہ کے سبب مصنف کانام زندہ وپائندہ رہےگا۔جسے صدیاں پذیرائی بخشتی رہیں گی۔ خوشاہماری برسوں کی آرزوآج پوری ہوئی کہ مصنف کاعزم قلم الہامی فکر لئے پروقارگذرا۔

غلام یحییٰ مصباحی مداری غفرلہ

بانی ومہتمم الجامعۃ المداریہ عربی کالج،اترولہ

ضلع بلرامپور(یو۔پی)

تاثرات

نحمدهٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم والصلوٰۃ والسلام علی سیدالمرسلین

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر واحسان ہے کہ جس نے نورچشم سید منظر علی مداری سلمہٗ کو یہ کتاب لکھنے کی توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے بظاہر ایک مختصر سی کتاب تحریر کی لیکن اس میں جو مضامین تحریر کئے ہیں ان کے اعتبار سے بہت ضخیم ہے۔ جس کو سمجھنے کے لئے بہت غور وفکر کی ضرورت ہے۔ انہوں نے جن کتب کا سہارا لیا وہ ہیں صوفیائے اسلام کی اصطلاحات، قرآن عظیم کی آیات، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا جو بھی قول قرآن سے مطابقت نہ کرے وہ میرا قول نہیں ہوگا۔ اسی طرح صوفیائے اسلام کی اصطلاحات اگر قرآن حکیم اور حدیث مبارکہ سے مطابقت نہ کریں تو ان کے اقوال مردود ہوں گے۔

الغرض اس کتاب میں کتاب وسنت اور تصوف کی اصطلاحات کا سہارا لیکر یہ کتاب تحریر کی گئی۔ آج پوری دنیا خصوصاً ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی نگاہیں خانقاہوں کی جانب لگی ہوئی ہیں کہ مادیات ترقی کرکے اپنے آپ کو بلند وبالا بتارہے ہیں کہ ہم نے ہی سب سے زیادہ ترقی کی ہے اور ایسی ایسی مشینری تیار کرلی ہے جو دنیا کے کسی مذہب والوں نے نہیں کی۔ سائنس اور سائنس دانوں کو اس ترقی کا کون جواب دے گا۔ یہ لوگ اپنی ترقی پر ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں جس سے مسلمانوں کا ایک طبقہ ان سے متاثر ہوکر اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں سے علیحدہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ جبکہ

اسلام نے اب سے چودہ سو برس پہلے سے لیکر قیامت تک کی ترقی کا ذریعہ پیش کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سند عطا فرمائی **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی**۔ آج سے میں نے تمہارا دین مکمل کردیا اور کوئی نعمت ایسی باقی نہیں جس کو تم پر نازل نہ کیا ہو۔ آج کی ترقی مادیاتی ترقی ہے اور ہماری ترقی روحانیات پہ منحصر ہے۔ اگر آج مسلمان حقیقی معنوں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین کی پیروی کرنے لگیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم**۔ اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی اور ان کی جو تمہارے درمیان احکام جاری کرنے والے ہیں۔ یہاں پر اولی الامر منکم سے مراد ائمہ عظام وصوفیائے اسلام ہیں اگر ان کی پیروی کی جائے تو تمام دوریاں مجبوریاں ختم ہوجائیں۔ اور وہ تمام مشتریوں کا جامع نظر آئے۔ جیسا کہ نورچشم نے تحریر کیا ہے کہ انسان کائنات عالم کا مجموعہ ہے اور انہوں نے عالم فلکیات پر جو تبصرہ کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے یعنی سورج کہاں سے جوہری توانائی حاصل کرتا ہے اور چاند کن کن منزلوں پر ٹھہرتا ہے اور رحمتیں برکتیں حاصل کر کے ۲۴ گھنٹوں میں تمام سطح زمین اور سطح آب پر بکھیر آتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر سیارگان فلکی کا پہاڑوں پر جواہرات کا بکھیرنا اور مخصوص سات پہاڑوں کے پتھروں سے کعبہ معظمہ کی تعمیر کرنا اور انہیں پتھروں کے پاؤڈر سے انسان کے سر میں سات گوشت کے لوتھڑے بنانا اور اس کا کعبہ معظمہ پر نازل ہونے والی رحمتوں کو کھینچ کر لے آنا اور رب کائنات اور کائنات عالم کے مشاہدات کے ذرائع یعنی مسلمان نماز کو نماز کے حق کے مطابق ادا کرے تو پوری کائنات

کا مشاہدہ اس طرح کرے کہ جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر رائی کا دانہ دیکھا جا سکتا ہے۔ان امور پر اپنے مخصوص انداز میں تبصرہ کیا ہے۔آج کی مادی ترقی کی باگ ڈور بھی مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے۔اگر یہ اپنی زمین کے نیچے موجود خزانوں کو صحیح معنوں میں اپنے کنٹرول میں رکھیں تو ان کی بنائی ہوئی تمام دنیا کی مشینری معطل ہوجائیں اور ان کی ترقی کا بھرم کھل جائے کہ ترقی انہوں نے کی ہے یا اہل اسلام نے لیکن ہم مسلمانوں کے لئے اسلام نے جو نعمتیں عطا کی ہیں وہ یہ کہ ہم اپنے دلوں سے تمام خداؤں کی نفی کردیں اور خدائے واحد کی ذات کو صرف اپنا معبود سمجھیں اس کے بعد نماز قائم کریں دنیا اور آخرت کے تمام تقاضوں کو پورا کریں اور سال میں ایک ماہ روزہ رکھ کر تمام جسم کا تنقیہ کریں اور دنیا میں جس سے زیادہ پیار ہے یعنی دولت اس میں سے غریبوں کا حق نکال کر اپنے نفس کو انکساری اور عاجزی کی طرف رجوع کریں اور اگر اللہ نے استطاعت عطا کی ہے تو اس کے گھر پہنچ کر زیادہ سے زیادہ قوت سامعہ قوت باصرہ قوت لامسہ قوت ذائقہ قوت مدرکہ حاصل کریں اسی کے ذریعہ اپنے جسم میں موجود انٹرنیٹ ،موبائل ،ٹیلیویژن فیکس ٹیپ رکارڈ ریڈیو ودیگر تمام کمپیوٹر چلائیں۔ دراصل یہ کتاب انہیں امور کی طرف رجوع کرنے کے لئے کامیاب نسخہ ہے۔ہم تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ خانقاہوں سے وابستہ ہوکر روحانی تربیت حاصل کریں۔

سید عظیم الباقی عظیم مداری
مکن پور شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

ازقلم: مفتی ابوالحماد شاہ محمد اسرافیل مداری
دارالنور مکن پور شریف

الحمد الله الذی خلق الانسان وعلمه البیان
الصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ سید الانس والجان وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ واولیاءہٖ وعلماءہٖ فی کل حین و ان اما بعد.........

اللہ جل مجدہ کی آیات وتخلیقات میں غور وفکر سے ہی اس کی عظمت وعرفان کا ادراک ہوتا ہے اور انسان پر اس کے انعامات ونوازشات کے باب کھلتے ہیں۔جب اللہ پاک جلت حکمتہٗ نے ارادہ فرمایا کہ اپنے اسماء وصفات کے کمالات کو پردۂ غیب سے منصۂ شہود پر ظاہر کرے تو اس نے پہلے عالم امر کی تخلیق فرمائی۔

عالم امر کسے کہتے ہیں؟

عالم امر میں وہ اشیاء داخل ہیں جو کلمہ ’’کن‘‘ سے پیدا کی گئی ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے انما امرہ اذاارادشیئاان یقول له کن فیکون (سورۂ یٰسین آیت ۸۲) قدیم فلاسفہ جو نفس ناطقہ کے قائل ہیں ان کے نزدیک عالم امر ان موجودات کو کہتے ہیں جو حس، خیال، جہت، مکان وغیر

سے خارج ہیں اور ناپ تول اور اندازے کے ماتحت نہیں آتیں۔
(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام صفحہ ۲۶۳)

عالم خلق کی حد:

عالم امر نورانی ہے اور یہ عالم عرش سے اوپر ہے۔ عالم ارواح اور عالم مثال کا تعلق عالم امر سے ہے۔ عالم امر کی تخلیق کے بعد اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے عالم خلق کو پیدا کیا جس کی تخلیق میں مدت صرف ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے خلقنا السمٰوات والارض فی ستة ایام (شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام صفحہ ۲۶۳) یعنی آسمانوں اور زمین کی تخلیق چھ دنوں میں ہوئی ہے۔ دن سے مراد یا ہزار سالہ دن ہے جیسا کہ اس آیت کریمہ میں ہے وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون یا پچاس ہزار سالہ دن ہے جیسا کہ اس آیت شریفہ میں مذکور ہے فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنة یا اس سے بھی بڑا دن ہے جس کا علم اللہ پاک کو ہی ہے۔ عالم عرش از عرش تا تحت الثریٰ ہے۔

حضرت استاذ ابو منصور بغدادی استوی علی العرش کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ عرش اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے بڑی تخلیق ہے۔ (نزہۃ المجالس جلد ۱ صفحہ ۴۷ ایضا صفحہ ۴۶) امام ابو محمد الجوینی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں عرش نہایت سفید موتیوں سے بنایا گیا ہے۔ (مقامات خیر صفحہ ۱۷۲)
حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو کچھ عالم خلق میں ہے اس کی حقیقت اور اصل عالم امر میں موجود ہے۔ (مقامات خیر صفحہ ۱۷۲)
عالم خلق و عالم امر اپنے اندر ہزار ہا عالم رکھتے ہیں بعض احادیث میں کم از کم اٹھارہ ہزار عالم کا ذکر ہے یہ تمام عالم اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی تجلیوں

کے اثرات ہیں۔

انسان کی تخلیق کب ہوئی؟

جب عالم امر و عالم خلق کی تخلیق ہو چکی تو اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا کہ کوئی ناظر ہونا چاہئے جو ان جلووں کا نظارہ کرے۔ کوئی مشاہد ہو جو اس کی نعمتوں کا مشاہدہ کرے کوئی امین ہو جس کو یہ امانتیں سپرد کی جائیں، کسی کو اپنا خلیفہ بنا کر اپنی ربوبیت کا اظہار کرایا جائے۔ آسمان وزمین بار امانت اٹھانے سے عاجز رہے صرف عالم خلق کے اجزاء میں اتنی طاقت نہ تھی کہ وہ یہ بوجھ اٹھا سکتے لہٰذا رب جلیل نے حضرت انسان کو پیدا فرمایا جس کی تخلیق عالم امر و عالم خلق کے اجزاء سے ہوئی وہ ہر دو عالم کے اجزاء کا مرکب ہے۔

انسان کے اندر کتنے لطائف ہیں؟

حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں انسان کی ساخت دس لطائف سے ہوئی ہے ان میں سے پانچ عالم خلق کے اجزاء ہیں اور وہ نفس، ہوا، سر، خفی، اخفیٰ ہیں۔ لطیفۂ نفس عالم خلق کے اجزاء کا معجون ہے اور لطیفۂ قلب عالم امر کے اجزاء کا مرکب ہے ان اجزاء عشرہ کو لطائف عشرہ کہتے ہیں۔ عالم امر کے پانچ لطائف کا مقام انسان کے سینہ میں ہے اور لطیفۂ نفس کا مقام پیشانی کے وسط میں ہے بائیں چھاتی سے دو انگل نیچے قدرے مائل بہ پہلو "لطیفۂ قلب" کا مقام ہے اور دائیں چھاتی سے دو انگل نیچے قدرے مائل بہ پہلو "لطیفۂ روح" کا اور بائیں چھاتی بفاصلہ دو انگشت وسط سینہ کی طرف "لطیفۂ خفی" اور وسط سینہ میں "لطیفۂ اخفیٰ" کا اور فرماتے ہیں کہ "لطیفۂ قلب۔ لطیفۂ نفس کا"، اور لطیفۂ روح"، لطیفۂ ہوا کا اور لطیفۂ سر لطیفۂ آب کا اور لطیفۂ خفی (لیکن مولف کتاب کی رائے یہ ہے کہ

لطیفۂ خفی کا مقام مستک ہے اور لطیفۂ اخفیٰ کا مقام ام الدماغ ہے اور لطیفۂ نفس کا مقام ناف ہے)لطیفۂ آتش کا اور لطیفۂ اخفیٰ لطیفۂ خاک کا اصل ہے۔
عالم امر کے لطائف سے انسان کی تخلیق کا مقصد یوں بیان فرماتے ہیں۔ یہ پانچ لطائف اللہ تعالیٰ تک پہونچانے کے پانچ راستے ہیں اور ان پانچوں میں سے ہر ایک راستہ ایک اولوالعزم رسول کے زیر قدم ہے۔

کون سالطیفه کس رسول کے زیرقدم ھے؟

لطیفۂ قلب ،،حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ،لطیفۂ روح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور لطیفۂ سر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور لطیفۂ خفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور لطیفۂ اخفیٰ سرور دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر قدم ہے۔ مزید فرماتے ہیں سالکان راہ طریقت اگرچہ پانچوں لطائف سے ذکر کرتے ہیں اور فیضیاب ہوتے ہیں لیکن ان کو کسی ایک لطیفہ سے زیادہ مناسبت ہوتی ہے (اور کبھی کسی لطیفے کا عنصر ان پر زیادہ غالب ہو جاتا ہے اور کبھی ایک درجہ کے غلبہ کے بعد دوسرے لطیفے کا رنگ زیادہ چڑھ جاتا ہے اور سلوک میں ترقی کر کے آخری لطیفہ کے غلبہ میں مستور ہو جاتا ہے) پس جس سالک کو لطیفۂ قلب سے زیادہ مناسبت ہوگی وہ ادمی المشرب ہے اور جس کو لطیفۂ روح سے زیادہ مناسبت ہوگی وہ ابراہمی المشرب اور جس کو لطیفۂ سر سے زیادہ مناسبت ہوگی وہ موسوی المشرب اور لطیفۂ خفی والا عیسوی المشرب اور لطیفۂ اخفیٰ والا محمدی المشرب کہلاتا ہے۔ ان پانچوں لطائف کا اصل مقام عرش کے اوپر ہے۔ پہلا مقام قلب کا ہے، اس سے اوپر روح کا، اس سے اوپر سر کا، اس سے اوپر خفی کا اور اس سے اوپر اخفیٰ کا۔ یہ پانچوں لطائف نورانی ہیں (ملخصاً) غرض یہ کہ انسان

عالم امر و عالم خلق کا مجموعہ ہے اور یہ ہر عالم ایک عالم صغیر ہے اور دونوں عالم کا مجموعہ عالم کبیر ہے جس کو عالم امکان کہتے ہیں۔ انسان اپنی تخلیق کے اعتبار سے عالم کبیر کا خلاصہ ہے۔ اسی کامل و اکمل جامع و مکمل انسان نے بار امانت اٹھایا اور اللہ جل شانہ کی صفات کا مظہر بنا اللہ تعالیٰ کی ایک صفت اکبر ہے انسان جب اس صفت کا مظہر بنا تو وہ عالم اکبر ہو گیا۔

اطوار خلقت :

احسن الخالقین نے حضرت انسان کو عالم امر و خلق کے پانچ پانچ لطائف سے پیدا فرمایا ہے اور اس کی پیدائش کو مختلف اطوار و مراحل سے گذارا ہے۔ پہلے نطفہ کی شکل تھا پھر بستہ خون پھر گوشت کا لوتھڑا پھر اس کے اندر ہڈیوں سے استحکام بخش کر ایک حسین پیکر بنا دیا فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، تمہاری خلقت کی تکمیل بطن مادر سے اس انداز سے ہوتی ہے، چالیس روز نطفہ، چالیس روز خون بستہ، پھر اس چالیس دن کے بعد گوشت کا لوتھڑا بنتا ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اس میں روح پھونکنے کے لئے ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ سورۂ حج کی تفسیر میں فرماتے ہیں یہ چار ماہ ہوئے اور پانچویں ماہ کے پہلے دس دنوں میں روح پھونکی جاتی ہے چنانچہ بغیر کسی اختلاف کے اتنی ہی عورت کی عدت قرار دی گئی ہے جب اس کا خاوند فوت ہو جاتا ہے۔

(نزہۃ المجالس جلد۲ صفحہ ۱۲۸۔۱۲۴)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں،، پٹھے ،ہڈی اور قوت مرد کے نطفہ سے بنتے ہیں۔ خون گوشت اور بال عورت کے

پانی سے نشو ونما پاتے ہیں۔

سب سے پہلے جسم کا کون سا عضو پیدا ہوتا ہے؟

حکمائے اسلام فرماتے ہیں رحم مادر میں سب سے پہلے ''قلب'' کو بنایا جاتا ہے چونکہ جسم انسانی میں اس سے افضل واشرف عضو قلب ہی ہے اس لئے خلقت میں اسی کو اولیت دی گئی۔

قلب کے بعد جگر کی تصویر ابھرتی ہے پھر ناف اوراس کے بعد دماغ۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دماغ کے بعد ناف کی تخلیق ہوتی ہے پھر دونوں ہاتھ پھر نقطے علیحدہ علیحدہ ظہور پذیر ہونے لگتے ہیں کندھے ،سر، پسلیاں، ہاتھ، پیر، پیٹ اور پہلو ایک دوسرے سے ممتاز ہوجاتے ہیں ۔ یہ سارا عمل چھتیس دن میں پورا ہوجاتا ہے پھر مزید چار دن بعد بچہ واضح طور سے پہچان میں آنے لگتا ہے۔ اس طرح چالیس دن میں مکمل تصویر بن جاتی ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہاری تخلیق ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک مکمل ہوجاتی ہے۔

شکم مادر میں بچے کی کیفیت:

حضرت امام رافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بچہ بطن مادر میں پاؤں کے بل بیٹھتا ہے، اس کی رانیں اس کے سینے سے لپٹی رہتی ہیں، سر میں دونوں ہتھیلیاں رکھے ہوتا ہے، اورسر گھٹنوں پر، دونوں آنکھیں دونوں ہاتھوں کی پشت پر، ناک دونوں گھٹنوں کے درمیان اور بچے کا چہرہ ماں کی پشت کی جانب ہوتا ہے وہ لفظ ''محمد'' صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں گویا دنیا میں آنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کا منتظر رہتا ہے۔

بچوں کے نرومادہ ہونے کی وجہ:

حضرت قاضی ابوبکر ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ حدیث بخاری ومسلم کے مفہوم کو اپنے الفاظ میں مشرح فرماتے ہیں اگر مرد کا پانی نکلے اور زیادہ وغالب ہو تو لڑکا ہوگا اور سبقت کے باعث اپنے پدری رشتہ داروں کی مشابہت اختیار کرلے گا، اور اگر عورت کا مادہ منویہ پہلے نکلے اور مرد کے پانی سے زیادہ ہو تو سبقت کی وجہ سے لڑکی ہوگی اور زیادہ ہونے کے سبب مادری قرابت داروں سے مشابہ ہوگی۔ البتہ اگر عورت کا مادۂ منویہ پہلے نکلے لیکن مرد کا زیادہ ہو تو وہ لڑکا ہوگا لیکن پہلے نکلنے کے باعث اس کی مشابہت عورت کے رشتہ داروں سے ہوگی،، بصورت دیگر اس کے برعکس۔

حکمت ربانی:

اللہ جل شانہ کی یہ عجیب حکمت ہے کہ اس قادر مطلق خالق نے پانی کے نطفہ سے ہڈیوں کو بنادیا، پھر انہیں مضبوط اور ٹھوس کیا، چھوٹی اور لمبی ،نرم اور سفید نبائی، چونکہ جاندار کو حرکت کی ضرورت تھی اس لئے تمام ہڈیوں کو ایک دوسرے سے الگ الگ رکھا ایک دوسرے سے مربوط۔

جس طرح پانی سے زمین وآسمان کو پیدا فرمایا اور زمین کو سادھنے کے لئے اسی کے ذروں سے مختلف قسم کے پہاڑ بنائے اسی طرح حضرت انسان کی تخلیق میں صنعت گری فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ انسان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں مختلف اقسام کی پچپن ہڈیاں تو صرف سر میں ہیں اور انہیں اس ڈھب سے جوڑا گیا ہے کہ سر گول ہوگیا، چھ سر کی گولائی میں، چار اوپر کے جبڑے میں اور دو نیچے کے جبڑے میں باقی بتیس دانت ہیں داڑھیں ان کے علاوہ ہیں۔ یہ بھی اللہ پاک کی عجیب حکمت ہے کہ گردن میں سات خول اور گول مہرے رکھے اوران میں

ایسے دباؤ ابھار ہیں جو ایک دوسرے پر بالکل فٹ بیٹھتے ہیں یہاں تک کہ سر کے نیچے کرسی کی صورت نمودار ہو جاتی ہے اور گردن کو پشت سے جوڑ دیا ہے، گردن کی جڑ سے سرین کی ہڈی تک چوبیس مہرے پشت میں فٹ ہیں۔
جسم انسان میں پانچ سو بیس حصے ہیں جو گوشت پٹھے اور جھلیوں سے مربوط کئے گئے ہیں۔

کان کی تخلیق میں اللہ کی حکمت:

اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت بھی عجیب ہے کہ اس نے مقام سماعت کے لئے سر کی ہڈیوں کے درمیان ایک شگاف رکھا، اور سر سے الگ نکلے ہوئے نرم سے گوشت سے اس شگاف کی حفاظت فرمائی جسے کان کہتے ہیں، اس کی بناوٹ اور ساخت کچھ اس طرح فرمائی کہ جلدی سے کوئی کیڑا وغیرہ گھسنے نہ پائے بلکہ اگر ایسی صورت پیدا ہو بھی جائے تو کیڑے وغیرہ مقام سماعت تک پہنچنے سے پہلے ہی انسان خبردار ہو جائے اور سماعت کی حفاظت کیلئے اس میں کڑوی سی رطوبت تخلیق فرمائی۔

آنکھ کی تخلیق میں حکمت:

یہ بھی اللہ جل مجدہ کی بڑی شان حکمت ہے کہ اس نے آنکھوں کو سات پردوں میں مزین فرمایا ہے۔ اگر ان میں سے ایک پردہ بھی زائل ہو جائے تو آنکھ دیکھنے سے معذور ہو جائے، اس میں چوبیس حصے پیدا کئے، اور آنکھ کے چھوٹے سے تل میں تمام آسمانوں اور زمین کی صورت باوجود اس قدر وسعت اور طول وعرض کے اس میں ظاہر فرمائی، پلکوں سے آراستہ وپیراستہ فرمایا تاکہ اس کی صفائی اور حفاظت ہوتی رہے۔

ناک اور منہ کی تخلیق میں حکمت:

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حکمتوں میں سے یہ بھی بڑی عجیب حکمت ہے کہ اس نے ناک کو دونوں آنکھوں کے پاس چہرہ کے درمیان بلند رکھا، اس کی صورت حسین بنائی، اس میں سونگھنے کی قوت پیدا فرمائی تاکہ غذائے بدن کا ادراک کرے اور اس میں دو سوراخ بنائے تاکہ اس کے ذریعہ بصورت ہوا غذائے قلب کا سامان فراہم ہو۔ منہ کو دانتوں سے آراستہ کیا اور نہایت صنعت گری سے ان کی صف بندی کی اور سفید رنگت بخشی اس میں زبان کو تخلیق فرما کر قوت گویائی سے نوازا، اور دل کی باتوں کو بیان کرنے کی طاقت عطا فرمائی، اور چکھنے کی قوت اس میں ودیعت فرمائی، کھانے اور کلام کی حفاظت کے لئے نرم ونازک ہونٹ بنائے، پھر تنگی اور کشادگی، لمبائی اور چوڑائی، تری اور خشکی کے اعتبار سے مختلف اقسام کے نرخرے یعنی گلے تخلیق فرمائے جس کی وجہ سے آوازیں مختلف ہوتی ہیں۔

ہاتھ کی تخلیق میں حکمت ربانی:

ہاتھ کی تخلیق میں حکمت ربانی یہ ہے کہ ہاتھوں سے انسان اپنی مطلوبہ اشیا کو پکڑ سکے چھو کر اشیاء کی مقدار، طول وعرض عمق وغیرہ کا احساس کر سکے ہاتھوں میں چوڑی ہتھیلیاں اور ہر ہاتھ کی پانچ پانچ انگلیاں بنائیں، ہر انگلی میں تین تین پورے رکھے، پھر چار انگلیوں کے ایک طرف انگوٹھا لگایا تاکہ ہر ایک کی طرف گھوم سکے، جب انسان اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تو وہ ایک طشت کی طرح بن جاتا ہے جو چاہے اس پر رکھے اور جب چاہے سمیٹ لے، اور ہاتھ مارنے کا ایک آلہ بھی بن جاتا ہے، اور ایک خاص انداز سے ملائیے تو یہ چمچہ کا کام دیتا ہے، اگر اسے پھیلائیں اور انگلیاں ملائیں تو یہ بیلچے کا نمونہ ہوتا ہے، پھر کھجلانے اور باریک چیز اٹھانے کیلئے پورے کام نہ

دیں تو ناخن اٹھانے میں ممد ومعاون ہوتے ہیں اور یہ ناخن ہاتھوں کا حسن ہیں، ہر انگلی میں پانچ ہڈیاں، ہتھیلی میں دس اور کلائی میں دو دو ہوتی ہیں، اسی طرح ہر عضو ان سے آراستہ ہے، ہر ہاتھ میں پانچ پانچ رگیں ہیں اور ہر ایک سے چار چار رگیں پھوٹتی ہیں۔

پیٹ کی تخلیق میں حکمت:

پیٹ بھی رب تعالیٰ کی بڑی حکمتوں پر مبنی ہے کہ اسے کھانے پینے اور دیگر ضرورتوں کے تمام لوازمات وآلات سے نوازا گیا جیسے آنتیں، جگر، معدہ، طحال، پتہ اور گردہ ومثانہ۔

معدہ کھانا پکنے کے لئے، جگر خون بنانے کے لئے، طحال سودا کو جذب کرنے کے لئے، پتہ صفرا کو، گردہ پانی کی ماہیئت کو جذب کر کے مثانہ تک پہنچانے کے لئے اور مثانہ پیشاب کو جمع کرنے کے لئے، جب کھانا ہضم ہو کر خالص خون کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اسے رگیں سنبھال لیتی ہیں جو تین سو ساٹھ ہیں بڑی رگ کو نیاط کہا جاتا ہے اور اسے بدن کی نہر سے موسوم کرتے ہیں جس کے ذریعے تمام بدن میں خون پہنچتا رہتا ہے۔ جس طرح پوری زمین میں پانی کی سپلائی کے لئے ندیوں اور نہروں کا انتظام رب تعالیٰ نے فرمایا ہے اسی طرح رگیں بھی پورے جسم میں خون کی سپلائی کرتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ اعضاء میں اس کی تدبیر کے لئے فرشتے مقرر ہیں جو اس کی تدبیر کرتے ہیں اور بدن کے تمام امور کو درست فرماتے ہیں، اے انسان! وہ فرشتے ہیں جو تیرے بطن میں غذا کی درستی میں مصروف رہتے ہیں۔

اللہ پاک نے انسان کو دو پنڈلیاں عطا فرمائی جس پر وہ قائم ہوتا

ہے ہر پنڈلی میں پچیس رگیں ہیں، پنڈلیوں میں دو قدم فٹ کئے اور ہر ایک پاؤں میں بیالیس ہڈیاں بنائیں، پنڈلی کے اوپر جوڑ بنائے، اسی طرح رانیں اور گھٹنے تخلیق فرمائے، ان میں بھی دو رگیں اور دو ہڈیاں سیٹ کیں۔

شکم مادر میں بچے کی غذا:

ماں کے پیٹ میں بچے کی غذا حیض کے خون سے بنتی ہے اور کچھ خون الگ جمع ہوتا رہتا ہے جو بوقت ولادت بچے کے ساتھ بہہ نکلتا ہے اسے نفاس کہا جاتا ہے۔ یہ ایک تہائی فم معدہ تک بدن میں اوپر کی طرف چڑھتا محسوس ہوتا ہے جس کے باعث حاملہ کو نئی نئی چیزیں کھانے کی خواہش ہوتی ہے اور اسی کے ذریعے بچے کے لئے ماں کے پیٹ سے باہر آنے کا راستہ آسان بنا دیا جاتا ہے۔ پھر بچہ جب پیدا ہو جاتا ہے تو اسے ماں کے دودھ کی غذا عطا کی جاتی ہے جو موسم گرما میں ٹھنڈا اور موسم سرما میں ذرا گرم نکلتا ہے۔ ماں کے دودھ تک رسائی کے لئے اللہ پاک نے ماں کے پستان بنائے اور بچے کے اندر انہیں چوسنے کی صلاحیت بخشی، پستان کے سرے کو بچے کے منھ کے مطابق سنوارا نیز پستان کے سرے سے ایسے تنگ سوراخ تخلیق فرمائے کہ چوسے بغیر دودھ نہ نکلے، پھر جب بچہ دو سال کا ہو جاتا ہے تو اس کے لئے ماں کا دودھ مفید نہیں رہتا بلکہ ضرر کا باعث بن سکتا ہے اسی لئے بچے کو کھانے پینے کی چیزوں کی طرف رغبت دی جاتی ہے اب کھانے پینے کی چیزوں کو کاٹنے چبانے اور پینے کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے اس کے منھ میں سولہ داڑھیں نکلتی ہیں، ہر جانب آٹھ آٹھ چار نوکدار دانت، چار کچلیاں، چار رباعیات، چار درمیانی سے متصل منہ میں آگے چل کر کل بتیس دانت پورے ہو جاتے ہیں چونکہ چبانے میں پانی کی بھی ضرورت پڑتی

ہے اس لئے زبان کے نیچے دو رگیں بنائیں جن سے تھوک نکلتا رہتا ہے جو پانی کے مترادف ہے اللہ کا یہ جو قول ہے ثم انشأناہ خلقا اخر یعنی پھر ہم نے اسے دوسری تخلیق سے سنوارا تو یہ انہیں امور کی طرف مشیر ہے۔

پھر بچے کو عقل و شعور سے بہرہ مند کیا یہاں تک کہ وہ کامل ہو کر بلوغت کی منزل میں قدم رکھتا ہے پھر جوان رعنا بن کر ادھیڑ بنتا ہے اور پھر آخر کار بڑھاپے کی گرفت میں چلا جاتا ہے۔

انسان عالم خلق وعالم امر کانمونہ ھے

انسان میں چونکہ چار عناصر آگ، ہوا، پانی اور مٹی کا خمیر ہے پس یوں سمجھئے کہ آنکھ آگ کا نمونہ ہے، قوت سماعت ہوا ہے، سونگھنے کی طاقت پانی اور چکھنے کی قوت مثل مٹی کے ہے۔

انسان میں آسمان کے بارہ برجوں کی تعداد کے برابر اللہ پاک نے برج بنائے ہیں۔ جن میں سات سر میں اس طرح کہ ایک منہ، دو نتھنے، دو آنکھیں، دو کان اور باقی پانچ بدن میں اس طرح کہ دو چھاتیاں، ایک ناف اور پاخانہ و پیشاب کے دو مقام۔

اللہ جل جلالہ نے سات آسمان بنائے ایسے ہی انسان میں بھی سات اعضا کی تخلیق فرمائی جن پر سجدہ صحیح ہوتا ہے، ان میں سے ایک پیشانی ہے، پیشانی کی گولائی میں کل چھ ہڈیاں ہیں ان میں سے ایک ہڈی ایسی ہے جس میں دو رگیں ہیں جو اسے سیراب کرتی ہیں، دو ہاتھ، دو گھٹنے اور دو قدم ان سات اعضاء پر سجدہ کو درست ٹھہرایا گیا ہے۔

اللہ عزوجل نے آسمان میں سات ممتاز سیارے پیدا کئے جن کا نام (۱) شمس (۲) قمر (۳) عطارد (۴) مشتری (۵) مریخ (٦) زہرہ

(۷) زحل ہیں ایسے ہی آدمی میں سات خواص پیدا کئے۔ وہ یہ ہیں: (۱) قوت سامعہ (۲) قوت باصرہ (۳) قوت ناطقہ (۴) قوت ذائقہ (۵) قوت شامہ (٦) قوت لامسہ (۷) قوت دافعہ۔

انسان کی حرکتیں ستاروں کی حرکتوں جیسی ہیں، اس کا پیدا ہونا گویا کہ ستارے کا طلوع ہونا ہے، اس کا مرنا ستارے کا غروب ہونا ہے اور یہ باعتبار عالم علوی ہے لیکن علوی سفلی کے اعتبار سے اس کا بدن زمین کی طرح ہے، اس کی ہڈیاں پہاڑوں کی مثال ہیں اور ہڈیوں کے اندر کے مغز معدنیات سے عبارت ہیں رگوں کو نہروں سے تشبیہ دی گئی ہے اور گوشت مثل خاک ہے، بچے کے بال نباتات کی مثال رکھتے ہیں، چہرہ طلوع آفتاب کی جگہ اور پشت گویا آفتاب غروب ہونے کا مقام ہے، بلفظ دیگر چہرہ مشرق اور پیٹھ مغرب کا نمونہ ہے۔ انسان کی دائیں جانب شمال اور بایاں جانب جنوب سے تعبیر ہے، اس کی سانس ہوا، کلام رعد، ہنسی برق، اور رونا بارش کی مثال ہیں، آدمی کا غصہ بادل، اس کا پسینہ سیلاب، اس کا سونا موت اور اس کی بیداری زندگی کی مثل ہے۔

انسان کا بچپن موسم بہار، جوانی گرما، کہولت خزاں اور ضعیفی موسم سرما کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورج کو چمک، چاند کو روشنی، شب کو تاریکی، ہوا کو لطافت، پہاڑوں کو کثافت، پانی کو رقت عطا فرمائی، پھر نور ملائکہ کا حصہ، چمکدار روشنی کو حوروں کا گہنا، تاریکی کو جہنم کے دربانوں کا تحفہ اور رقت کو شیاطین کا حصہ بنایا، لطافت جنوں کو ودیعت کی گئی تو کثافت جانوروں کے حصے میں آئی، ان تمام اوصاف کو حضرت انسان میں رکھ کر اس کو سب سے ممتاز بنا دیا۔ نور کو دونوں آنکھوں کا، چمک دار روشنی کو چہرہ تاریکی کو بالوں،

لطافت کوروح، کثافت کوہڈیوں اور رقت کودماغ کا مرکز بنادیا چونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہی صورت میں عالم امر و عالم خلق کی ان تمام ضدوں کو جمع کر دیا تو اعلان فرمایا، فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

ان تمام اسباب وتدابیر اور خلق وتکوین سے ربوبیت الٰہیہ کا اظہار مقصود ہے کہ ان کے رموز واسرار کی معرفت سے بندہ اپنے رب کا عرفان اور اپنے خالق کی پہچان حاصل کرے اسی کی طرف اسی حدیث قدسی،، جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا،، میں اشارہ ہے۔ خلق و تکوین کے رموز واسرار کی معرفت کے لئے وہبی بصیرت اور فہم مسلم کی ضرورت پڑتی ہے جس کا تقاضا بار بار قرآنی آیات واحادیث نبویہ میں مسلمانوں سے کیا جاتا ہے اور جب کوئی مرد کامل عبرت وبصیرت کے دریچے وا کرتا ہے اس پر خلق وتکوین کے حقائق ومعارف کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس کا سینہ اسرار ورموز کا گنجینہ کر دیا جاتا ہے اور وہ اللہ کے نور سے کائنات عالم کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔

مصنف کتاب کا مختصر تعارف:

جناب صوفی سید منظر علی مداری مولف کتاب سلسلۂ عالیہ مداریہ کے ایک معزز ومشہور علمی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، والد ماجد ''قطب عالم'' کے لقب سے شہرت رکھتے ہیں۔ شرف سیادت کی نسبت اس پر مستزاد ہے۔ فکر سلیم اور فہم مسلم ورثہ میں ملا ہے۔ افلا تبصرون اور فاعتبروا یا اولی الالباب کے امر پر ہمہ دم عمل پیرا رہتے ہیں۔ اس لئے ان کی فکر وبصیرت میں عرش سے تحت الثریٰ تک تمام عالم خلق اور اس کے اوپر عالم امر کی اشیاء کے رموز واسرار منکشف ہیں، یہ نگاہ حقیقت سے عرش وکرسی اور آسمان و سیارگان فلکی کا مطالعہ کرتے ہیں، زمین اور اس کے مرکز پر نظر ڈال کر جواہرات

وبرکات الٰہیہ کے ہبوط ونزول کے ٹاورس کا پتہ بتلاتے ہیں، ممکن ہے کہ ان کے استدلال میں کہیں ظاہراً سقم نظر آئے لیکن ان کی فکر ان کی قوت متخیلہ اور قوت دراکہ کی رفعت وصداقت کا خراج وصول کر رہی ہے۔ میں نے اس کتاب کے اکثر مضامین کو کئی بار پڑھا ہے۔ ماشاء اللہ اس زمانے میں فکر کی اس بلندی پر بہت ہی کم لوگوں کا نام ملتا ہے بلکہ یہ کہنا بیجا نہیں ہے کہ بعض تحقیقات تو صرف آپ ہی کی قوت فکریہ کو ودیعت ہیں۔

نام :

آپ کا پورا نام ''سید منظر علی'' ہے جو تاریخی ہے۔ والد ماجد کا اسم گرامی سید کلب علی کنیت ابوالوقار اور لقب قطب عالم ہے۔ دار النور مکن پور شریف کے مستقبل قریب کے بزرگوں میں جلی قلم سے آپ ہی کا نام لکھا جاتا ہے۔ آپ اپنے وقت کے قطب تھے، عصر حاضر میں بہت سے مشائخ مکن پور شریف کے شجرات میں آپ کی مشیخیت کشجرۃ طیبۃ ہے مریدین وخلفاء کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ والدہ ماجدہ سیدہ نزھت النساء کے نام سے شہرت رکھتی ہیں۔

پیدائش :

روز پیر کی سعادتیں اور ربیع الاول کے انوار وبرکات اور مسرتیں آپ کے حصے میں آئیں۔ ۱۶؍ربیع الاول ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۹۵۴ء کو آپ پیدا ہوئے۔ جائے پیدائش دار النور مکن پور شریف ہے۔

ابتدائی تعلیم :

اس کے بعد خانقاہ عالیہ مداریہ کے مکتب میں داخلہ ہوا، سب سے پہلے منشی سید کرامت حسین مداری، منشی سید احمد الدین، سید سرکار حسین خاور مداری، مولانا سید غلام حسنین مداری، حافظ عبد الصمد مداری وغیرہ سے

ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

لیکن بعد کو والد محترم ''قطب عالم'' سید کلب علی علیہ الرحمۃ والرضوان کی نگاہ کیمیا اثر و تربیت خاصہ نے اس پتھر کو تراش خراش کر ایسا قیمتی ہیرا بنا دیا جس سے علم و حکمت کی ضو پاشیاں ہونے لگیں اور آپ کو اپنی وہبی امانتوں کا امین بنا دیا اور برادر اکبر غوث وقت مولانا سید ذوالفقار علی قمر مداری علیہ الرحمہ و سید مختار علی وقاری مداری کی صحبتوں نے مزید کندن بنا دیا۔

آپ نے ایک مرتبہ گھر سے باہر تعلیم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تو والد ماجد نے مژدہ سنا دیا، ''بیٹا! تمھیں کہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں تم پر خصوصی عنایات مداریہ ہوں گی اور تم خود لکھ پڑھ جاؤ گے۔''

بیعت و خلافت :

چونکہ آپ کے والد ماجد مکن پور شریف میں اس وقت خود ہی شیخ المشائخ تھے اس لئے ۱۹۷۲ء میں سلسلۂ عالیہ مداریہ میں بیعت فرما کر اپنے سلسلے کی تمام نسبتوں سے ممتاز فرمایا اور دستار خلافت سے سرفراز کیا۔

شادی :

مکن پور شریف میں سلسلۂ ارغونیہ کے مشہور بزرگ بابائے قوم و ملت حضور سیدنا سید ولی شکوہ جعفری ارغونی مداری ابن قطب زماں سید علی شکوہ ارغونی مداری علیہما الرحمۃ والرضوان کی دختر نیک اختر سیدہ تونگر جہاں سے ۱۹۷۵ء میں عقد مسنون ہوا۔

نیک بیوی کے قدم آتے ہی رشد و ہدایت کا کام شروع فرما دیا۔

آج آپ کے حلقۂ ارادت میں پچاس ہزار سے زیادہ مریدین شامل ہیں۔

آپ کے خلفاء ماشاء اللہ خوب ہیں۔

برادران :

آپ کے دس بھائی ہیں جن میں الحاج سید ذوالفقار علی قمر مداری علیہ الرحمہ اور سید مختار علی مداری علیہ الرحمہ بزرگ گزرے ہیں۔ دیگر برادران میں سید آل علی، سید سید علی، سید قدوس علی بھی وصال فرما چکے ہیں۔ سید محرم علی، قاری سید محضر علی، مولانا سید وقار احمد اور سید تفاخر علی مداری رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

ہمشیرائیں:

آپ کی تین بہنیں ہیں ایک کا نام سیدہ تنویر فاطمہ ہے جو انتقال کر چکی ہیں لیکن سیدہ رقیہ خاتون و سیدہ شجاعت النساء ابھی حیات ہیں۔

اولاد:

اللہ کے فضل سے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں آپ کے یہاں تولد ہو چکی ہیں۔

صاحبزادگان:

سب سے بڑے صاحبزادے مولانا عزیزی سید اظہر علی وقاری مداری نہایت شریف النفس، سعادت آثار، متواضع اور خلیق ہیں، اساتذہ کے قدرداں اور محبوب ہیں۔ اس وقت والد ماجد کے دست راست ہیں۔ رشد و ہدایت کے کاموں میں والد ماجد کے ممد و معاون ہیں اور ماشاء اللہ بہت خوش طبع و مخیرّ ہیں۔ کتاب کی تبییض میں ان کا ہی زیادہ حصہ ہے۔ باقی صاحبزادے حسب ذیل ہیں:

سید ضیغم علی، سید عرفات علی، سید شاذر علی، سید ارقم علی و سید عدی احمد

صاحبزادیاں:

تین صاحبزادیاں ہیں جن میں بڑی سیدہ بدیع النساء کا عقد ہو چکا ہے منجھلی صاحبزادی کا نام سیدہ فاطمی ہے جبکہ چھوٹی سیدہ زینبی کہہ کر پکاری جاتی ہیں۔

حج وعمرہ :

آپ نے اب تک تین حج اور دو عمرہ مکمل کر لئے ہیں۔ آپ کا پہلا حج ۱۹۹۰ء میں دوسرا ۲۰۰۰ء میں اور تیسرا ۲۰۰۶ء میں مکمل ہوا ہے جبکہ پہلا عمرہ ۲۰۰۳ء میں اور دوسرا ۲۰۰۴ء میں مکمل فرمایا ہے۔

آپ کے ساتھ حج کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے ساتھ حج وعمرہ کرنے میں حج کا حقیقی مزہ ملتا ہے اور حج وارکان حج کے اسرار وحقائق دل پر روشن ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام عشاق گنبد خضریٰ کو اس شرف سے مشرف فرمائے۔ آمین

فقط

الشاہ ابوالحماد محمد اسرافیل مداری عفی عنہ

مورخہ ۱۱ر مارچ ۲۰۰۷ء

تمہید

تمام حمد وثنا اس ذات کے لئے ہے جس نے تمام عالم کو انسان کے وجود میں جمع فرما کر انسان کے جسم کو اپنی معرفت وعرفان کا ذریعہ بنا دیا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من عرف نفسه فقد عرف ربه جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا تحقیق کہ اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس سے عالم کی کوئی شئے پوشیدہ نہیں رہ سکتی یہاں پر نفس سے مراد خود اپنا وجود ہے اور اپنا وجود خلق ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی ذات میں غور وفکر کرنے سے منع فرمایا ہے بلکہ ارشاد فرمایا ہے کہ خلق میں تفکر کیا کرو اور خلق میں فکر کرنے کی چیزیں اور ذرائع ایجاد فرمائے ہیں۔

تصوف ایک لفظ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً دو سو برس کے بعد عالم ظہور میں آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کے زمانے میں تصوف کا چرچا نہیں تھا لیکن تصوف ہر صحابی میں جھلکتا تھا۔ تصوف کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کیلئے دنیا کے مشہور ومعروف صوفیائے اسلام کی زندگی کا مطالعہ کیا

جائے تواس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول کی روحانی زندگی کا پتہ چلے گا۔

جیسے ایک مرتبہ محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت حنظلہ کاتب اسیدی رضی اللہ عنہ،، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے تھے،، محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت اور دوزخ کا تذکرہ فرمایا اس طرح گویا کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اس کے بعد میں اپنے بیوی بچوں میں پہنچا ہنسا بھی اور کھیل وغیرہ بھی کیا تو مجھے یاد آیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کس حالت میں تھے۔ چنانچہ میں نکلا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا اے ابوبکر! میں منافق ہو گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جنت اور دوزخ کا تذکرہ سناتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا خود ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور جب ہم آپ کے پاس سے باہر آتے ہیں تو اپنے ازواج اور اولاد اور کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاتے ہیں اور وہ سب بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنا بھی یہی حال ہوتا ہے پس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا تذکرہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے حنظلہ اگر تم اپنے اہل وعیال میں بھی پہونچ کر اسی حالت میں رہو جس طرح میرے پاس رہتے ہو تو ملائکہ تم سے تمہارے بستروں پر مصافحہ کریں اور راستہ میں تم سے مصافحہ کریں لیکن اے حنظلہ یہ کیفیت کبھی کبھی ہوتی ہے۔ (الحدیث)

دوسری روایت :حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جب آپ کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دل رقیق ہو جاتے ہیں اور ہم سب طالب آخرت ہو جاتے ہیں اور جب آپ سے جدا ہو جاتے ہیں تو ہمیں دنیا پسند آتی ہے اور ہم بیویوں اور اولاد کو سونگھتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم سب ہر وقت اسی حالت پر رہو جو حالت تمہاری ہمارے پاس ہوتی ہے تو تم سے ملائکہ مصافحہ کریں اور تمہاری زیارت کرنے کے لئے تمہارے گھروں میں داخل ہوں۔ (الحدیث)

الغرض ایک جماعت ہے جو اپنے میں وہ کیفیات جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے سے ہوتی ہے وہ زائل کر دیتی ہے لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوسری جماعت اور ہے جو ہر لمحہ انہیں کیفیات میں رہتی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں رہنے سے ہوتی ہے۔ وہ جماعت وہ ہے کہ جن کے نہ گھر ہیں نہ بیوی نہ بچے نہ ان کو کھانے پینے اور رہنے کے مکانات ہیں۔ کپڑے پھٹے اور بال گرد آلود دنیا کی تمام آرام وآسائش سے دور اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہیں۔ ایک چبوترہ ہے جس کو صفہ کہا جاتا ہے یہاں پہنچ کر یہ جماعت جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتی ہے اس پر تبادلہ خیال کرنے لگتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے سے جو کیف وسرور حاصل ہوتا ہے وہ سب کچھ اس جماعت پر برقرار رہتا ہے جو کبھی زائل نہیں ہوتا۔ یہ جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی آئینہ دار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شریعت مثل کشتی کے ہے طریقت مثل سمندر کے ہے۔ حقیقت مثل صدف کے ہے

اور معرفت مثل موتی کے ہے جو شخص موتی حاصل کرنا چاہے تو شریعت کی کشتی پر سوار ہو کر طریقت کے سمندر میں اتر کر حقیقت کا صدف کھول کر معرفت کا موتی حاصل کرے۔ (حدیث)

جماعت اول صدقت یارسول اللہ کہہ کر اپنے گھروں میں چلی گئی لیکن دوسری جماعت نے صدقت بھی کہا اور سمندر کی گہرائیوں میں لاخوف علیهم ولاهم یحزنون کی سند کے ساتھ اترتی چلی گئی۔ ان کو یہ بھی پرواہ نہیں کہ سمندر کی گہرائیوں میں اتر کر ہماری سانسیں ساتھ نہ دیں گی اور سمندر میں خونخوار جانوروں سے بچیں گے بھی یا نہیں۔ ان سب کی پرواہ کئے بغیر یہ جماعت طریقت کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر حقیقت کا صدف کھول کر معرفت ربانی کا موتی حاصل کر لیتی ہے۔

ایک وہ جماعت ہے جو صدقت کہہ کر اپنے گھروں میں چلی جاتی ہے اور دوسری وہ جماعت ہے جو صدقت بھی کہتی ہے اور اپنی آنکھوں سے معرفت حق کے دیدار سے مشرف بھی ہوتی ہے۔ اسی دوسری جماعت کی لازوال کیفیت سے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کا نام تصوف ہے۔ یہی جماعت مصداق علمناه من لدنا علما ہے۔ یہ وارث انبیاء اور العلماء ورثة الانبیاء کے مصداق ہیں کہ ان کے وجود پر علوم الٰہیہ جوش مارتا ہوا نظر آرہا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے سینے میں اس قدر مضامین جمع ہو جاتے ہیں کہ اگر میں بیان نہ کروں تو میرا سینہ پھٹنے لگتا ہے۔ یہاں پر سینے سے مراد جگر ہے جس کا تعلق کرسی الٰہی سے ہے۔ اصحاب صفہ کی مقدس جماعت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر لمحہ حیات اقوال و احوال، افعال و اسرار پر نظر رکھتی تھی۔ ان کے متبعین کی جماعت بھی قیامت تک

موجود رہے گی جو علم و عمل دونوں کی جامع ہو گی۔ انہیں کو صوفیائے اسلام کے لقب سے ملقب فرمایا گیا ہے۔ ان کی زبان حق ترجمان سے ایسے ایسے اسرار و رموز کا انکشاف ہوتا ہے جن کو سمجھنے کے لئے علم ظاہر کے ساتھ ساتھ علم باطن بھی ہونا ضروری ہے۔ یہاں پر علم باطن سے مراد علم حکمت ہے اور حکمت کا علم خداداد نعمت ہے جس کو چاہے عطا کر دے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیه من یشاء بغیر حساب۔ یہ جماعت عالم خلق میں رہ کر عالم امر کے تمام علوم سے مزین و آراستہ رہتی ہے ان صوفیائے اسلام کی اصطلاحات، قرآن کی آیات اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ دنیا و آخرت کا کوئی علم ایسا نہیں جو ان میں موجود نہ ہو انہیں علوم کا سہارا لیتے ہوئے ایک مختصر سا مضمون تصوف جو آپ کے ہاتھ میں ہے لکھنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اس بات کا لحاظ رکھتے ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعده من النار۔ یعنی جو شخص میری طرف سے جھوٹ بات گڑھ کر کہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔

خاک پائے ابوالوقار

ابوالاظہر سید محمد منظر علی مداری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وجہِ تصنیف

خدا اگر دلِ فطرت شناس دے تجھکو
سکوتِ لالہ وگل سے کلام پیدا کر

اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جس کے ظہور کے بعد ہادیٔ اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگ سوالات کرتے تھے۔ان سوالات کے جوابات اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن میں نازل ہوتے رہے اور بیشمار سوالات کے جوابات احادیث مقدسہ میں موجود ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اصحابِ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بھی یہود ونصاریٰ طرح طرح کے سوالات کرتے تھے لیکن تاریخ شاہد ہے کہ شیخین کریمین سے جو سوالات کئے جاتے تھے ان کے جوابات حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو شہرِ علم وحکمت کے دروازہ ہیں اور عبداللہ ابن عباس کو (جن کے لئے تاویل قرآن کا علم عطا ہونے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی) سے دلوائے جاتے تھے۔

ایک مرتبہ سات عیسائیوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی سوالات کئے۔ان کے ساتھ صحابۂ کرام کی ایک جماعت موجود تھی۔عیسائیوں نے کہا اگر تمہارا مذہب

اسلام سچا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی تھے تو ہمارے ان سوالوں کا جواب دیں۔اگر جوابات صحیح ہوں گے تو ہم اسلام قبول کرلیں گے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم سوال کرو تمہارے ہر سوال کا جواب دیا جائے گا۔

الغرض ایک عیسائی کھڑا ہوا اور سوال کرنے لگا:

۱۔ وہ کون سی چیز ہے جو خدا نہیں جانتا؟

۲۔ وہ کیا چیز ہے کہ ہم انسان تو دیکھتے ہیں مگر خدا نہیں دیکھتا؟

۳۔ وہ کیا چیز ہے جو پوری کی پوری دہن ہے؟

۴۔ وہ کیا شئے ہے جو پوری کی پوری آنکھ ہے؟

۵۔ وہ کون سی زمین ہے جس نے ایک مرتبہ سورج کی کرن دیکھی پھر دوبارہ کبھی نہیں دیکھی؟

۶۔ وہ پانچ چیزیں کون سی ہیں جو زمین پر تو چلیں پھریں مگر اپنی ماں کے پیٹ میں کبھی نہیں رہیں؟

۷۔ گھوڑا اپنی ہنہناہٹ میں کیا کہتا ہے؟

۸۔ تیتر اپنی صدا میں کیا کہتا ہے؟

۹۔ مرغ اپنی بانگ میں کیا کہتا ہے؟

۱۰۔ وہ کون سا درخت ہے جس کے سایہ میں سو سال تک چلا جائے اور اس کا سایہ ختم نہ ہو؟

۱۱۔ وہ کون سا مسافر ہے جس نے ایک مرتبہ سفر کیا دوبارہ پھر کبھی سفر نہ کیا؟

۱۲۔ جنت کی کنجی کیا ہے؟

جب عیسائی سوالات کر چکا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرامؓ کی طرف دیکھا لیکن کسی طرف سے کوئی جواب نہیں تھا۔ عیسائی یہ کہتے ہوئے واپس ہونے لگے کہ اگر تمہارا مذہب سچا ہوتا تو یقیناً تمہارے پاس ان سوالوں کے جوابات ہوتے۔ حضرت عمر فاروق ؓ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ٹھہر جاؤ تمہارے سوالوں کے جوابات دیئے جائیں گے۔ آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلوا بھیجا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب تشریف لائے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا، اے علی! ہم نے ہمیشہ اپنی خلافت میں آپ ہی کا سہارا لیا۔ یہ عیسائی سوالات لیکر آئے ہیں ان کے جوابات دیجئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ تم سوالات کرتے رہو اور جوابات تحریر کرتے رہو۔ عیسائی نے سوال کرنا شروع کیا۔

سوال نمبر۱ وہ کون سی چیز ہے جس کو خدا نہیں جانتا؟

جواب تم عیسائی لوگ کہتے ہو کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے لیکن خدا نہیں جانتا۔

سوال نمبر۲ وہ کیا چیز ہے جو ہم انسان تو دیکھتے ہیں مگر خدا نہیں دیکھتا؟

جواب آپ نے فرمایا، وہ خواب ہے جو ہم انسان تو دیکھتے ہیں مگر خدا نہیں دیکھتا۔

سوال نمبر۳ پھر سوال کیا وہ کیا چیز ہے کہ پوری کی پوری دہن ہے؟

جواب آپ نے فرمایا، وہ آگ ہے۔

سوال نمبر۴ پھر کہا، وہ کیا چیز ہے کہ پوری کی پوری آنکھ ہے؟

جواب آپ نے فرمایا کہ وہ سورج ہے۔

سوال نمبر۵ پھر کہنے لگا وہ کون سی زمین ہے جس نے صرف ایک بار سورج کی کرن کو دیکھا دوبارہ کبھی نہیں دیکھا؟

جواب آپ نے فرمایا کہ وہ وہ دریا ہے کہ جس سے موسیٰ علیہ السلام عصا مار کر نکل گئے اور فرعون غرق ہو گیا۔

سوال نمبر۶ گھوڑا اپنی ہنہناہٹ میں کیا کہتا ہے؟

جواب آپ نے فرمایا، گھوڑا کہتا ہے اے اللہ مومنوں کو کافروں پر فتح عطا فرما۔

سوال نمبر۷ پھر کہنے لگا، تیتر اپنی صدا میں کیا کہتا ہے؟

جواب آپ نے فرمایا، **الرحمن علی العرش الستویٰ**۔

سوال نمبر۸ پھر سوال کیا کہ مرغ اپنی بانگ میں کیا کہتا ہے؟

جواب آپ نے فرمایا، مرغ کہتا ہے، اے غافلو! اٹھو اور اللہ کا ذکر کرو۔

سوال نمبر۹ پھر کہنے لگا، وہ کون سا مسافر ہے کہ جس نے ایک مرتبہ سفر کیا ہو پھر دوبارہ کبھی سفر نہ کیا ہو؟

جواب آپ نے فرمایا، وہ پہاڑ جو بنی اسرائیل پر عذاب بنکر پہنچا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی توبہ واستغفار کی وجہ سے پھر اس کو واپس کر دیا۔

سوال نمبر۱۰ پھر سوال کیا، وہ کون سی پانچ چیزیں ہیں جو اپنی ماں کے پیٹ میں نہیں رہیں مگر زمین پر چلیں پھریں؟

جواب آپ نے فرمایا، حضرت آدم اور حوا۔ حضرت اسمٰعیل کا دنبہ اور حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی، موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو اژدہا بن گیا۔

سوال نمبر ۱۱ پھر اس نے سوال کیا، وہ کون سا درخت ہے کہ جس کے سایہ میں سو سال تک چلا جائے سایہ ختم نہ ہو؟

جواب آپ نے فرمایا کہ طوبیٰ کا درخت

سوال نمبر ۱۲ ایک عیسائی الگ خاموش بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تو بھی سوال کر تیرے سوال کا بھی جواب دیا جائے گا۔ اس نے کہا جنت کی کنجی کیا ہے؟

جواب آپ نے فرمایا، تو پڑھ لے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ**۔ یہی جنت کی کنجی ہے۔

ان جوابات کے بعد ساتوں عیسائیوں نے اسلام قبول کر لیا اور سچے مسلمان ہو گئے۔ اسی طرح بہت سے واقعات ہیں جن کو پڑھ کر یہ خیال پیدا ہوتا تھا کہ اس ترقی یافتہ دور میں جو سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے لوگ اسلام کے متعلق جو حکمتوں سے بھرا ہے ان حکمتوں پر اب بھی طرح طرح کے سوال پیدا کرتے ہیں۔ میرا ذہن ہمیشہ ایسے سوالات کے جوابات تلاش کرتا ہے۔

الغرض سعودی عرب کے شہر جدہ میں مقیم جناب محمد آفاق مداری اور آفتاب احمد مداری جو کہ دمام میں مقیم ہیں، میں نے ان سے ذکر کیا۔ اگر اسلام سے متعلق کوئی اہم سوالات کئے جائیں۔ وہ سوالات ہم کو ضرور بتانا تا کہ ہم بھی ان سوالات پر غور و فکر کر کے جوابات لکھیں۔

جولائی ۲۰۰۲ء میں جناب محمد آفاق مداری مکن پور آئے تو میں نے اپنی بات کو ان کے سامنے دہرایا تو انہوں نے بتایا کہ ابھی امریکہ کے سائنسدانوں نے سوال کیا ہے کہ میں نے اپنی سیٹلائٹ کے ذریعہ خانہ کعبہ

کی زمین کا ایکسرے کیا تو اس کے نیچے ایک ستون نظر آیا۔ وہ ستون کس چیز کا ہے۔ (۲) دوسرے چاند سورج ستارے داہنے سے بائیں جانب گردش کرتے ہیں اور دنیا میں جس قدر موٹر پارٹس تیار کئے گئے ہیں ان کی چال بھی داہنے سے بائیں جانب ہے لیکن تم مسلمان لوگ بائیں سے داہنی جانب خانہ کعبہ کا طواف کیوں کرتے ہو؟

یہ دو سوال بتا کر سعودیہ واپس چلے گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر انہوں نے ہم کو ٹیلیفون پر کچھ سوالات لکھائے اور کہا کہ امریکی سائنس دانوں کی ایک ٹیم جدہ آئی ہوئی ہے۔ انہوں نے اور بھی سوالات کئے ہیں وہ بھی سوالات تحریر کر لیجئے۔ (۱) حج کیا ہے؟ (۲) خانہ کعبہ کا طواف کیوں کیا جاتا ہے؟ اور (۳) طواف میں سات ہی چکر کیوں لگائے جاتے ہیں (۴) حرم کیا ہے؟ (۵) میقات کسے کہتے ہیں؟ (۶) صفا اور مروہ پر سعی کیوں کی جاتی ہے (۷) صفا و مروہ پہاڑوں کی کیا خصوصیت ہے؟ (۸) بال کیوں کاٹے جاتے ہیں؟ (۹) منیٰ کا قیام (۱۰) عرفات کی حاضری (۱۱) مزدلفہ کا وقوف کیا ہے؟ (۱۲) ایک کپڑا پہننا اور ایک کپڑا اوڑھنا یہ احرام کیا ہیں؟ (۱۳) قربانی کیوں کی جاتی ہے؟ (۱۴) شیطان کو کنکری کیوں ماری جاتی ہیں جب کہ وہ پتھر ہیں۔ الغرض میں نے ان تمام سوالات کے جوابات تحریر کر لئے اور اس چھوٹے سے کتابچہ کا نام حج اور عمرہ کا تحقیقی جائزہ رکھا تا کہ حج عمرہ اور نماز کے متعلق معلوم ہو سکے کہ کیا ہیں۔ ان سوالات و جوابات سے کچھ اور سوالات پیدا ہو گئے جن کے جوابات کی شکل میں زیر نظر کتاب ''صوفیائے اسلام اور جدید سائنس'' وجود میں آ گئی۔

آج کی دنیا میں حج عمرہ اور نماز محض مذہبی رسومات بن کر رہ گئیں۔

جبکہ ان کا رسم ورواج سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اس میں انسانوں کی فلاح وبہبود کی بیشمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ جنہوں نے حقیقی معنوں میں عمل پیرا ہوکر دکھایا وہ ہستیاں آج بھی زمین پر رہ کر تمام کائنات عالم کا علم اپنے سینے میں رکھتی ہیں۔ ان کے لئے کوئی دوری ومجبوری نہیں ہوتی اور یہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھے ہوئے دانے کی طرح پورے عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

اس کتاب کی طباعت میں جناب آفتاب احمد مداری اعظمی نے تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ ان کے والدین کریمین کا سایہ عاطفت ان کے سر پر قائم ودائم رکھے اور انہیں دارین کی سعادتوں سے نوازے۔ آمین۔ محمد عارف منظری مداری جو تعاون پیش کیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ اور کلمہ طیبہ پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ابوالاظہر سید منظر علی مداری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان اور کائنات عالم ایک نظر میں

انسان کائنات عالم کا مجموعہ ہے تمام عالم میں جو بھی پیدا فرمایا ہے اس کی مثال اور نمونہ انسان میں ضرور بنایا۔

(روح البیان۔ صفحہ ۲۹۔ پ ۳۔ ج ۲)

پانی، عرش، کرسی، لوح وقلم، زمین وآسمان بیت المعمور، سدرۃ المنتہیٰ، مقام محمود، مشرق، مغرب، شمال وجنوب، خلا، ہوائیں، دن ورات، چاند وسورج، عطارد، مریخ، مشتری، زہرہ، زحل، بھاپ، دھواں، جھاگ گادھ موسمیات کی تبدیلیاں، جواہرات کا نزول، بادلوں کی آمد ورفت، گھن گرج، مانسون بارش، زمین سے آسمانوں کی طرف کونسی شئے چڑھتی ہے، اور آسمانوں سے زمین کی طرف کس چیز کا نزول ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **یعلم ما یلج فی الارض ومایخرج منها وما ینزل من السماء وما یعرج منها وهو الرحیم الغفور۔**

(سورہ سبا ۲۲ آیت ۲)

ترجمہ:۔ وہ سب کچھ جانتا ہے، جو زمین کے اندر داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے اور وہ بڑا رحم والا ہے اور بڑا مغفرت کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں ۷۵٦ جگہ ان تمام علوم پر غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ غور وفکر عرفان کی کنجی ہے۔ اس کے ذریعہ ہی ہر چیز کا عرفان کیا جاسکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من عرف نفسه فقد عرف ربه تحقیق کہ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا، اس کا اپنا وجود تمام جہان کا مجموعہ ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ اس کا وجود عنصری عالم خلق اور عالم امر کا مجموعہ ہے۔ عالم امر اور عالم خلق عدم سے وجود میں آنے سے قبل محض اللہ کے ارادے میں تھے اور جب اسکو وجود بخشنا چاہا تب فضائے بسیط میں ایک نقطہ ظاہر ہوا۔

یہ نقطہ اول ماخلق اللّٰه الجوهر کے مطابق جواہرات کا خزانہ تھا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اجساد سے دو ہزار سال پہلے ارواح کو پیدا فرمایا۔ ایک روایت میں ہے کہ چار ہزار سال پہلے ارواح کو پیدا کیا گیا۔ ارواح کے سامنے ہی آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہوئی۔ اس وقت آسمان اور زمین ایک شئے تھی جیسا کہ مشہور حدیث شریف میں ہے کہ اول ما خلق اللّٰه الجوهره (ج ۹ پ ۱۷ ص ۵۹ اردو روح البیان) جو بشکل احمدی ﷺ ظاہر ہوا جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا انا من نور اللّٰه و کل الخلائق من نوری، میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے جیسا کہ حدیث قدسی ہے کنت کنزا مخفیا فا حببت ان اعرف فخلقت

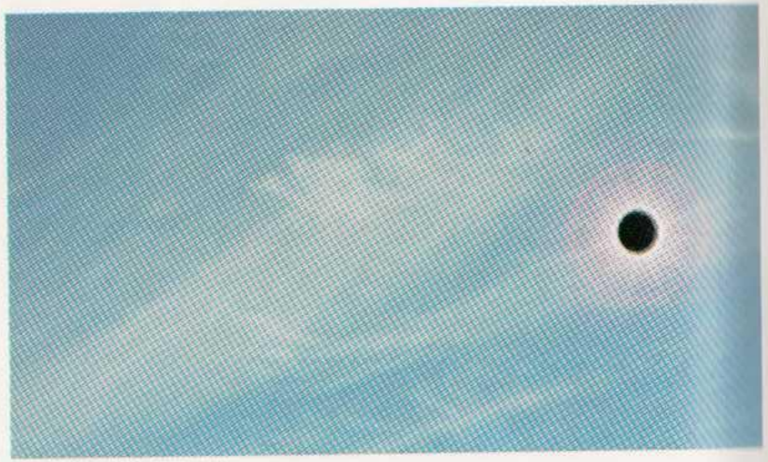

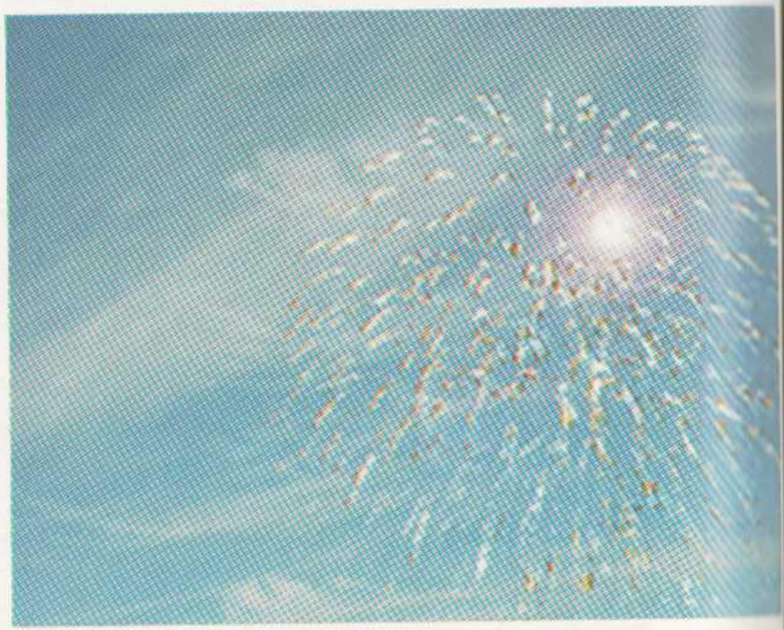

خـلقًا میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا پھر میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے ایک مخلوق کو پیدا کیا (یعنی جان کائنات محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا فرمادیا) اس نقطہ کی حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ فضائے بسیط میں دو حروف نے جو جواہرات کے خزانوں سے پر تھے، اس نقطہ کو اپنے جلو میں لے لیا۔ حرف اوّل کاف، اور حرف دوئم نون یعنی کن۔ دراصل یہ کن لب ہائے قدرت ہیں، ک اور ن کے تصادم سے زوردار آوازوں کیساتھ وہ نقطہ بکھر کر فضائے بسیط میں پھیل گیا۔

بکھرنے والے اس نقطہ نے ۲۸ حروف تہجی کی شکل اختیار کر لی۔ وہ ۲۸ حروف تہجی یہ ہیں، اب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ ی۔

دیکھنے اور پڑھنے میں یہ حروف ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ صفات باری تعالیٰ کے ادراک و عرفان کے اصل ذرائع اور وسائل ہیں۔ ان حروف کی آواز میں دراصل اللہ کی آوازیں ہیں جو آج بھی اہل سماعت سن رہے ہیں اور اہل بصیرت دیکھ رہے ہیں۔ ایک موقع پر حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ اللہ کی آواز کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ لوہے کو پتھر پر پھینک دو جو آواز اس میں پیدا ہو وہ اللہ کی آواز ہے۔ ان حروف تہجی۔

سے نازل ہونے والے جواہرات (انوار وبرکات) اپنی اپنی صورت میں نازل ہوتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کو پسند فرمایا جبکہ آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں سکھائی گئیں اور آج اس زمین پر ابن آدم لاکھوں زبانوں میں کلام کررہے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سات لاکھ زبانیں سکھائیں۔

(روح البیان اردو) (نوٹ: بغدادی قاعدہ پڑھیں،، آوازیں سنیں)۔

حروف تہجی سے نازل ہونے والے جواہرات کے اختلاط سے بے شمار زبانیں بولی جائیں گی۔ جس طرح سات رنگوں سے بے شمار رنگ تیار کرلئے گئے اور قیامت تک ایک دوسرے سے مل کر بے شمار رنگ تیار ہوتے رہیں گے۔ بالکل اسی طرح حروف تہجی سے نازل ہونے والے جواہرات جب ایک دوسرے سے خلط ملط ہوئے تو طرح طرح کے حروف اور الفاظ عالم وجود میں آئے۔ وہ صرف آدم یا ابن آدم تک محدود نہیں رہے بلکہ تمام ذی روح مخلوقات میں بھی ان حروف کے اسرار پھیل گئے۔ آج دنیا میں درندوں، چرندوں اور پرندوں کی زبانوں پر مختلف حروف سننے کو ملتے ہیں۔ انسانوں کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ حضرت آدم سے وراثت میں سات لاکھ زبانیں عطا ہوئی ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ابن آدم جس قدر زبانوں میں کلام کریں گے ان کی تعداد سات لاکھ ہوگی، آج اس زمین پر بے شمار زبانیں مفقود ہوگئیں جن کے جاننے والے بھی زمین پر موجود نہیں۔ یہ سب ملا کر سات لاکھ زبانیں بولی جائیں گی۔

معجزہ قرآن

حروف کلمات کے اور کلمات جملوں کے اور جملے آیات کے آیات سورتوں کے اور سورتیں قرآن کے اجزاء ہوتے ہیں۔قرآن عظیم سورتوں کی طرف سورتیں آیتوں کی طرف آیات جملوں کی طرف جملے کلمات کی طرف کلمات حروف کی طرف اور حروف نقطوں کی طرف منقسم ہوتے ہیں۔نقطہ کو پھیلاؤ تو قرآن عظیم اور قرآن عظیم کو جب سمیٹ لیا جائے تو محض نقطہ رہ جائے گا یہ نقطہ ہی خداعزوجل کا وہ راز مخفی ہے جو عدم سے وجود میں آیا۔یہی وہ نقطہ ہے کہ جس نے ازل تا ابد کے تمام رازہائے مخفی کو اپنے اندر سمیٹ رکھا ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض حضرات نے اپنی کتابوں میں انسان کو کائنات اصغر (چھوٹا) اور تمام عالم کو کائنات اکبر (بڑا) تحریر کیا ہے۔فقیر کے نزدیک انسان کائنات

اکبر ہے اور تمام عالم کائنات اصغر ہے۔ اس لئے کہ اس عالم میں انسان کامل حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات گرامی موجود ہے اور ان کے وارث قیامت تک موجود رہیں گے کہ انہیں پر کائنات کا دارومدار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں کہیں یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ لقد خلقنا العالمین فی احسن تقویم بلکہ یوں ارشاد فرمایا۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم اور میں نے انسان کو اچھی ساخت پر پیدا فرمایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کائنات اکبر ہے اور تمام مخلوق عالم اصغر ہے۔

نقطہ

قرآن عظیم کو جب سمیٹ لیا جائے تو وہ نقطہ رہ جائے گا اسی طرح جب کائنات عالم کو سمیٹ لیا جائے تو وہ کن کا نقطہ رہ جائے گا۔

اور انسان بھی ایک قطرہ سے پیدا کیا گیا۔ انسان اور کائنات کے عرفان کیلئے قرآن مقدس بہترین ذریعہ ہے کہ اس مقدس کلام نے تمام کائنات اور انسان کو سمیٹ رکھا ہے۔

کمپیوٹر

جیسا کہ پہلے تحریر کر چکا ہوں کہ نقطہ بکھر کر فضائے بسیط میں پھیل گیا۔ جس نے حروف تہجی کی شکل اختیار کر لی۔ جیسے کمپیوٹر پر پھیلے ہوئے حرف پر انگلیاں چلائی جائیں تو ان حروف سے لغات اور عنوانات تیار ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح فضائے بسیط پر پھیلے ہوئے حروف پر دست قدرت کی انگلیاں چلی ہیں وہ حروف یہ ہیں:

ب س م ال ل اہ ال رح م ن ال رح ی م

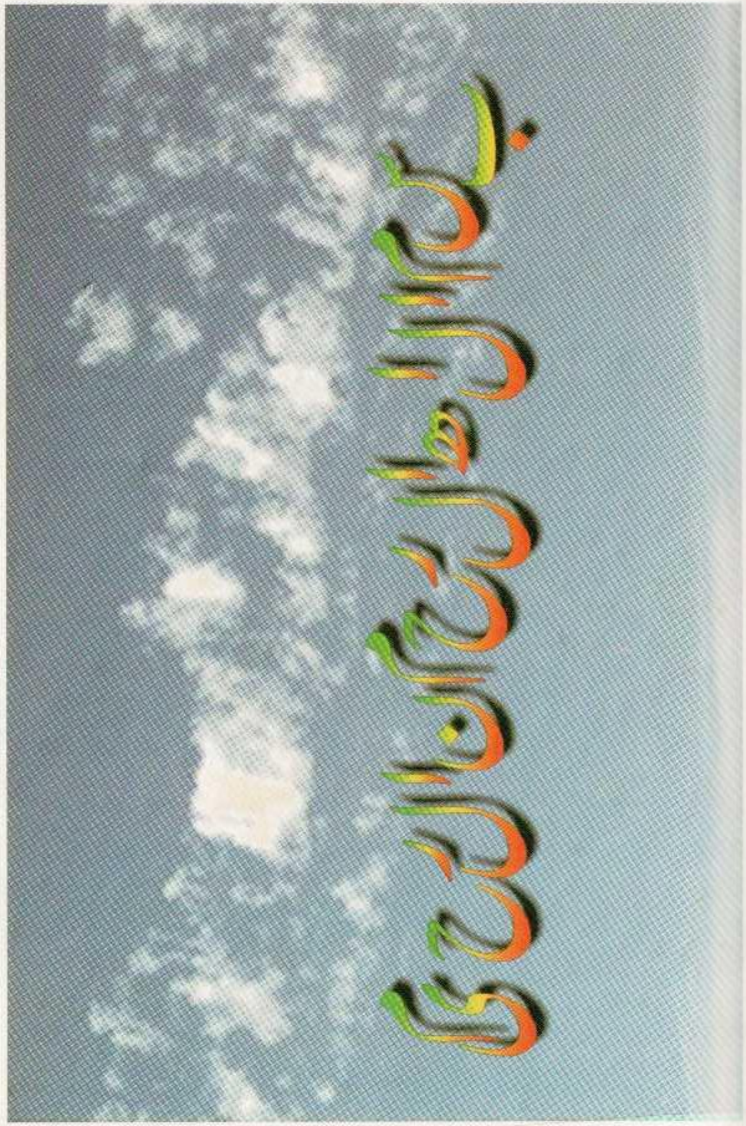

ان حروف میں سب سے پہلا حرف ب ہے ب سے مراد بدیع کے ہیں بدیع اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے یعنی نئی چیزوں کا ایجاد کرنے والا یہی ب بنیاد ہے کائنات عالم کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا بدیع السموٰت والارض ۔یعنی جب کسی شئے کو پیدا یا تعمیر کیا جائے تو سب سے پہلے اس کی بنیاد ہی رکھی جاتی ہے۔

''ب'' اور اسکے نقطہ کو سب سے پہلے پیدا فرما کر کائنات عالم کی بنیاد رکھی گئی جیسا کہ تفسیر روح البیان پارہ اول جلد اول صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے۔

جمیع علوم بسم اللہ کی ب میں رکھے گئے کہ اس میں نقشہ ہے تخلیقات عالم کا۔حرف ''ب'' کو ''س'' سے وصل کیا جائے تو ''بس'' ہوتا ہے اور بس کے معنی طاقت کے ہیں یعنی سب کچھ ''ب'' کو ''س'' سے حذف کر کے۔ اگلے حرف ''م'' سے ''س'' کو وصل کیا جائے تو ''سم'' ہوا جسکے معنی اسم کے ہوتے ہیں۔اسم نام کے معنوں میں آتا ہے۔اب، ب۔س۔م۔کو جمع کیا جائے تو بسم ہوا، بسم کے ساتھ اگلے چاروں حروف ا۔ل۔ا۔ہ کو وصل کیا جائے تو اسکا مطلب ہوا بسم اللہ یعنی بنیاد رکھی گئی اللہ کے نام سے پھر بسم اللہ میں چھ حروف۔ا۔ل۔ر۔ح۔م۔ن کو متصل کر دیا جائے تب بسم اللہ الرحمٰن ہوتا ہے پھر انکے بعد ۶ حروف اور ہیں ا۔ل۔ر۔ح۔ی۔م جب انکو بسم اللہ الرحمٰن کے ساتھ وصل کیا گیا تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہوا۔یہی حروف قرآن عظیم کی مختلف سورتوں کے شروع میں لکھے ہیں جیسے الٓمٓ۔الٓرٰ۔حٰمٓ۔ اور نٓ۔جب ان حروف مقطعات کو جمع کیا جائے تو الرحمٰن ہوتا ہے۔پھر ''الر'' ح۔ی اور م مختلف آیات مقطعات میں موجود ہیں جنکو جمع کیا جائے تو الرحیم ہوتا ہے۔الرحمٰن فی الدنیا و الرحیم فی الآخرہ۔

اگر عالم خلق کا دارومدار رحمٰن پر ہے تو عالم امر کا دارومدار رحیم پر ہے اور یہی بنیاد ہے تمام کائنات عالم کی۔ یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اپنے وجود میں تمام کائنات عالم کو سمیٹے ہوئے ہے۔ یعنی تمام عالم کی تخلیقات میں اللہ کی جس قدر صفتیں کارفرما ہیں انکی تعداد تین ہزار ہیں۔ ان پر غوروفکر کرنے سے تمام عالم کا مشاہدہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ تمام عالم میں اسی کی صفات کا اجراء ہے۔ حضور ﷺ کا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جو تفکر میں لگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اللہ کی مخلوق میں تفکر کرو لیکن خالق کی ذات میں تفکر نہ کرو (الحدیث روح البیان صفحہ ۱۷۰ پارہ نمبر ۱۳ جلد ۷)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ مخلوق میں فکر اسلئے کی جائے کہ اسمیں اللہ تعالیٰ کی صفات کارفرما ہیں۔ اس لئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تین ہزار صفات جو سب کے سب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں ہیں۔ (تفسیر روح البیان جلد اول صفحہ ۲۶) فضائل بسم اللہ شریف میں تحریر ہے کہ بعض روایات میں منقول ہے کہ اللہ تعالےٰ کے تین ہزار اسماء ہیں، ایک ہزار سوائے ملائکہ کے کوئی نہیں جانتا اور ایک ہزار سوائے انبیاء علیہم السلام کے کسی کو نہیں معلوم اور تین سو توراۃ میں ہیں جنکو اللہ تعالےٰ نے اپنے علم میں رکھا ہے۔ پس ان تین ہزار اسماء کے معنی ان تین اسماء اللہ۔ رحمٰن اور رحیم میں ہیں۔ (روح البیان) اس تحریر سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم عالم کی ہر شئے میں پرتوریز ہے۔ یہاں پر خصوصیت کے ساتھ جو بات قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ ۲۸ حروف تہجی جو افلاک پر مشتمل سیارگان فلکی کے ہیں انکی خصوصیات سمجھنے کے لئے یہ حدیث جو عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بسم اللہ پڑھے گا اسکے

لئے ہر ہر حرف کے بدلے چار چار ہزار نیکیاں لکھی جائینگی اور چار چار ہزار گناہ بخشے جائینگے اور چار چار ہزار درجات بلند کئے جائینگے۔ (نزہتہ المجالس جلد ۱ صفحہ ۴۶ اردو) اس سے معلوم ہوا کہ حروف تہجی سے ایک ایک حرف خدا کے کس قدر خزانے لئے ہوئے ہے جو ہمارے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جارہی ہیں اور درجات بلند کئے جارہے ہیں۔ درجات یہ ہیں کہ ہم مسلمان مومن بن کر اللہ کے کسقدر قریب ہو جاتے ہیں کہ ولایت میں اعلیٰ درجات سے نوازتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے جو چاہتا ہو کہ دوزخ کے ۱۹ فرشتوں سے خدا اُسے بچالے اسے چاہئے کہ بسم اللہ پڑھا کرے چونکہ اسمیں ۱۹ حرف ہیں (نزہتہ المجالس جلد نمبر ۱ صفحہ ۵۰)۔ اس قول سے ثابت ہوتا ہے کہ ۲۸ حروف تہجی سے ہر حرف اپنے میں جواہرات کے خزانے لئے ہوئے ہے۔ اس حرف تہجی کی وضاحت معراج والی حدیث پاک سے ثابت ہے۔

وفی الخبران النبی علیه السلام قال ،، لیلة اسریٰ بی الی السماء عرض علی جمیع الجنان فرأیت فیها اربعة انهار. نهرا من ماء ونهرا من لبن ونهرا من خمر ونهرا من عسل فقلت یا جبرئیل من این تجی هذه الانهار والی این تذهب ؟ قال تذهب الی حوض الکوثر ولا ادری من این تجی فادع الله تعالیٰ لیعلمک اویریک فدعاربه وجاء ملک فسلم علی النی علیه السلام .ثم قال: یامحمد غمض عینیک قال: فغمضت عینی. ثم قال: افتح عینیک ففتحت فاذا انا عند شجرة ورایت قبة من درةبیضاءِ ولها باب من ذهب احمر و

قفل لو ان جمیع مافی الدنیا من الجن والانس وضعوا علیٰ تلک القبة لکانوا امثل طائر جالس علیٰ جبل فرأیت هذهٖ الانهار الاربعه تخرج من تحت هذهٖ القبة فلما اردت ان ارجع قال لی ذلک الملک لِمه لاا تدخل القبة ؟قلت ،کیف ادخل وعلیٰ بابها قفل لامفتاح له عندی قال مفتاحه بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم فلما دنوت من القفل وقلت بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم انفتح القفل فدخلت فی القبة فرأیت هذهٖ الانهار تجری من اربعة ارکان القبه ورأیت مکتوبًا علی اربعة ارکان القبة بسم اللّٰه الوحمٰن الرحیم ورأیت نهر الماء یخرج من میم بسم اللّٰه ورأیت نهر اللبن یخرج من هاء اللّٰه ونهر الخمر یخرج من میم الرحمٰن ونهر العسل من میم الرحیم.

فعلمت ان اصل هذهٖ الانهار الاربعة من البسملة فقال اللّٰه عزو جل یامحمد من ذکرنی بهذهٖ الاسماء من امتک بقلب خالص من ریاء و قال بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم سقیته من هذهٖ الانهار.

(روح البیان عربی ج نمبر ۱۔ صفحہ ۲۸)

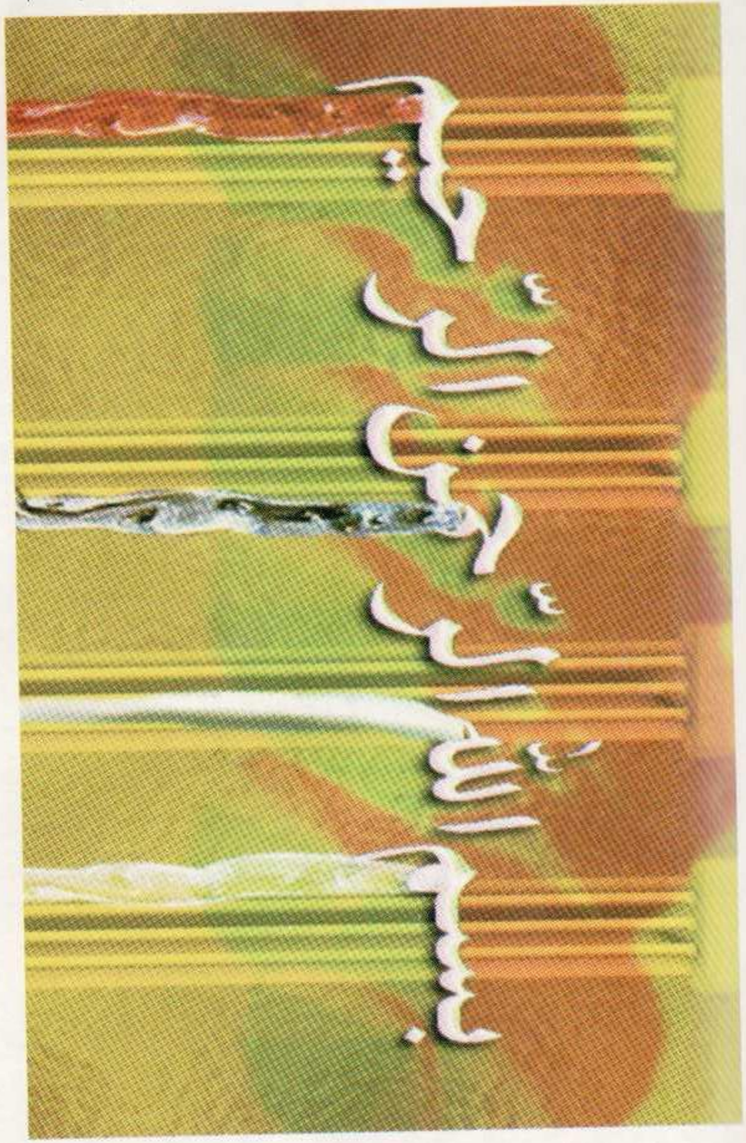

معراج نبی ﷺ

نقطہ بکھر کر فضائے بسیط میں بشکل حروف تہجی پھیل گیا۔ ان حروف تہجی سے آج بھی جواہرات اور انوار و برکات کا نزول ہوتا رہتا ہے۔ اس کی تائید کے لئے معراج والی حدیث پاک کافی ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں، جب مجھے معراج ہوئی تو تمام بہشتیں سامنے پیش کی گئیں تو ان میں چار نہریں دیکھیں۔

۱۔ پانی کی نہر ۲۔ دودھ کی نہر ۳۔ شراب کی نہر ۴۔ شہد کی نہر۔ میں نے حضرت جبرئیل سے نہروں کے متعلق پوچھا کہ یہ نہریں کہاں سے آتی اور کہاں جاتی ہیں۔ حضرت جبرئیل نے کہا حضور ﷺ جاتی تو ہیں حوض کوثر میں لیکن یہ مجھے معلوم نہیں کہ آتی کہاں سے ہیں۔ آپ اپنے رب سے پوچھئے وہ آپ کو بتائے گا یا دکھائے گا۔ حضور ﷺ نے اپنے رب سے التجا کی۔ رب تبارک تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ حاضر ہوا سلام پیش کر کے عرض کی اے محمد ﷺ آنکھیں بند کیجئے۔ میں نے آنکھیں بند کیں پھر عرض

کیا کہ آنکھیں کھولئے۔ میں نے دیکھا تو مجھے ایک درخت نظر آیا جو سفید موتی کا قبہ معلوم ہوا اس میں ایک مقفل دروازہ سونے کا تھا اور وہ اتنا وسیع تھا کہ اگر دنیا کے جن وانس جمع ہو کر اس پر بیٹھیں تو ایسے معلوم ہوں گے جیسے پہاڑوں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ پس میں نے ان نہروں کو دیکھا کہ وہ قبہ کے نیچے سے آرہی ہیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر واپس ہونے لگا۔ فرشتہ نے عرض کی حضور ﷺ قبہ کے اندر داخل کیوں نہیں ہوتے۔ میں نے کہا میں اس میں دخول کیوں کر کروں۔ اس پر تو تالا لگا ہوا ہے اور کنجی بھی نہیں ہے۔ اس نے عرض کی اس کی کنجی تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے تو پس میں نے تالہ کے قریب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی بمجرد بسم اللہ شریف پڑھنے سے تالا کھل گیا پھر میں اس قبہ کے اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ چار نہریں قبہ کے چار ستونوں سے جاری ہو رہی ہیں۔ میں نے غور سے دیکھا۔

۱۔ پانی کی نہر بسم اللہ کی میم سے

۲۔ دودھ کی نہر اللہ کی ھا سے

۳۔ شراب کی نہر رحمٰن کی میم سے

۴۔ شہد کی نہر رحیم کے میم سے

اب مجھے معلوم ہوا کی چار نہروں کا منبع بسم اللہ شریف ہے۔

(فوٹو نمبر ۶)

معراج

حضور ﷺ کو معراج کی شب جب چاروں نہروں کا مشاہدہ کرایا گیا کہ جن سے پانی، دودھ، شراب، اور شہد جیسی نعمتیں اللہ تبارک تعالیٰ نے جملہ مخلوقات کے لئے مہیا فرمائی ہیں کہ انہیں پر انسانوں اور جملہ مخلوقات کی زندگی کا دارومدار ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر دانے پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور کھانے والے کا نام لکھا ہوتا ہے۔ اور یہ چاروں چیزیں ہر پیڑ پودے میں پائی جاتی ہیں جیسے جانوروں کے لئے چارہ کہ جس کے ذریعہ دودھ جیسی نعمت عطا کی جاتی ہے پھر پھول کہ جس سے شہد جیسی نعمت اللہ تبارک تعالیٰ انسانی فلاح و بہبود کیلئے عطا فرماتا ہے اور اسکے بعد یہی پھول پھل بنکر اپنے وجود میں پانی کو سمیٹ لیتا ہے اور اسی میں شراب طہور جیسی نعمت سے اللہ تبارک تعالیٰ سرفراز فرماتا ہے یعنی ان چاروں نعمتوں سے

جو انعامات حاصل ہوتے ہیں ۔ انھیں کا نام قوت سامعہ۔ قوت باصرہ۔ قوت لامسہ۔ قوت ذائقہ۔ اور قوت مدرکہ ہے کہ انسان کی زندگی کا انحصار انھیں پانچوں چیزوں پر ہے اور اللہ تبارک تعالےٰ نے اپنے نبی ﷺ کے مشاہدہ کو اس آیت مقدسہ کی تفسیر بنادیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فیھا انھار من ماء غیر آسنٍ و انھر من لبن یتغیر طعمه و انھر من خمر لذة للشر بین وانھار من عسل مصفًی (ترجمہ) اسمیں پانی کی ایسی نہریں ہیں جو کبھی نہ بگڑیں اور ایسی دودھ کی نہریں ہیں جن کا مزہ نہ بدلے اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جن کے پینے میں لذت ہے اور ایسی شہد کی نہریں ہیں جو صاف ہیں۔

(سورہ محمد پارہ نمبر ۲۶ رکوع نمبر ۵ آیت نمبر ۱۴)

اب ان چاروں نہروں سے بے شمار نہریں جاری ہیں سموات والارض وما بینھما جو زمین آسمان کے درمیان جاری ہیں اور ان سے جملہ مخلوقات فیضیاب ہورہی ہیں۔

مخلوقات کی زندگی کے جوہر

یعنی پانی کی نہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں حرف م اور اللہ کی ہ، عربی رسم الخط کے اعتبار سے گول اور مثل موتی کے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ہیبت کی نظر ڈالی وہ پانی پانی ہو گیا۔ بسم اللہ کی میم گویا کہ خدا کا عرش ہے۔ جس نے فضائے بسیط میں کسی جگہ ٹھہر کر اور میزاب رحمت بن کر اپنے وجود سے پانی کی نہر جاری کی جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ وکان عرشہ علی الماء اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے اول ما خلق اللہ الماء یعنی اللہ نے سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا۔

پانی کو پیدا کرنے میں جو خاص حکمت ہے وہ یہ ہے کہ عرش کے وجود سے تمام جواہرات پانی میں شامل ہو گئے اس پانی میں تمام پیدا ہونے والی مخلوق کی جان ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وجعلنا من الماء کل شئی حیا اور میں نے ہر جاندار شئے پانی سے پیدا کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کی، م، گویا خدا کا عرش ہے اور اسی سے پانی کی نہر جاری ہے اور یہ پانی اور 'م' بنیاد بن گئی تخلیق کائنات کی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے کہا جب میں حضور کو دیکھتا ہوں تو میرا جی خوش ہو جاتا ہے۔ میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں تمام چیزوں کی اصلیت سے خبردار کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے ابوہریرہ! تمام چیزیں پانی سے پیدا کی گئی ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر اردو۔ پ نمبر ۱۷ جلد نمبر ۱۰)

الذین یحملون العرش میں لکھا ہے کہ عرش وہ جسم ہے جو جمیع اجسام کو محیط ہے۔ اس کے بلند ہونے کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہے۔ یا سریر الملک کے بادشاہ کے تخت کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے اسے عرش کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام قضا و قدر یہاں سے نافذ ہوتے ہیں۔ وہاں نہ کوئی صورت ہے نہ جسم۔ نواں فلک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سبز موتیوں سے پیدا فرمایا۔ بہرحال پانی اپنے اقسام اور رنگوں میں ایک ہے، پانی کی قسم اور رنگ بدلنے والے ستاروں سے نازل ہونے والے جواہرات ہیں۔ مثال کے طور پر نباتات سے پیدا ہونے والے پھلوں میں صرف پانی ہوتا ہے لیکن درختوں اور پودوں میں داخل ہونے والے آسمانی جواہرات ان کا رنگ، خوشبو اور ذائقہ بدل دیتے ہیں۔ بہرصورت جب انسان

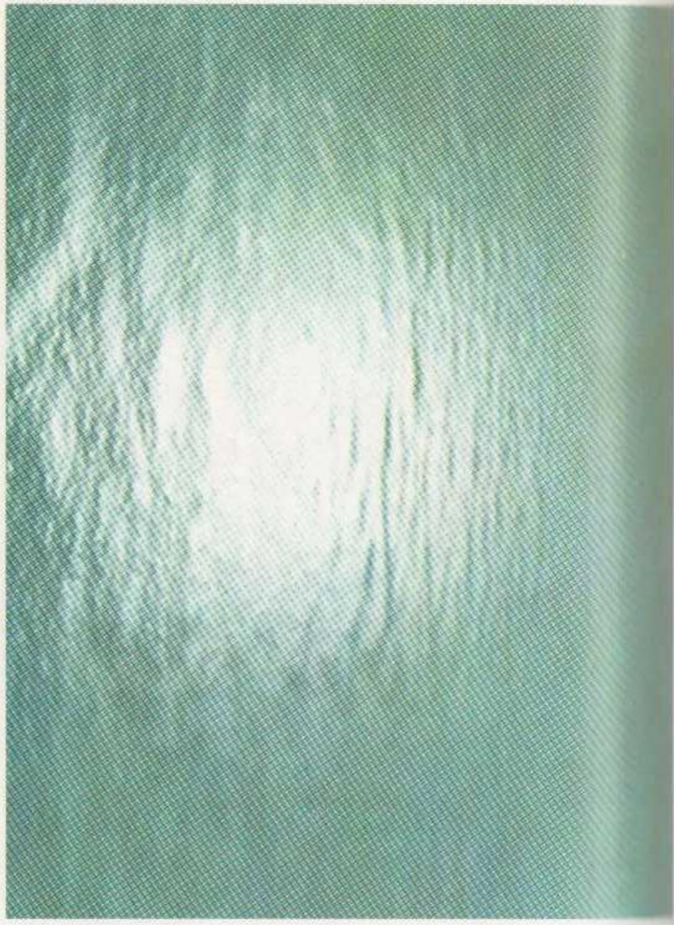

کائنات عالم کا مجموعہ ہے تو اس کے وجود میں اس کا قلب گویا خدا کا عرش ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا قلب المومن عرش اللہ تعالی ۔مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔جس طرح عرش تمام عالم کو محیط ہے بالکل اسی طرح انسان کا قلب اس کے تمام جسم کو محیط ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہے تو جسم کے تمام اعضا درست رہتے ہیں اگر وہ بگڑ جائے تو جسم کے تمام اعضا بگڑ جاتے ہیں اے لوگو! وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے دل۔اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ تمام عالم کا مدار عرش الٰہی ہے اور انسان کا مدار قلب ہے صوفیائے کرام کی اصطلاح میں قلب کو لطیفہ قلب تحریر کیا ہے۔رنگ جس کا زرد ہے۔

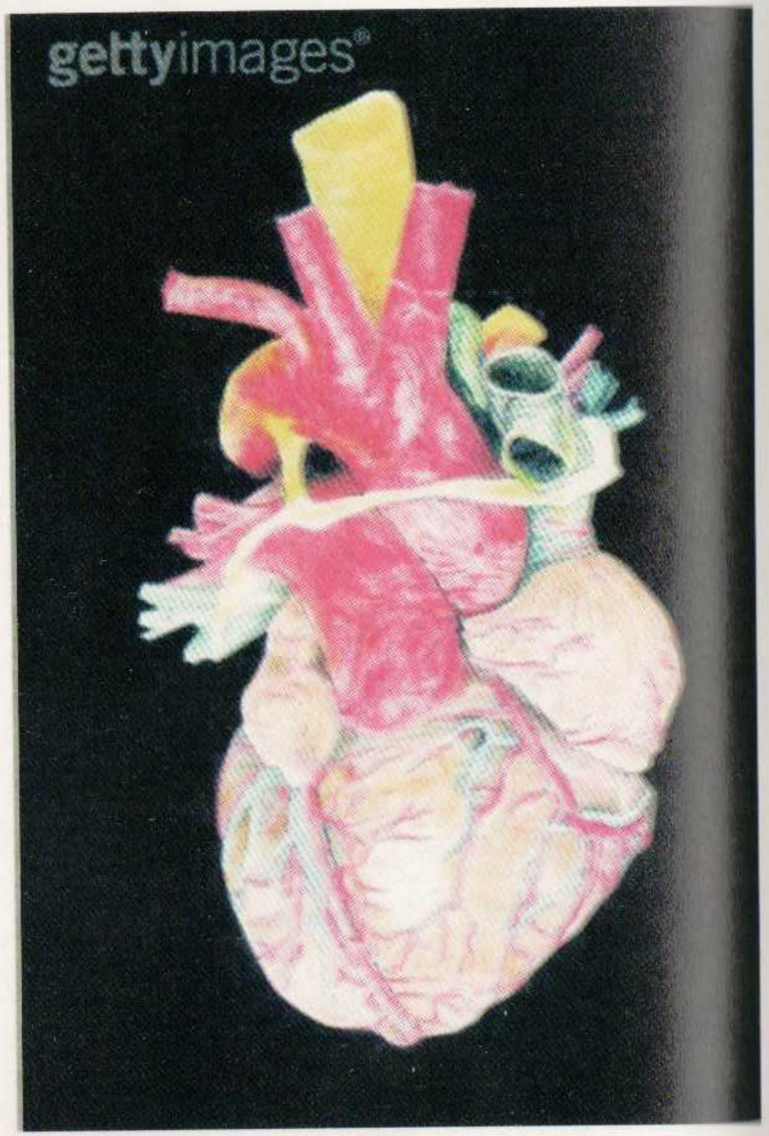
gettyimages®

علوم الٰہیہ کے خزانے

دودھ کی نہر

جیسا کہ معراج والی حدیث پاک میں ہے کہ بسم اللہ کی میم سے پانی کی نہر اور اللہ کی 'ہ' سے دودھ کی نہر جاری ہے۔ ۲۸ حروف تہجی میں صرف ص، ف، و، م، ہ، ق، ض، اور ط ظ ایسے حروف ہیں جن کے سر سے گول دائرے ہیں اور ان گول دائروں والے حروف کو آیات مقطعات میں استعمال کیا گیا ہے۔ یہ آیات جو سورتوں کے اوائل میں ہیں یہ سب کے سب حروف مقطعات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں اور اس کا ہر اسم اس کے خزانے کی کنجی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس سے مراد علم ہے جب رسول کائنات ﷺ کو عالم کا مشاہدہ کرادیا گیا تب اس علم کو دودھ کی شکل میں آپ کو نوش کرایا گیا۔ حضرت عبدالحق محدث دہلوی

علیہ الرحمہ نے بھی مدارج النبوت میں دودھ سے مراد علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا وسع کرسیه السمٰوات والارض۔ اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ زمین آسمان کے تمام علوم کرسی میں ہیں۔ اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کی ہ، سے دودھ کی نہر جاری دیکھی "تفسیر روح البیان اردو صفحہ ۲۸ جلد ۲ سورہ آل عمران میں نقل کیا گیا ہے کہ کرسی ایک جسم ہے جو عرش کے آگے ہے ساتوں آسمانوں کو محیط ہے جیسے چھلکا انڈے کو جمیع اطراف سے گھیرے ہوئے ہے۔ اسی طرح پھر دوسرا آسمان، آسمان دنیا کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس طرح ہر آسمان یہاں تک کہ عرش الٰہی ہر شئے کو محیط ہے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ساتوں آسمان اور ساتوں زمین کرسی کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے ایک حلقہ جنگل میں پڑا ہو۔ پھر عرش الٰہی کو کرسی پر وہی فضیلت حاصل ہے جیسے حلقہ پر اس جنگل کو۔ بہر حال بسم اللہ کی م، اللہ کی ہ، رحمٰن کی میم، اللہ تعالیٰ کی جمیع صفتوں کے خزانے کو گھیرے ہیں جن سے عالم خلق پر انوار و برکات کے جواہرات نازل ہو رہے ہیں۔ دودھ کی اس نہر پر حضرت اسرافیل علیہ السلام کا تقرر کیا گیا۔ اور یہ کرسی عرش الٰہی کے پائے سے لگی ہوئی ہے۔ اس کرسی کے ہونٹ بھی ہونگے اور زبان بھی اور یہ کرسی اپنے خالق حقیقی کی تقدیس بھی بیان کرے گی۔ یہی اس کے وجود میں جوہر علم ہونے کی دلیل ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کتاب اللہ میں سب سے زیادہ عظمت والی آیت کونسی ہے؟ آپ عرض کرتے ہیں کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کو

ہی اس کا سب سے زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ پھر یہی سوال کرتے ہیں۔ بار بار جواب دیتے ہیں۔ آیت الکرسی۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔ ابوالمنذ رخدا تیرا علم مبارک کرے۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی زبان ہوگی اور ہونٹ ہونگے اور بادشاہ حقیقی کی تقدیس بیان کرے گی اور عرش کے پائے سے لگی ہوئی ہوگی۔ (مسند احمد تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲، روح البیان اردو)

صور سے متعلق حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی پیدائش کر چکا تو صور کو پیدا کیا، اسے حضرت اسرافیل علیہ السلام کو دیا۔ اسرافیل علیہ السلام اسے منہ میں لئے ہوئے آنکھیں اوپر اٹھائے ہوئے عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ کب حکم خدا ہو اور صور پھونک دیں۔

(تفسیر ابن کثیر اردو سورہ حج ۱۷ صفحہ ۴۲)

حضرت اسرافیل علیہ السلام کو کرسی پر مقرر کیا جانا دودھ کی نہر پر اختیارات ملنے کا بیّن ثبوت ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ایک عرصہ دراز تک حضور ﷺ کے یہاں حاضر خدمت رہے۔ مدارج النبوت کتاب الوفا اور جامع الاصول میں منقول ہے کہ اظہار نبوت سے قبل تین سال اسرافیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اسکے بعد حضرت جبرئیل علیہ اسلام وحی لیکر حاضر ہوئے۔ صاحب مدارج النبوۃ اور صاحب سفرالسعادہ فرماتے ہیں کہ سات سال کی عمر مبارک تھی کہ حق تعالیٰ نے اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہیں۔ چنانچہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ہمیشہ حضور ﷺ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے گیارہ سال پورے فرمائے اور آپ ﷺ ایک یا دو

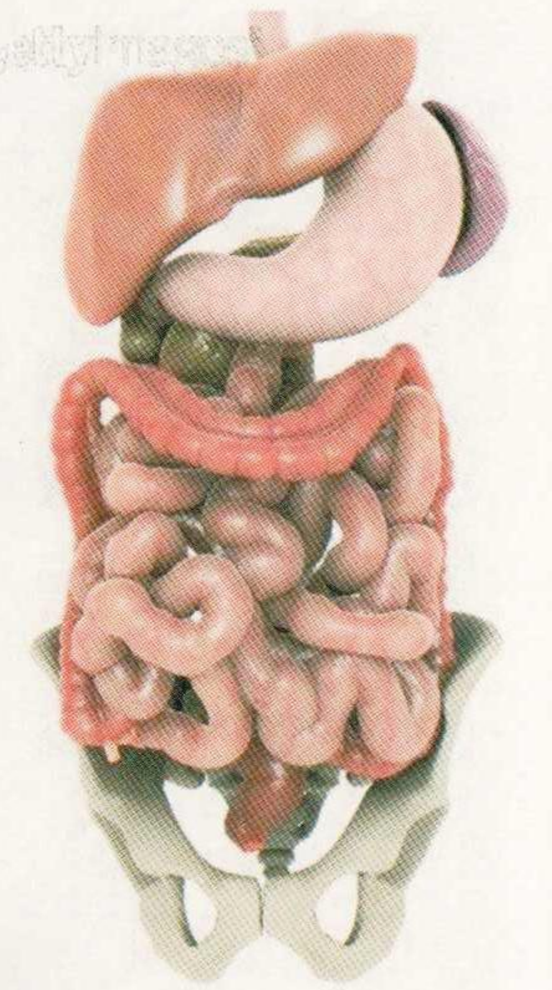

کلمہ سے زیادہ بات نہ کرتے تھے۔حضرت اسرافیل علیہ السلام کا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہنے کا اس حدیث پاک سے ثبوت ملتا ہے،،

عن جابر ابن عبد اللہ الا نصاری قالو ھو یحدث عن فترۃ الوحی فقال فی حدیثہ بیننا انا امشی اذ سمعت صوتا من السماء فرفعت بصری فاذا الملک الذی جا ئنی بحراء جالس علی کرسی بین السماء والارض فرعبت منہ.

ترجمہ۔حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں انہوں نے وحی کی بندش کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ایک بار جا رہا تھا تو آسمان سے ایک آواز سنی اوپر دیکھا تو وہی فرشتہ تھا جو غار حرا میں میرے پاس آتا تھا۔آسمان اور زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا تھا، میں دیکھ کر خوفزدہ ہوگیا۔(بخاری شریف ۹۶ اردو)

حضرت اسرافیل علیہ السلام گیارہ سال بعض روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ عرصہ دراز تک ہمراہ رہے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نزول وحی سے لیکر حضور ﷺ کے رخصت ہونے تک ساتھ رہے ہیں۔ان مخصوص فرشتوں کے علاوہ دیگر تمام فرشتے آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے اور آسمان کے نیچے کی طرف جھکے ہوئے نظر آتے تھے۔وہ تمام فرشتے جن پر ایمان لانا لازمی ہے یہ حضور ﷺ کے چاروں طرف رہ کر علوم الٰہیہ کے بیشمار خزانے آپ تک پہنچاتے رہتے تھے۔سیرت حلبیہ میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں ہمارے سینہ میں اس قدر مضامین جمع ہو جاتے ہیں اگر میں ان کو بیان نہ کروں تو میرا سینہ پھٹنے لگتا ہے۔انسان

کے جسم میں جگر گویا اس کی کرسی ہے جو سینہ کے وسط میں ہے۔ سانسوں اور غذا کے ذریعہ جو ہر علم جگر میں جمع ہوتے ہیں۔ جگر مثل کرسی اور قلب مثل عرش ہے۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں جگر کو لطیفہ سر کہا جاتا ہے اور اس کا رنگ سفید ہے۔

"شراب کی نہر"

سرور و کیف کا دریا

حضور ﷺ کو معراج کی رات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی حقیقت سے آگاہ کیا گیا۔ آپ ﷺ نے رحمٰن کی میم سے شراب کی نہر جاری ہونے کا مشاہدہ فرمایا۔

یہ **شرابًا طهورا** ہے اس شراب سے ہوش و حواس درست ہوتے ہیں۔ یہ شراب مومن کو زمین سے لے کر آسمانوں تک عرش عظیم سے لیکر تحت الثریٰ تک کے تمام اسرار و رموز قلب پر منعکس کر دیتی ہے۔ ان منعکس کردہ تصویروں کا مومن اپنے سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے۔ حیرت انگیز عجائبات کا انکشاف جب سالک کو ہوتا ہے تو سالک راہ حقیقت کے عرفان میں مسرور و مست ہو کر بے خودی میں سرشار رہتا ہے۔ جس شخص کو ایسی کیفیت حاصل ہے سمجھ لو کہ وہ رحمٰن کی میم سے کچھ حصہ پایا ہوا ہے۔ سورہ دہر میں ہے کہ **سقٰهم ربهم شرابا طهورا**۔ ان کے رب نے پاک

ستھری شراب پلائی۔ یہ وہی شراب ہے جو رحمٰن کی میم سے بشکل نہر جاری ہوئی۔ شراب طہور کی مذکورہ دو قسموں کے علاوہ ایک قسم اور ہے جیسا کہ سقیٰ کا اسناد رب کی طرف بتاتا ہے اور اسے طہور اس لئے کہتے ہیں کہ وہ باطن کو پاک کرتا ہے۔ اخلاق ذمیمہ اور اشیائے موذیہ جیسے غل و غش اور حسد وغیرہ پیٹ میں ناپسندیدہ مکروہ اور اذیت والی اشیاء ہیں انہیں پیٹ سے نکالتا ہے۔ اسی سے حاصل ہوتی ہے وہ صفائی جس سے اس کا باطن نور الٰہی کے انعکاس کے لئے تیار ہو سکے۔ یہ صدیقین کے منازل کی انتہائی منزل ہے۔ (روح البیان سورہ دہر صفحہ ۴۷۴)

اللہ تعالیٰ نے صرف اہل بیت کرام کے لئے دو چشمے جاری فرمائے۔ وہ ہیں کافور و زنجبیل۔ ان دونوں کو سلسبیل کہا جاتا ہے۔ شراب طہور بھی انہیں سے ہے۔ محققین و صوفیائے کرام اسے شراب مشہود سے تعبیر کرتے ہیں۔ وہ دل کے آئینہ کو انوار قدم کے لمعات روشن کر کے اسے نقوش عکوسی ازل و ابد کے لائق بناتا ہے اور اسکے وقت و حال کو ایسے صاف کرتا ہے کہ غیرت کے شوائب وحدت کے شوارع میں نہیں رہتے۔ دوئی کا رنگ تبدیل ہو کر شراب کے جام میں یک رنگ ہو جاتا ہے۔

(پ۲۹ ج۱۵ ص۴۷۵ روح البیان)

معراج والی حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ رحمٰن کی م سے شراب کی نہر جاری ہو کر اپنے طالب کو مطلوب تک پہنچانے کی سعی کرتی ہے۔ رحمٰن کی یہ م چوتھے حجاب میں ہے یہاں پر چوتھے حجاب سے مراد چوتھے آسمان پر قطب ستارہ ہے جو شمال پر ساکن ہے۔ اس قطب ستارہ پر عالم امر کا دارومدار ہے اور تمام علوم الٰہیہ جو اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ پر رقم

فرمائے ہیں اس کے نزول کی یہی جگہ ہے جہاں پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کو مقرر کیا گیا ہے۔اس کی دلیل کیلئے یہ روایت کافی ہے کہ ایک مرتبہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل یہ وحی کہاں سے لاتے ہو۔جبرئیل نے عرض کیا، یارسول اللہﷺ چوتھے حجاب سے ایک آواز آتی ہے جو ہم آپ تک پہنچادیتے ہیں۔آپﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اب جب وحی آئے تو تم اپنی پوری قوت سے پرواز کرنا اور دیکھنا کہ یہ وحی کہاں سے آتی ہے۔
جب جبرئیل امین علیہ السلام وحی لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تب حضورﷺ نے فرمایا کہ اے جبرئیل کہو تم نے وہاں کیا دیکھا۔انہوں نے عرض کی یارسول اللہﷺ میں اپنی پوری قوت کے ساتھ حجابات اٹھاتا ہوا جب وحی آنے کے مقام تک پہنچا تو دیکھتا ہوں کہ جس طرح حضور کو یہاں عمامہ مبارک باندھ رہے ہیں اسی طرح میں نے وہاں پر بھی باندھتے ہوئے دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا۔ **اللہ نور السمٰوات والارض** ۔اللہ نور ہے زمینوں اور آسمانوں کا۔ یہاں پر نور سے مراد نور محمد رسول اللہﷺ ہے۔اس لئے کہ آپ ارشاد فرماتے ہیں **انا من نور اللہ وکل الخلائق من نوری** ، میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوق میرے نور سے ہے۔اسی سورہ میں نور لکھا ہے، نور علیٰ نور، نور پر نور۔ یہاں پر نور ہونے سے مراد چوتھے آسمان پر وہ نور ہے جس کو نور احمد کہا جاتا ہے۔
یہی چوتھے حجاب میں مثل قطب ستارہ ہے جو مرکز آسمان ہے وہیں سے حضرت جبرئل امین وحی لے کر مرکز زمین یعنی محمد مصطفیٰﷺ تک پہنچاتے ہیں۔جیسا کہ حضرت عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد دوئم صفحہ ۴ میں

فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے محمد کو کہاں سے جانا۔حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اسی زمانے میں جب کہ تو نے مجھے پیدا فرمایا تھا ۔اس وقت میری نظر عرش اور ابواب جنت پر پڑی تو لکھا دیکھا، **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)** میں نے جان لیا کہ ضرور تیرے نزدیک ساری مخلوق سے برگزیدہ ہستی یہی ذات کریم ہوگی جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا رکھا ہے۔اس پر ندا فرمائی گئی کہ یہ نبی آخرالزماںﷺ ہیں جو تمہاری ذریت یعنی اولاد سے ہیں۔ان کا اسم گرامی آسمان میں احمدﷺ اور زمین میں محمدﷺ ہے اگر یہ نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین کو نہ پیدا کرتا۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ چوتھے آسمان پر قطب ستارہ رحمٰن کی م کا مظہر ہے۔انوار احمدیﷺ کا جامع ہے اور یہ قطب ستارہ عین مسجد اقصیٰ کے اوپر ہے اور اس سے مسجد اقصیٰ پر برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے، **سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلامن المسجد الحرام الی المسجدالا قصی الذی برکنا حولہ لنریہ من آیتنا** (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور اس کے اردگرد برکتیں رکھدیں تا کہ ہم ان کو نشانیاں دکھلادیں۔
الغرض مسجد حرام مرکز زمین ہے اور مسجد اقصیٰ کے اوپر قطب ستارہ مرکز آسمان ہے۔اس آیت سے ثابت ہوا کہ یہ دونوں مقام اللہ کی تمام نشانیوں کے جامع ہیں۔اسی قطب ستارہ سے شراب کی نہر جاری ہے۔
بیت المقدس کی زمین اپنے میں جو ہر شراب کو جذب کر کے پانی کی سطح تک پہنچادیتی ہے۔پھر یہاں سے یہ پانی کے ذریعہ روئے زمین

میں پھیلائی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے زمین پر ایسے ایسے نباتات پیدا فرمائے ہیں جن کی جڑیں سطح آب سے ایسے انوار و برکات کھینچ کر پہلے پھول پر پھل کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔

سطح آب سے ایسے انوار و برکات کھینچ کر پہلے پھول پھر پھل کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔

انسان کے جسم میں قطب ستارہ مثل اُم الدماغ ہے
۔صوفیاء کی اصطلاح میں ام الدماغ کو لطیفۂ اخفیٰ کہا جاتا ہے انسان کے سر میں ام الدماغ پر ہی سرور و مستی جیسی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس کا رنگ سیاہ ہے۔

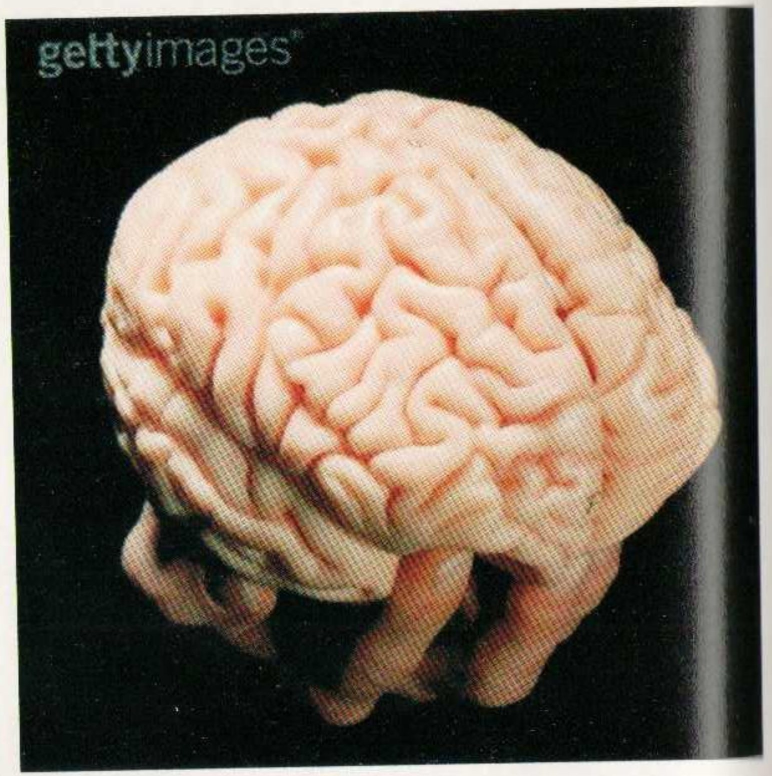
gettyimages

شہد کی نہر

لذتوں کے ذخائر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے رحیم کی م سے شہد کی نہر جاری دیکھی۔ اللہ تعالیٰ نے پوری روئے زمین پر طرح طرح کے نباتات پیدا فرمائے ہیں کہ جن کے پھولوں سے مکھیاں شہد حاصل کرتی ہیں۔ رحیم کی م، مرکز بیت المعمور ہے جسکو بیت النور بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے شہد کی نہر جاری ہوکر مرکز زمین یعنی خانہ کعبہ پر جاری ہوتی ہے۔ شہد کے یہ جوہر جن کی تعداد اجتماعی حیثیت سے ایک سو بیس ہے۔ قال حضور علیہ السلام ان اللہ تعالیٰ ینزّل فی کل یوم عشرین ومائتہ رحمۃ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کعبہ معظّمہ پر ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہ ایک سو بیس رحمتیں کعبہ معظّمہ کے نیچے ایک ستون میں داخل ہوکر سطح آب پر پہنچ جاتی ہیں جیسا کہ پہلے تحریر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پوری زمین پر طرح طرح کے نباتات پیدا فرمائے ہیں۔ ان کی جڑیں سطح آب تک پہنچ کر ایسی رحمتیں

نازل کرتی ہیں جو شہد کی طرح میٹھی اور شہد کہلاتی ہیں۔ پھولوں میں پہنچ کر ایک مخلوق جن کو نحل کہا جاتا ہے۔ ان کے ذریعہ انسانوں کیلئے شاندار نعمت ملتی ہے جس میں شفا ہی ہے۔ ان مکھیوں کے نام سے قرآن مقدس میں ایک سورۃ کو سورۂ نحل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضورﷺ نے مکھیوں سے دریافت فرمایا کہ تم کڑوے درختوں سے بھی رس لاتی ہو تو پھر وہ میٹھا کسطرح ہوتا ہے۔ مکھی نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ اس کو چوسنے سے قبل میں آپ پر درود شریف پڑھ لیتی ہوں جس کی وجہ سے میٹھا ہو جاتا ہے۔

شہد کے اوصاف وفوائد قرآن کریم اور بہت سی احادیث مبارکہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فیہ شفاء للناس (شہد میں لوگوں کے لئے شفا ہے) حضورﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں شہد اور سرکہ ہو اس گھر پر اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ رحمتوں کے نزول کا سبب اپنا ہم جنس شہد کو شہد آسمانوں سے کھینچتا ہے۔ ان سب کے نزول کا خاص مرکز خانہ کعبہ اور میقات ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، کیا ہم نے انہیں پر امن حرم میں جگہ نہیں دی اور اسی طرف ہر قسم کے میوے کھنچ کر آتے ہیں لیکن اکثر کو اس کا علم نہیں، اولم نمکن لھم حرما آمنا یجبی الیہ ثمرات کل شئی رزقا من لدنا ولکن اکثرھم لایعلمون (پارہ ۲۰۔ رکوع ۹)۔ اس آیت قرآنی سے معلوم ہوا کہ پوری روئے زمین میں اسباب زندگی خانہ کعبہ کی جگہ سے پھیلائے جاتے ہیں جیسا کہ رب تبارک تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ولقد مکنکم فی الا رض وجعلنا لکم فیھا معائش قلیلا ما تشکرون، اور تحقیق کہ ہم نے تم کو زمین پر رہنے کو جگہ دی اور ہم نے

تمہارے لئے اس میں سامانِ زندگی پیدا کیا۔ تم لوگ بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو۔ خانہ کعبہ پر جہاں سے اسباب زندگی اترتے ہیں وہ بیت المعمور ہے۔ طوفان نوح سے پہلے یہ بیت المعمور خانہ کعبہ کی جگہ پر تھا۔ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس کو ساتویں آسمان پر اٹھالیا جو آج بھی خانہ کعبہ کے محاذ پر ہے۔ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا، آسمان میں ایک گھر ہے جسے بیت المعمور کہتے ہیں جو خانہ کعبہ کے محاذ پر ہے۔ (ابن کثیر ۲۷ صفحہ ۸۰ سورہ طور)

حضرت علی کرم اللہ وجہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ بیت المعمور کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، وہ آسمان میں ہے۔ کعبہ کے ٹھیک اوپر ہے۔ جس طرح سے زمین کا کعبہ حرمت کی جگہ ہے، اسی طرح آسمان میں وہ حرمت کی جگہ ہے۔ روایت میں ہے کہ صحابہ کو ایک دن حضور نے فرمایا، بیت المعمور کو جانتے ہو۔ انہوں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول جانتے ہیں۔ فرمایا، وہ آسمانی کعبہ ہے اور زمینی کعبہ کے بالکل اوپر ہے ایسا کہ اگر وہ گرے تو اسی پر گرے۔ (ابن کثیر سورہ طور) اس حدیث پاک سے صاف طور سے واضح ہے کہ بیت النور کعبہ معظّمہ کے محاذ پر ہے۔ اس سے نازل ہونے والے انوار و برکات کعبہ معظّمہ پر گرتے ہیں اور یہیں سے یہ انوار و برکات پوری روئے زمین میں پھیلائے جاتے ہیں جو نباتات کے وجود سے بشکل حیوانات انسانوں کی خوراک بنتے ہیں۔ یہ بیت المعمور جو رحیم کی میم ہے اور اس م سے شہد کی نہر جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر حضرت میکائل علیہ السلام کا تقرر فرمایا ہے۔ یہی عالم ارواح کا مرکز ہے اور حضرت میکائل علیہ السلام کو اس پر معمور کیا گیا اور حضرت میکائل علیہ السلام کو حضورﷺ کی خدمت

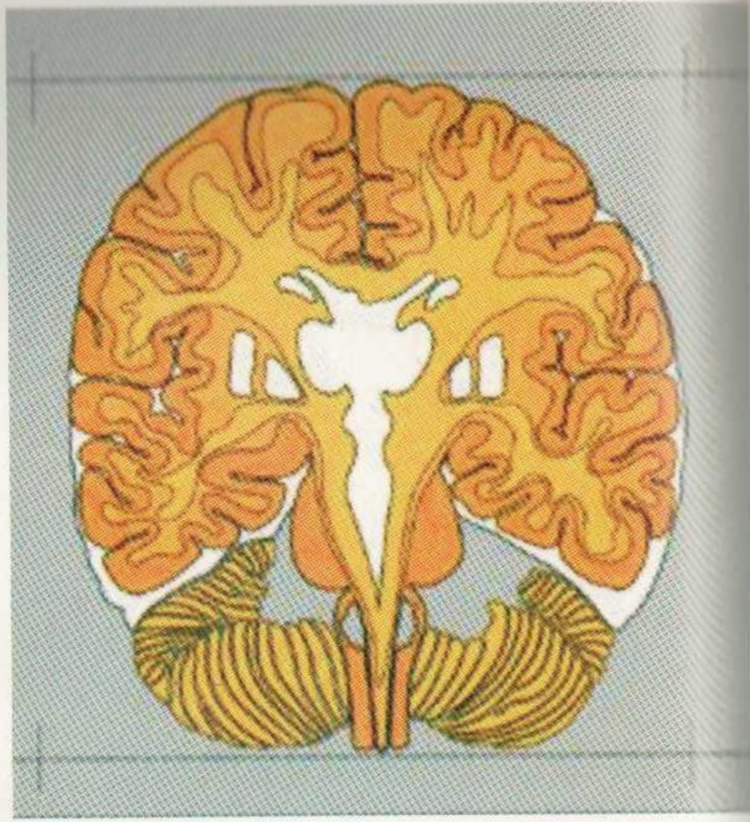

میں حاضر رہتے ہوئے ۲۹ سال گزرے۔ دوسری جگہ تحریر ہے کہ حضرت میکائل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس عرصۂ دراز تک حاضر رہے۔ اسی سے اندازہ ہوتا ہے کہ بیت النور کے علوم سے اللہ تعالیٰ نے حضرت میکائل علیہ السلام کے ذریعہ روشناس کرایا۔ انسان کے جسم میں مستک مثل بیت المعمور ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں اس مستک کو لطیفہ خفی کہا جاتا ہے۔ اس کا رنگ سبز ہے اور اسی سے شہد کی نہر جاری ہے۔

(فوٹو نمبر ۱۲)

انسان

اوراس میں یہ چار نہریں

جیسا کہ پچھلی تحریروں سے اچھی طرح یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انسان کائنات عالم کا مجموعہ ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان میں پانی، دودھ، شراب اور شہد کی نہریں کہاں سے جاری ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کے جسم میں مخصوص چھ گوشت کے لوتھڑے ہیں جنہیں قلب، ام الدماغ، مستک، جگر، ناف اور پھیپھڑا کہا جاتا ہے۔ان میں آسمانوں کے قلوب دھڑک رہے ہیں جیسے

۱۔ قلب۔اس کا تعلق عرش الٰہی سے ہے۔

۲۔ ام الدماغ۔اس کا تعلق قطب ستارہ سے ہے، جو دراصل مسجد اقصیٰ ہے۔

۳۔ مستک۔اس کی نسبت بیت النور سے ہے۔

۴۔ جگر۔اس کا تعلق کرسی سے ہے۔

۵۔ ناف۔اس کاتعلق خواہشات کے لشکر سے ہے.جس کو نفس کہتے ہیں

۶۔ پھیپھڑا۔اس کاتعلق عالم ارواح سے ہے۔یہ فضا میں پھیلے ہوئے تمام جواہرات کو کھینچ کر پورے جسم میں پہنچاتا ہے۔

حضورﷺ کے ارشادگرامی سے ثابت ہوتا ہے کہ **قلب المومن عرش اللہ تعالی**،مومن کے قلب کاتعلق عرش الٰہی سے ہے۔جس سے پانی کی نہر جاری ہے ۔ام الدماغ کاتعلق چوتھے آسمان پر موجود قطب ستارہ سے ہے.جس سے شراب کی نہر جاری ہے اسی طرح مستک کاتعلق بیت النور سے ہے۔یہ بیت النور رحیم کی م کامرکز ہے.جس سے شہد کی نہر جاری ہے۔اللہ کی ہ،سے دودھ کی نہر جاری ہے،انسان کے جسم میں اس کا تعلق جگر سے ہے اور انسان کا سینہ علم کا گنجینہ ہے۔حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے سینے میں اس قدر مضامین جمع ہو جاتے ہیں کہ اگر میں ان کو بیان نہ کروں تو میرا سینہ پھٹنے لگتا ہے۔اس قول مقدس سے معلوم ہوا کہ سینے میں جگر کاتعلق کرسی سے ہے کہ کرسی علوم الٰہیہ کا خزانہ لئے ہوئے ہے۔

الغرض حضورﷺ نے جبرئل سے دریافت کیا کہ چاروں نہریں آتی کہاں سے ہیں اور جاتی کہاں ہیں ۔جبرئیل نے عرض کیا کہ یا رسول اللہﷺ جاتی تو ہیں حوض کوثر میں،آتی کہاں سے ہیں اس کا علم مجھ کو نہیں ہے۔آپ نے اپنے رب سے التجا کی تو رب تبارک تعالیٰ کی طرف سے ایک فرشتہ حاضر ہوا،سلام پیش کرکے عرض کی محمدﷺ آنکھیں بند کیجئے۔میں نے آنکھیں بند کیں۔پھرعرض کی آنکھیں کھولئے۔میں نے دیکھا تو ایک درخت نظر آیا جوسفید موتی کا قبہ معلوم ہوا۔بس میں نے دیکھا ان نہروں کو

کہ قبے کے نیچے سے آرہی ہیں۔(روح البیان)

چونکہ انسان مجموعہ کائنات ہے اس لئے یہاں پر قبہ کی تمثیل انسان کے سراپا سے دی جاسکتی ہے کہ جس کے اندر چار نہریں جاری ہیں قلب سے پانی کی نہر جو مثل ندی ہے۔

جگر سے جوہر علم قلب کے ذریعہ مذی میں شامل ہوکر عورت کے رحم میں جو مثل حوض کے ہے جمع ہوتے ہیں۔

ام الدماغ کہ جس میں سرور و مستی کی کیفیت جو مثل شراب کے ہے عورت کے رحم میں جمع ہوتے ہیں۔

مستک جو ماتھے پر ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جب عورت مرد ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں تب ماتھے میں شہد جیسی لذتوں سے ہمکنار ہوتے ہیں۔یہاں بھی بیت النور کے جوہر عورت کے رحم میں جمع ہوتے ہیں اور ایک عالم کی تخلیق ہوتی ہے۔انسان پانی،دودھ،شراب شہد اور ان میں موجود تمام جواہرات کا جامع ہے۔

حضورﷺ نے ارشادفرمایا کہ ہر دانہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور کھانے والے کا نام تحریر ہوتا ہے۔مذکورہ بالاتحریر سے صاف ظاہر ہے کہ قلب کاتعلق عرش الٰہی سے،ام الدماغ کاتعلق قطب ستارے سے،مستک کاتعلق بیت النور سے اور جگر کاتعلق کرسی سے ہے جیسا کہ اس نقشہ سے ثابت ہوتا ہے۔

بسم	اللّٰہ	الرحمٰن	الرّحیم
وکان عرشه علی الماء	وسع کرسیه	السمٰوات	والارض

پانی کی نہر	دودھ کی نہر	شراب کی نہر	شہد کی نہر
قلب	جگر	ام الدماغ	مستک
لطیفہ قلب	لطیفہ سر	لطیفہ اخفا	لطیفہ خفی
زرد	سفید	سیاہ	سبز

عرش مستوی الرحمٰن مقام اسرافیل ۔ مقام جبرئیل ۔ مقام میکائیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ تعالیٰ کا وہ مقدس کلام ہے کہ جس نے اپنے وجود میں تمام کائنات عالم کا علم اور قرآن عظیم کا علم سمیٹ رکھا ہے۔ جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا، انا نقطة تحت بسملہ میں بسم اللہ کے نیچے کا نقطہ ہوں۔ جس میں تم نے کوتاہی کی۔ میں ہی قلم ہوں، میں لوح محفوظ ہوں، میں ہی عرش ہوں، میں ہی کرسی ہوں، میں ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ہوں۔ (روح البیان پارہ ۲۹ صفحہ ۸۰ جلد ۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ خطبہ حقیقت پر مبنی ہے۔ جب انہوں نے اپنے وجود عنصری میں من عرف نفسه فقد عرف ربه کے مطابق حق کا مشاہدہ کیا تو سارے عالم کا مشاہدہ کیا۔ انسان کا وجود قرآن عظیم کا مجموعہ ہے۔ جب کوئی عامل اس پر عمل کرتا ہے تو اس کا چلنا، پھرنا، اٹھنا، بیٹھنا سب کچھ خدا کا ہو جاتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں سات سو چھپن ۷۵۶ آیات میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی ہے۔ یہ غور و فکر ہی عرفان کی کنجی ہے۔ انسان اپنے وجود میں تمام عالم کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ بہر حال پچھلے صفحات پر نقشہ کے مطابق عرش و کرسی، قطب ستارہ اور بیت المعمور میں انوار و برکات کے خزانے بھرے ہوئے ہیں اور یہ عالم امر سے

عالم خلق کی طرف سطح زمین و سطح آب پر بکھر رہے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے عالم وجود میں آنے والا عرش اعظم ہی ہے۔ عالم اجسام میں یہ سب سے پہلے ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، یہ عرش الٰہی اپنے وجود میں تمام جواہرات لئے ہوئے ہے اور تمام عالم پر محیط ہے۔ مثال کے طور پر جیسے تسبیح کے دانے ایک دھاگے میں پروئے ہوئے ہیں اگر یہ دھاگہ ٹوٹ جائے تو سارے تسبیح کے دانے بکھر جائیں۔ جسطرح سے یہ دھاگہ تمام موتیوں کو پروئے ہوئے ہے اسی طرح عرش اعظم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک حساب اور اندازہ کے مطابق پیدا کیا ہے اور اس میں زمینوں اور آسمانوں کے توازن کو سنبھال رکھا ہے۔ یہ عرش اعظم اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ میزان رحمت ہے کہ جس کے کانٹے پر ہر لحہ مستوی الرحمٰن کی نگاہ رہتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ زمین اور آسمان جو مثل ترازو کے پلوں کے ہیں ان کا توازن بگڑ جائے اور یہ نظام امر و خلق درہم برہم ہو کر تباہ و برباد ہو جائے جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب آسمانوں اور زمین کی پیدائش کر چکا ہے تو صور پیدا فرمایا اور حضرت اسرافیل کو دیا۔ اسرافیل اسے منہ میں لئے آنکھیں اوپر اٹھائے ہوئے عرش کی جانب دیکھ رہے ہیں کہ کب حکم رحمٰن ہو اور وہ صور پھونک دیں۔

(تفسیر ابن کثیر سورہ حج پ ۱۷ ص ۴۲)

زمین و آسمان کے وہ مرکز جو مظہر صفات رحمٰن و رحیم ہیں۔ زمین پر خانہ کعبہ ہے جس کے محاذ میں اوپر بیت المعمور ہے اور آسمانوں میں قطب ستارہ ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی صفت حی و قیوم کے پرتو نظر آتے ہیں۔ یہ نظام رحمت کے وہ دائرے ہیں جن کے درمیان قیامت تک کی بے شمار

مخلوقات پیدا اور فنا ہوں گی۔ چاند اور سورج کی بھی تخلیق عرش کے نور سے کی گئی ہے اور یہ سورج چوتھے آسمان میں اپنے مدار پر گردش کرتا ہے۔ یہ زمین سے حجم میں ایک سو چھیاسٹھ گنا بڑا ہے جیسا کہ چاند و سورج کے متعلق حدیث شریف میں ہے، ان اللّٰہ خلق نور القمر سبعین جزءاً وکذا نور الشمس ثم امر جبرئیل فمسحه بجناحیه فمحامن القمر تسعه وستین جزءاً فهو لها الی الشمس فاذهب عنه الضوء وابقٰی فیه النور والشمس مثل الارض مائة وستاوستین مرة وربعاثم جرم الارض والقمر جزمن تسعة وثلاثین وربع مافی الواقع۔

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالیٰ نے چاند کا نور سورج کی طرح ستر جز بنائے۔ اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے پروں سے چاند کے انہتر اجزاء نکال کر سورج میں ڈال دیں اس کے بعد چاند میں صرف ایک حصہ نور کا رہا اور سورج کا طول وعرض ۱۶۶ بار زائد ہے۔ اس معنی پر زمین اور چاند کا طول وعرض سورج کے بالمقابل صرف سوا انیس حصص پر مشتمل ہے۔

(تفسیر روح البیان اردو۔ ج۔۶، پارہ ۱۹۳ تا ۱۹۴)

اس حدیث شریف میں زمین سے سورج ۳۷ لاکھ ۸۸ ہزار ۱۲۰ مربع میل بڑا ہے جیسا کہ سائنس دانوں نے لکھا ہے کہ زمین جو خشکی پر ہے وہ پانچ ہزار سات سو پانچ (۵۷۰۵) ملین مربع میل ہے جبکہ میرے آقا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمین چار حصوں میں سے ایک حصہ خشکی پر ہے اور تین حصہ پانی میں ہے اگر پانچ ہزار سات سو پانچ ملین مربع میل خشکی پر ہے تو سترہ ہزار ایک سو پندرہ ملین مربع پانی کے اندر

ہے۔ اس طرح سورج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ایک سو چھیاسٹھ (۱۶۶) گنا بڑا ہے۔ اسی طرح چاند سوا انیس حصص پر مشتمل ہے جس کا کم وبیش چھ لاکھ اکسٹھ ہزار آٹھ سو اسی (661880) ملین مربع میل ہے۔ یہ چاند اور سورج کی پیمائش ہے۔ الغرض زمین سے سورج کی دوری سات کروڑ بائیس لاکھ اٹھاسی ہزار کلومیٹر ہے جبکہ زمین سے تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک سفر ایک ماہ اور مکہ معظمہ سے بیت المقدس کی دوری پندرہ سو چھ کلومیٹر ہے۔ جب ایک ماہ میں پندرہ سو کلومیٹر کا سفر کیا جا سکتا ہے تو روئے زمین سے آسمان تک دوری پانچ سو خلا اور پانچ سو سال کی مسافت کے دریا کے برابر ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک ماہ کے سفر کو جو پندرہ سو چھ کلومیٹر کا ہے اس کو ایک ہزار سال کے سفر سے ضرب دی جائے تو ایک کروڑ اسی لاکھ بہتر ہزار کلومیٹر ہوتا ہے۔ اس طرح ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی دوری بھی اتنی ہی ہوگی۔

الغرض جب سے یہ سورج عرش کے نور سے پیدا کیا گیا آج تک اس کی چال میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا اور سورج روزانہ عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرتا ہے۔ یہاں پر سجدہ کرنے سے مراد جھکنے کے ہیں۔ سورج ۲۴ گھنٹے میں ایک مرتبہ عرش کے نیچے جھک کر جوہری توانائی حاصل کرتا ہے اور سطح آب و سطح زمین پر بکھیرتا ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے ابوذر غفاری سے فرمایا، یا اباذر این تذهب هذا الشمس، اے ابوذر بتا یہ سورج کہاں چلا جاتا ہے۔ قلت۔ اللّٰہ ورسوله اعلم۔ میں نے عرض کی اللہ اور اسکے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تذهب فتسجد تحت

العرش فیوذن لھاویوشک کان تسجد ولایقبل منھا ونستاذن فلا یوذن لھاویقال لھا ارجعی من حیث جئت فتطلع من مغربھا فذالک قولہ والشمس تجری لمستقرلھا۔

(ترجمہ) سورج عرش کے نیچے جا کر سجدہ ریز ہوتا ہے۔ پھر اجازت مانگتا ہے۔ اسے اجازت مل جاتی ہے قریب ہے کہ وہ سجدے میں رہے اجازت نہیں ملتی ہے۔ پھر اجازت مانگتا ہے پھر بھی اجازت نہیں ملتی بلکہ اس سے کہا جاتا ہے جہاں سے آیا ہے وہاں چلا جا یہاں تک کہ وہ مغرب سے طلوع کرے۔ (روح البیان اردو پ۲۲ ج ۱۲ ص ۳۳۹)

یعنی جب اس کو اجازت نہیں ملے گی سے مراد "جوہری توانائی حاصل نہ ہونے کا سبب ہے" اور یہ سورج بے نور ہو کر پیچھے کو ہٹ جائے گا اس لئے کہ یہ سورج روزانہ عرش سے انوار و برکات حاصل کرتا ہے اسی میں تمام مخلوقات کے اسباب زندگی موجود ہیں۔

والشمس تجری لمستقرلھا ذلک تقدیر العزیز العلیم۔

(ترجمہ) یہ سورج ایک خاص رفتار سے اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔ یہ اندازہ باندھا ہوا ہے غالب علم والے کا۔ اس کا ہم پر گزر اس طرح ہوتا ہے کہ جب صبح کا وقت طلوع ہوتا ہے تب اس میں معمولی سی حرارت ہوتی ہے لیکن جیسے جیسے وقت گذرتا رہتا ہے دھوپ میں شدت پیدا ہوتی رہتی ہے۔ کم و بیش دوپہر کے وقت، دھوپ گرمی پورے شباب پر ہوتی ہے۔ اسکے بعد جیسے جیسے سورج مغرب کی طرف اترتا رہتا ہے اس کی حرارت کم ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ سورج نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ ہے کہ انسان اور دیگر مخلوقات رات کی تاریکیوں میں جو انوار و رحمت حاصل کرتے ہیں صبح کا سورج ان کی ان نعمتوں کو برقرار رکھتے ہوئے آہستہ آہستہ روشنی ڈالتا ہے اور جب انسان اور دیگر مخلوقات روشنی حاصل کرنے کیلئے پوری طرح متحمل ہو جاتے ہیں تب سورج اپنے وجود سے بوقت دوپہر پوری طرح جوہری توانائی ان پر بکھیرتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ اپنا پرتو سمیٹتا ہے تو رات کی تاریکیاں چھا جاتی ہیں۔

جلال و جمال

تمام مخلوقات کیلئے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دو نعمتیں خاص ہیں جن کو جلال و جمال کہا جاتا ہے یعنی بلفظ دیگر حرارت و برودت بھی انہیں کہہ سکتے ہیں۔ ان میں انسانوں کیلئے بے شمار نعمتیں پنہاں ہیں۔ جسم میں ان دونوں چیزوں کا برقرار رہنا ضروری ہے ان میں سے کسی چیز کی کمی اور زیادتی نقصان دہ ہے۔ جلال و جمال گردش لیل و نہار کے ساتھ جملہ مخلوقات پر انوار و رحمت نازل کر رہے ہیں اور ان ہی کی کمی زیادتی سے انسانوں میں خطرناک بیماریاں پائی جاتی ہیں۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جس قدر

انسان پریشان ہے گذشتہ ادوار میں پریشان نہ تھا اس کا اہم سبب یہ ہے کہ سورج اور چاند جو نور و حرارت کے جامع ہیں کروڑوں سال سے حرارت و برودت سطح زمین اور سطح آب پر بکھیر رہے ہیں ۔انسان نے مٹی پانی اور لوہے کی رگڑ سے اور ایٹمی مادوں سے بجلی پیدا کر کے رات کی تاریکیوں کو دن میں تبدیل کر لیا ہے۔ آج کا انسان دن سے بھی روشنی حاصل کر رہا ہے اور رات میں بھی اسکو یہی روشنی حاصل ہو رہی ہے یعنی اسکے پاس جلالی خزانہ ہے تو جمالی نہیں اسی لئے ایک خزانے کی کمی سے ایک انسان دوسرے انسان کا دشمن بنا ہوا ہے اور اسکے وجود میں حسد، بغض، کینہ، چغلخوری، غیبت، جھوٹ، فریب، دغابازی، زنا، قتل و غارت گری جیسی عادتیں ہیں ۔ یہ سب کچھ اس رب کائنات کے جلال و جمال سے باہر ہونے کا نتیجہ ہے۔ شیطان ان ہتھکنڈوں کے ساتھ اکثر انسانوں پر پوری طرح غالب ہے ۔ اگر صحیح معنوں میں انسان رات و دن جمالی اور جلالی لذتوں کو حاصل کرتے ہوئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری کرنے لگے تو اس پر دنیا کی کوئی شئے غالب نہ ہو سکے اور کائنات عالم کا بھی عرفان ہو مگر انسان صرف دنیا کی لذتوں میں گم ہے اور کائنات اور اسکے تقاضوں سے لاپرواہ ہے۔ یہی جلال و جمال اگر انسان نظر میں رکھے خدا پرستی اور فکری صلاحیتوں کے ساتھ تو امراض جسمانی سے بھی محفوظ رہے اور کائنات کے پوشیدہ اسرار بھی اس پر منکشف ہو جائیں ۔ اس جلال و جمال میں حکمت یہ ہے کہ جیسے دن کے اجالوں پر اللہ کے جلال کا پرتو ہے اور رات کی تاریکیوں پر اللہ کے جمال کا پرتو۔ اسی طرح بلند آواز سے قرآن پڑھنے میں اللہ کے جلال کا پرتو ہے اور خاموشی سے پڑھنے میں جمال کا پرتو۔ یہی وجہ کہ اللہ کے

رسول ﷺ نے دن کی فرض نمازوں میں قرآن پاک کی تلاوت بالسر کرنے کا حکم فرمایا اور رات کی فرض نمازوں میں یعنی مغرب عشاء اور فجر میں بالجہر تلاوت کرنے کا حکم دیا تا کہ رات کے جمال میں بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت جمال کو جلال سے معتدل کر دے۔

دن میں اللہ کے جلال کا پرتو ہے اس لئے دن میں خاموشی سے قرآن پڑھ کر جمال حاصل کیا جاتا ہے اور جلال کو جمال سے معتدل کر لیا جاتا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر دن پر جلال کا پرتو ہے اور بالجہر تلاوت قرآن کریم دن میں کرنا بھی جلال ہے تو عیدین اور جمعہ کی نمازوں میں بالجہر قرآن کیوں پڑھا جاتا ہے؟

جب کہ دونوں میں جلال ہے تو جواباً میں کہتا ہوں کہ کثرت جماعت پر اللہ کے جمال کا پرتو ہے لہٰذا اس طرح جلال و جمال کو معتدل کر دیا جاتا ہے اور انسان حرارت اور برودت کے نقصانات سے محفوظ رہتا ہے۔

چاند کی منزلیں

چاند بھی اللہ تعالیٰ کے نور و رحمت کا جامع ہے اور یہ سیارہ بھی آتشی شیشے کی مانند ہے جس کا ایک حصہ روشنی حاصل کرتا ہے، جوہری توانائی حاصل کرتا ہے، اور اس کا دوسرا حصہ نیچے کی طرف بکھیر دیتا ہے۔ جس طرح سورج عرش سے جوہر حاصل کرتا ہے اور زمین کی طرف بکھیرتا ہے۔ چاند بھی افلاک پر پھیلے ہوئے حروف تہجی سے انوار و برکات حاصل کرتا ہے اور سطح زمین اور سطح آب پر بکھیرتا ہے۔ حروف تہجی کا پرتو افلاک پر بکھرے ہوئے ستاروں پر ہے جو شمس و قمر سے بہت بڑے بڑے ہیں ان سے انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ یہ تمام کے تمام جواہرات مظہر صفات باری تعالیٰ ہیں۔ ان سے تمام مخلوقات استفادہ کرتی ہیں۔ ان کے ذریعہ بھی انسانوں اور جملہ مخلوقات کو زندگی کے اسباب مہیا ہو رہے ہیں۔ ان اٹھائیس حروف تہجی سے جو جواہرات نازل ہوتے ہیں آتشی، آبی، بادی اور خاکی ہیں۔ جیسے

آتشی حروف یہ ہیں: ا، ہ، ط، م، ف، ش، ذ

بادی حروف یہ ہیں: ب، و، ن، ص، ت اور ض

آبی حروف یہ ہیں: ج، ز، ک، س، ق، ث، ظ

خاکی حروف یہ ہیں: د، ح، ل، ع، ر، خ، غ

اصل میں یہ سارے حروف گویا چاند کی ۲۸ منزلیں ہیں۔ چاند ان پر ٹھہر ٹھہر کر سفر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،، **والقمر قدرناه منازل حتى عاد كالعرجون القديم**

(ترجمہ) اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں یہاں تک کہ وہ ہر بار کھجور کی ٹہنی کیطرح ہو جاتا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا **و هو الذى خلق الليل والنهار والشمس والقمر كل فى فلك يسجون**، اور وہی اللہ ہے جس نے رات و دن بنائے۔ سورج اور چاند بنائے۔ یہ سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں، گردش کر رہے ہیں۔

چاند کی اٹھائیس (۲۸) منزلیں جن پر ٹھہر ٹھہر کر چاند سفر کرتا ہے وہ حرف یہ ہیں:

نمبر شمار	حرف	منزلیں	اعداد	کیفیت
۱۔	الف	حرف اول ہے۔ جس کو شرطین کہا جاتا ہے۔	۱	آتشی
۲۔	ب	حرف دوئم ہے اس کی منزل کا نام بطین ہے۔	۲	بادی
۳۔	ت	اس کی منزل کا نام ثریا ہے۔	۴۰۰	,,
۴۔	ث	اس کی منزل کا نام دبران ہے۔	۵۰۰	آبی
۵۔	ج	اس کی منزل کا نام ہقعہ ہے۔	۳	,,

۶۔	ح	اس کی منزل کا نام ہنعہ ہے۔	۸	خاکی
۷۔	خ	اس کی منزل کا نام ذراع ہے۔	۶۰۰	,,
۸۔	د	اس کی منزل کا نام نثرہ ہے۔	۴	,,
۹۔	ذ	اس کی منزل کا نام طرفہ ہے۔	۷۰۰	آتشی
۱۰۔	ر	اس کی منزل کا نام جبہہ ہے۔	۲۰۰	خاکی
۱۱۔	ز	اس کی منزل کا نام زبرہ ہے۔	۷	آبی
۱۲۔	س	اس کی منزل کا نام صرفہ ہے۔	۶۰	,,
۱۳۔	ش	اس کی منزل کا نام عوا ہے۔	۳۰۰	آتشی
۱۴۔	ص	اس کی منزل کا نام سماک ہے۔	۹۰	بادی
۱۵۔	ض	اس کی منزل کا نام غفرا ہے۔	۸۰۰	,,
۱۶۔	ط	اس کی منزل کا نام زبانا ہے۔	۹	آبی
۱۷۔	ظ	اس کی منزل کا نام اکلیل ہے۔	۹۰۰	,,
۱۸۔	ع	اس کی منزل کا نام قلب ہے۔	۷۰	خاکی
۱۹۔	غ	اس کی منزل کا نام شولہ ہے۔	۱۰۰۰	,,
۲۰۔	ف	اس کی منزل کا نام نعائم ہے۔	۸۰	آتشی
۲۱۔	ق	اس کی منزل کا نام بلدہ ہے۔	۱۰۰	آبی
۲۲۔	ک	اس کی منزل کا موخر ہے۔	۲۰	آتشی

۲۳۔	ل	اس کی منزل کا نام ذابح ہے۔	۳۰	خاکی
۲۴۔	م	اس کی منزل کا نام بلغ ہے۔	۴۰	آتشی
۲۵۔	ن	اس کی منزل کا نام سعود ہے۔	۵۰	بادی
۲۶۔	و	اس کی منزل کا نام اخبیہ ہے۔	۶	,,
۲۷۔	ہ	اس کی منزل کا نام مقدم ہے۔	۵	آتشی
۲۸۔	ی	اس کی منزل کا نام رشا ہے۔	۱۰	بادی

محققین

چاند کی منزلوں کے سلسلہ میں بعض صوفیائے کرام کے یہ اقوال ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے وجود میں حروف تہجی کے اسرار و رموز جمع فرما دیئے ہیں اور یہ بھی چاند کی اٹھائیس منزلوں میں سے ہیں۔

۱۔الفت ۲۔ برواحسان ۳۔توبہ ۴۔ثبات ۔۵۔ جمیعتہ ۶ ۔حلم ۷۔ خلوص ۸۔ دیانت ۹۔ ذلت ۱۰۔ رافت ۱۱۔ زلفتہ (قرب الٰہی) ۱۲۔ سلامت ۱۳۔ شوق ۱۴۔ صدق ۱۵۔ ضرر ۱۶۔ طلب ۱۷۔ پیاس ۱۸۔ عشق ۱۹۔ غیرت ۲۰۔ فتوۃ ۲۱۔ قربتہ ۲۲۔ کرم ۲۳۔ نرمی ۲۴۔ مروت ۲۵۔ نور ۲۶۔ ولایت ۲۷۔ ہدایت ۲۸۔ یقین

یہ حروف تہجی گویا بشکل سیارگان فلکی ہیں۔ ان کے چہرے

آسمانوں کی طرف اور پشت زمین کی طرف ہے جیسے بسم اللہ کی م اللہ کا عرش ہے اللہ کی ہا کرسی ہے، رحمٰن کی م قطب ستارہ ہے اور رحیم کی م بیت المعمور ہے۔ ان حروف تہجی کا قرآن عظیم میں ۱۴ جگہ ذکر آیا ہے اور وہ یہ ہیں یعنی حروف مقطعات۔ الم ،حم. کھیعص، عسق.، ق، ن، ص، طٰس، طٰسم ،جس طرح افلاک پر پھیلے ہوئے تارے اور ان سے نازل ہونے والے جواہرات جو اپنے حروف کی شکل وصورت میں نازل ہوتے ہیں۔ ان کے خلط ملط ہونے سے حروف سے الفاظ عالم وجود میں آئے مثلاً ب س۔م۔ یہ تینوں حروف جب فضاؤں میں ایک دوسرے سے متصل ہوئے تو بسم ہوا اور بسم کی م گویا خدا کا عرش ہے ب س م الگ الگ جواہرات نازل کرتے ہیں۔ جب یہ تینوں جواہر یکجا ہوئے تب پانی کی نہر جاری ہوئی اسی طرح ال اہ۔ یہ چاروں حرف ایک دوسرے سے متصل ہوئے تو بسم اللہ ہوا اور اس کی ہ سے اس کی کرسی 'ہا' بنی جس سے علوم الٰہیہ بشکل دودھ نازل ہونے لگے۔ اسی طرح ال رح م ن۔ جب یہ ایک دوسرے سے متصل ہوئے تو قرآن عظیم کی سورتوں کے اوائل میں کہیں الـــر دوسری سورت میں حــم تیسری سورۃ میں ن بنکر ظاہر ہوئے۔ بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ اللہ کے بڑے بڑے نام ہیں۔ جب یہ حروف مقطعات یکجا ہوئے تو الرحمٰن ہو گیا اور رحمٰن کی میم گویا قطب ستارہ ہے کہ جس سے شراب کی نہر جاری ہے اور پھر ال رح ی م ایک دوسرے سے متصل ہوئے تب قرآن عظیم میں جگہ جگہ رحیم آیا کہ جس کی م سے شہد کی نہر جاری ہوئی اور رحیم کی میم گویا بیت المعمور ہے یہ سارے حروف یکجا ہوئے تب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہوا۔ الگ الگ مقطعات جو اسمائے الٰہیہ ہیں اور افلاک پر بڑے بڑے سیاروں کا مرکز

ہیں جن میں انوار و جواہرات کے خزانے بھرے ہوئے ہیں جن کا مشاہدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے سفر میں فرمایا جس کی خبر اللہ کے مقرب فرشتوں کو بھی نہ تھی لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کیلئے یہ شاندار تحفہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،،

''وقال صلى الله عليه وسلم حم اسم من اسماء الله تعالىٰ وكل اسم من اسماء الله تعالىٰ مفتاح من مفاتيح خزائنه تعالىٰ،، فمن اشتغل باسم من الاسماء الالٰهيه يحصل بينه و بين هذا الاسم اى بين سره وروحه مناسبة بقدر الاشتغال، ومتى قويت لك المناسبة مجسب قوة الاشتغال،يحصل بنيه و بين مدلوله الحقيقي مناسبة اخرىٰ فيخئد ليتجلى له الحق سبحانه من مرتبة ذلك الاسم ويفيض عليه ماشآء بقدر استعداده وكل اسمائه تعالىٰ اعظم عندالحقيقة .

''حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا حٰم اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اس کا ہر نام اس کے خزانوں کی کنجی ہے۔ جو شخص اس کے کسی اسم کا بہ کثرت شغل کرتا ہے تو ذکر کے مناسب اس اسم کے اسرار ورموز اس پر کھلتے ہیں۔ جتنا اس شغل سے اس کی نسبت قوی ہے اتنی ہی اسے مزید مناسبت نصیب ہے۔ اس کے بعد اس اسم کے مناسب اس پر حق کے جلوے متجلی ہونگے اور اسکی استعداد کے مناسب جتنا چاہے گا فیضیاب فرمائے گا۔

(روح البیان عربی جلد ۸ ص ۲۰۴)

اس حدیث مقدس سے معلوم ہوا کہ حروف مقطعات سب کے سب اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں۔ اسی لئے میں نے ان سیارگان فلکی کو مظہر صفات

باری تعالیٰ لکھا ہے۔ الغرض چاند روزانہ ان حروف تہجی کی منزلوں سے اس طرح گزرتا ہے کہ پہلی تاریخ الف کے پہلو سے ظاہر ہو کر ایک معمولی سی کھجور کی ٹہنی جیسا نظر آتا ہے۔ دوسری تاریخ کو ب کے پہلو سے بہ نسبت پہلی رات کے زیادہ بڑا نظر آتا ہے۔ چودہ تاریخ کو 'ش' کے پہلو سے بدر کامل بنکر حرف ص کی طرف چلا جاتا ہے۔ پھر پندرھویں شب سے ۲۷ تاریخ تک پہلی تاریخ کے مثل یعنی کھجور کی سوکھی ٹہنی کی طرح ہو کر حرف ی کی پشت میں چھپ جاتا ہے اور ایک دن اور ایک رات چند گھنٹوں کیلئے حرف ی کی پشت میں چھپ کر پہلی تاریخ حرف الف کے پہلو سے ظاہر ہوتا ہے۔

حالانکہ بعض مقامات ایسے بھی ہیں کہ جہاں چھ چھ ماہ تک چاند پورے شباب پر نظر آتا ہے۔ بعض ایسے بھی مقامات ہیں جنکو بلغار یہ کہتے ہیں جہاں سورج صرف اتنے وقت کیلئے غروب ہوتا ہے کہ لوگ مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے کہ عشا کا وقت شروع ہوا اور عشا کے فرائض کی ادائیگی کے بعد فجر کا وقت شروع ہوا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ زمین انڈے کی یا ناشپاتی کی طرح گول ہے ان کے آخری حصہ پر سورج اور چاند چھ چھ ماہ تک اس لئے نظر آتے ہیں کہ چاند پیدائش کے اعتبار سے اول آسمان پر ہے۔ ظہور کے اعتبار سے ساتویں آسمان پر اور اس چاند کی دوری زمین سے (126504000) بارہ کروڑ پینسٹھ لاکھ چار ہزار کلومیٹر ہے۔ اس دوری کی بنیاد پر حروف تہجی پر گردش بھی کر رہا ہے اور زمین کے آخری حصوں پر پورے شباب کے ساتھ نظر آ رہا ہے۔ چھ چھ ماہ تک چاند اور سورج کا الگ الگ ظاہر ہونا موسمیات سے تعلق رکھتا ہے۔ سردی کے مہینوں میں سورج کم

وقت میں سفر کرتا ہے بہ نسبت گرمیوں کے کہ ان دنوں میں دن بہت بڑا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اب سورج زمین کے وسط میں سفر کرتا ہے جہاں مسلسل نظر آتا تھا۔ وہاں اب اندھیرا چھایا ہوا ہوتا ہے اور چاند پورے شباب پر نظر آتا ہے۔

نوٹ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، **اول ما خلق اللّٰہ الماء** اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پانی پیدا کیا اور پانی کے بلبلوں سے آسمانوں کو پیدا فرمایا۔ فطری بات ہے کہ جو پہلا بلبلا اٹھا وہ پہلا آسمان ہے پیدائش کے اعتبار سے جسے ساتواں کہا جاتا ہے۔ اسکی پیدائش کے بعد جو بلبلا اٹھا وہ دوسرا کہلائیگا۔ اس طرح جو بلبلا سب سے آخر میں اٹھا وہ ساتواں ہے جسے پہلا کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد بلبلا اٹھا ہی نہیں اس لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں آسمان کو سماء الدنیا فرمایا ہے۔ آسمان اول کہیں نہیں فرمایا۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال میں بھی سماء الدنیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح** تحقیق کہ ہم نے آسمانِ دنیا کو عظیم الشان چراغوں سے آراستہ کیا۔

بہر حال پیدائش کے اعتبار سے یہ سماء الدنیا ساتواں آسمان ہے اور اسکی دوری زمین سے بارہ کروڑ پینسٹھ لاکھ چار ہزار کلومیٹر ہے۔

اور ہر آسمان کا دوسرے آسمان سے فاصلہ ایک کروڑ اسی لاکھ بہتر ہزار کلومیٹر ہے۔ جب یہ ساتوں آسمان بشکل بلبلا اٹھ کر چلے گئے تب بیت المعمور پھر سدرۃ المنتہیٰ کو پیدا فرمایا اور اس کے عرش کو پانی سے جدا کیا گیا یہ سب ملا کر نو آسمان ہوئے۔

چانداورسورج کی تخلیق

احادیث کی روشنی میں

چانداورسورج کوعرش کے نور سے پیدا فرمایا۔عرش کے نور کی کیفیت حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی زبانی ملاحظہ فرمائیں ۔آپ فرماتے ہیں کہ تمام انسانوں کی، جناتوں کی، چوپاؤں کی، پرندوں کی آنکھوں کی بصارت ایک ہی شخص کی آنکھوں میں کردی جائے پھر سورج کے سامنے جو ستر پردے ہیں ان میں سے ایک پردہ ہٹا دیا جائے تو ناممکن ہے کہ یہ شخص بھی اس کی طرف دیکھ لے باوجود یکہ سورج کا نور کرسی کے نور کا سترواں حصہ ہے اور کرسی کا نور عرش کے نور کا سترواں حصہ ہے اور عرش کا نور جو پردے خدا کے سامنے ہیں اسمیں سے ایک پردے کے نور کا سترواں حصہ ہے۔

(تفسیر ابن کثیر اردو پ ۲۷ ص ۴۹۰)

سورج روزانہ عرش سے نوروحرارت حاصل کر کے سطح زمین اور سطح آب پر بکھیرتا ہے حالانکہ چانداورسورج دونوں پیدائش کے وقت سورج ہی تھے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے،ان اللّٰہ خلق الشمسین ۔ شمسین تثنیہ ہے یعنی دونوں سورج تھے اور چاند سے نوروحرارت چھین کر خنک نور باقی رکھا گیا جیسا کہ حضرت عکرمہ کی روایت کردہ حدیث پاک سے ثابت ہے۔حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا تمہیں ایسی حدیث نہ سناؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی کہ سورج اور چاند کی ابتدائی تخلیق اور پھر موجودہ صورت میں ہونے کے متعلق فرمایا کرتے تھے ہم نے عرض کی فرمائیے۔فرمایا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو احکام صادر فرمائے تو آدم کیلئے کوئی حکم باقی نہ رہا تو اللہ تعالیٰ نے آدم کیلئے شمسین (سورج چاند) کو نور عرش سے پیدا فرمایا۔ان دونوں سورج چاند میں سے جس کے بارے میں اس کے علم میں تھا کہ سورج رہیگا تو اسے دنیا کے برابر پیدا فرمایا۔جس کا نور مشرق سے مغرب تک پھیلا ہوا تھا اور جس کے متعلق علم تھا کہ اسے چاند بنایا جائے گا تو اسے سورج سے حجم میں چھوٹا بنایا۔یہ دونوں اس لئے چھوٹے نظر آتے ہیں کہ بہت زیادہ بلندی پر اور بہت دور ہیں۔فرماتے ہیں پھر سورج اور چاند کو اسی طرح چھوڑ دیا جاتا جیسے ابتدائی تخلیق میں تھے تو رات اور دن کا فرق معلوم نہ ہوتا اور نہ مزدور کو علم ہوتا کہ وہ کب کام کرے گا اور کب نہ کرے گا اور نہ ہی روزہ دار کو معلوم ہوتا کہ کب روزہ رکھے اور کب افطار کرے گا اور عورت کو معلوم نہ ہوتا کب عدت گذارے اور نہ اہل اسلام کو نماز کے اوقات

معلوم ہوتے اور نہ ہی حج کا وقت معلوم ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر نظر شفقت کرتے ہوئے رحم فرمایا اور جبریل کو بھیجا کہ اپنا پر چاند کے چہرہ پر پھیریں تا کہ اس سے حرارت مٹ جائے اور اس کا نور باقی رہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا،، وجعلنا النيل والنهار آئتين فمحونا اية الليل وجعلنا النهار مبصرة الليل.

(ترجمہ) اور ہم نے رات اور دن کو دو آیتیں بنایا پھر ہم نے رات کی آیت کو مٹا کر دن کو راہ دکھانے والا بنایا۔

یہ پرچھائیوں اور لکیروں کی طرح جو تم چاند پر دیکھتے ہو یہ وہی جبریل کے پروں سے مٹانے کے نشانات ہیں۔ جب قیامت قائم ہوگی اور اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا تو دوزمیوں اور بہشتوں کے درمیان امتیاز ہو جائے گا لیکن ابھی جنت و دوزخ میں داخل نہیں ہونگے کہ اللہ تعالیٰ سورج اور چاند کو بلوائے گا۔ انہیں جب بلائے گا تو وہ سیاہ ہوں گے ان میں نور نہ ہوگا اور وہ ایک دوسرے سے لپٹے ہوں گے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کئے جائیں گے نہایت ہی غمگین آہستہ رفتار سے ہانپتے کانپتے ہوئے آئیں گے اس دن کی ہولنا کیوں اور رب رحمٰن کے خوف سے جب عرش الٰہی کے سامنے آئیں گے تو عرش الٰہی کے بالمقابل سجدہ ریز ہو جائیں گے اور عرض کریں گے کہ اے اللہ تو ہماری اطاعت بجالانے اور ادائیگی عبادت اور حکم کی تعمیل کو خوب جانتا ہے ہم نے انہیں اپنی پرستش کی دعوت نہیں دی تھی اور نہ ہی ہم نے کبھی تیری عبادت سے سستی اور غفلت برتی۔ یہاں عبادت سے مراد حکم کی پابندی کے ہیں جیسا حکم فرمایا ویسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم صحیح کہہ رہے ہو۔ میں نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ مخلوق کو

پیدا کر کے لوٹاؤں گا میں نے تمہیں اسی طرف لوٹایا جہاں سے میں نے تمہیں پیدا کیا اس لئے اب ادھر لوٹو جہاں سے تم پیدا ہوئے۔'' چاند سورج ''عرض کریں گے یا اللہ تو نے ہمیں کہاں سے پیدا فرمایا۔ فرمایا جائے گا عرش کے نور سے اسی طرف جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورج اور چاند سے نور کی ایک ایسی چمک اٹھے گی جس سے آنکھوں کے نور اچک لئے جائیں گے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یبدئُ ویعید وہی ابتداءً پیدا کرتا وہی سب کو لوٹائے گا۔

(کشف الاسرار تفسیر روح البیان ج ۱۵ پ ۳۰ ص ۲۰ تا ۲۱)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی روایت اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث مبارکہ سے صاف طور سے ثابت ہے کہ سورج اور چاند نور عرش الٰہی سے پیدا ہوئے۔ اگر چاند اور سورج کے اوصاف بیان کئے جائیں تو پوری طور سے بیان کرنا ناممکن ہے بلکہ یوں کہا جائے تو صحیح ہوگا کہ سورج اور چاند کے کمالات بیان کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مانند ہوگا۔ اس سلسلہ میں بے شمار احادیث مبارکہ ہیں لیکن چند احادیث مبارک پر اکتفا کیا ہے۔

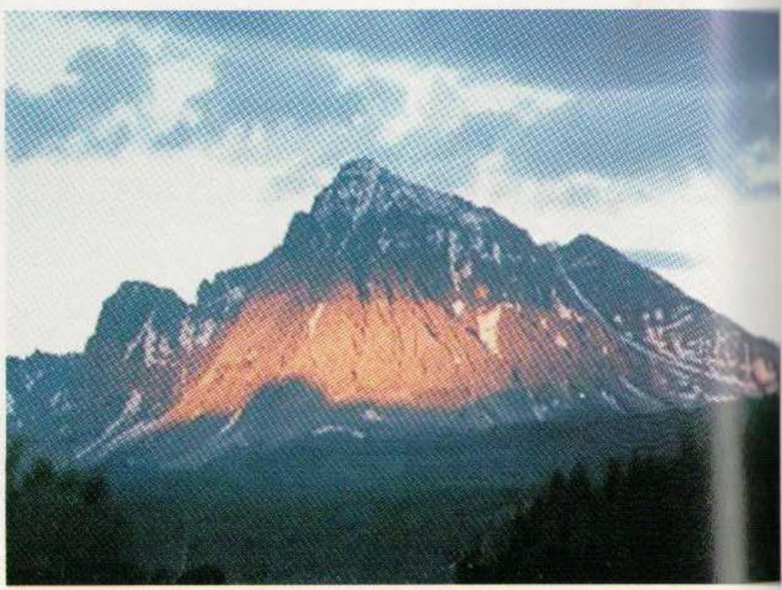

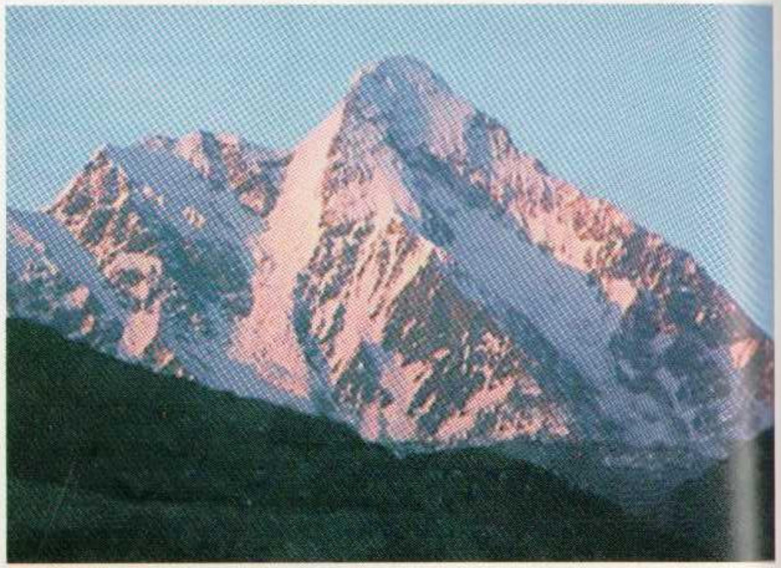

سیارگان فلکی

ارواحِ انبیاء کے پرتو ہیں

سورج اور چاند دو اہم سیاروں کے بعد اللہ تعالیٰ نے پانچ سیارے اور پیدا فرمائے جن میں تمام انسانوں کی فلاح و بہبود کے اسباب مہیا ہیں۔ علم و عرفان کے ذرائع، سماعت کے خزانے، لذتوں اور ذائقوں کے ذخائر، احساسات کے دریا موجزن ہیں اور وہ ستارے یہ ہیں: ۱۔ عطارد ۲۔ مشتری ۳۔ مریخ ۴۔ زہرہ ۵۔ زحل۔ لیکن یہ اسماء عرب ہیئت دانوں کی دین ہیں۔ احادیث مبارکہ میں کہیں ان کا تذکرہ نہیں لیکن آقائے کل صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اسماء اس طرح بیان فرمائے ہیں کہ جب میں پہلے آسمان پر پہنچا تو حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تیسرے پر یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی چوتھے پر ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور پانچویں پر حضرت ہارون علیہ السلام سے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ اسلام سے ملاقات ہوئی۔ یہ سب ارواح انبیاء ہیں اور اپنے اپنے آسمانوں کے قلوب ہیں۔ قلب اپنے جسم کا

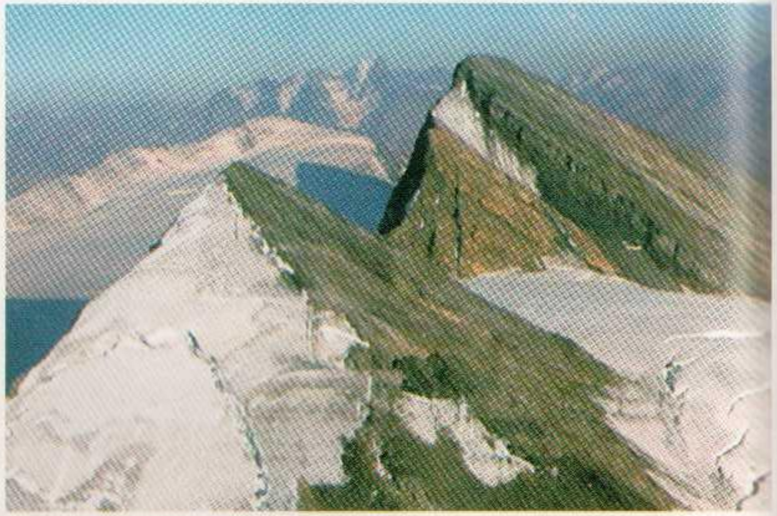

سردار ہوتا ہے ۔جو کچھ پورے جسم میں ہے وہ سب قلب میں موجود ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ملاقات تمام آسمانوں کے سیر کی دلیل ہے یعنی جس آسمان کا قلب دیکھ لیا سمجھ لو کہ پورے آسمان کی سیر کر لی لیکن اب ہم ارواح انبیاء اور سیارگان فلکی کا ذکر کرتے ہیں جن کا محققین مفکرین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے یعنی عطارد، مشتری، مریخ، زہرہ، اور زحل۔

یہ پانچ سیارے بھی ارواح انبیاء کے پرتو ہیں

آسمان دوئم پر عطارد	پرتو روح یحیٰ ہے
آسمان سوئم پر مشتری	پرتو روح یوسف ہے
آسمان پنجم پر مریخ	پرتو روح ہارون ہے
آسمان ششم پر زہرہ	پرتو روح موسیٰ ہے
آسمان ہفتم پر زحل	پرتو روح ابراہیم ہے

یہ سیارگان فلکی جو پرتو ارواح ابنیاء ہیں مندرجہ بالا اسماء ان کے تحریر کئے گئے ہیں۔ان سے انوار و برکات کا جن پر نزول ہوتا ہے۔وہ پانچ پہاڑ ہیں جن کو طور زیتا طور سینا طور لبنان، جودی اور حرا کہا جاتا ہے۔

اوران پانچ پہاڑوں کے موکل انسانوں میں سے چنے جاتے ہیں اور آسمانوں سے نازل ہونے والے ارواحِ انبیاء کے جواہرات پہاڑوں کے ساتھ

ساتھ ان کے قلوب میں داخل ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے،،فی کل ارض نبی کنبیکم ادم کادم نوح کنوح و ابراھیم کابراھیم وعیسٰی کعیسٰی ،،ان میں سے ہر زمین میں نبی ہے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا اور آدم ہے تمہارے آدم جیسا اور نوح تمہارے نوح جیسا اور ابراہیم تمہارے ابراہیم جیسا اور عیسیٰ تمہارے عیسیٰ جیسا۔ان کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ نبی تو نہیں لیکن یہ اپنے میں نبیوں جیسے صفات رکھتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نظام امر وخلق کو قائم رکھا ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین،، سیدھا اور سچا راستہ تو انبیا و مرسلین وصدیقین وصالحین کا ہے جو زمین پر افلاک کے ستاروں کیطرح ہیں اور انھیں سے نظام امر وخلق قائم ہے۔جودی وہ پہاڑ ہے جو تمام مخلوقات کیلئے ساحل نجات بنا اور طور سینا وہ پہاڑ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی جھلک دکھا کر موسیٰ کو نبوت کے اعلیٰ درجہ سے سرفراز فرمایا۔طور زیتا اور لبنان بھی انبیاء علیھم السلام کیلئے حکمت کے خزانے لئے ہوئے ہیں اور حرا وہ پہاڑ ہے کہ جس پر اقراء کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علم وحکمت کی کنجیاں عطا کر دی گئیں۔بہر حال جب یہ پانچ سیارگان فلکی ان پانچوں پہاڑوں پر گزرتے ہیں تب اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ نظام کے مطابق اجتماعی حیثیت سے پانچ قسم کے جوہر نازل کردئے جاتے ہیں یعنی قوت باصرہ،قوت سامعہ،قوت لامسہ،قوت ذائقہ،قوت مدرکہ۔

عطارد   پرتو   روح یحییٰ سے قوت باصرہ کا نزول ہوتا ہے۔

مشتری ,, روح یوسف سے قوت سامعہ کا نزول ہوتا ہے۔
مریخ ,, روح ہارون سے قوت لامسہ کا نزول ہوتا ہے۔
زہرہ ,, روح موسیٰ سے قوت ذائقہ کا نزول ہوتا ہے۔
زحل ,, روح ابراھیم سے قوت مدرکہ کا نزول ہوتا ہے۔

ان سب سیارگان فلکی کے چہرے آسمان کیطرف ہیں اور پیٹھ زمین کی طرف ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ چاند وسورج کے متعلق۔ **ان وجوھھماالی العرش وظھورھماالی الارض تضئی وجوھھمالاھل السموات السبع و ظھورھُما لاھل الارض السبع۔**

(ترجمہ) یعنی چاند وسورج کے چہرے عرش کی جانب اور پیٹھ زمین کی طرف ہے۔ ان کے چہرے ساتوں آسمان والوں کو نور دے رہے ہیں (جواہرات) اوران کی پیٹھ ساتوں زمین والوں کو۔ (روح البیان پ ۱۱ص ۱۹۴ اردو)

اوران سیارگان سے جو جواہرات نازل ہوتے ہیں وہ پانچوں پہاڑ اپنے وجود میں جذب کر کے پانی کی سطح تک پہنچا دیتے ہیں اور یہاں سے جوہر پانی کے ذریعہ پوری روئے زمین میں پہنچائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر بے شمار اور طرح طرح کے نباتات کی تخلیق فرمائی ہے۔ یہ نباتات زمین کے اندر پھیلے ہوئے پانی میں سے جواہرات جڑوں کے ذریعہ کھینچ کر پہلے خوبصورت پھولوں پھر پھلوں کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں بھی قوت سامعہ، قوت باصرہ، قوت لامسہ، قوت ذائقہ، قوت مدرکہ جیسے جوہر پائے جاتے ہیں جو انسانوں کے سننے دیکھنے چھونے، ذائقہ اور علم جیسے جوہر میں اضافہ کرتے ہیں۔

سورۂ فاتحہ قرآن کا سر ہے

جو کچھ عالم امر میں ہے وہ سب کچھ انسان کے سر میں ہے اور جو کچھ انسان کے سر میں ہے اس کا تذکرہ قرآن حکیم کی سورۂ فاتحہ میں ہے جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے، جو کچھ قرآن عظیم میں ہے وہ سب کچھ سورۂ فاتحہ میں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں تجھ کو ایسی سورت بتاؤں گا جس کی مثل توریت، زبور، انجیل بلکہ قرآن میں بھی نازل نہیں ہوئی وہ سورۂ فاتحہ ہے۔ (تفسیر بیان السبحان، پ ۱ص ۸)

ابوسعید بن یعلی نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھ رہا تھا۔ یکا یک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آواز دی۔ میں نماز ختم کر کے خدمت گرامی میں حاضر ہوا۔ ارشاد فرمایا کہ مسجد سے باہر جانے سے قبل میں تم کو قرآن کی اعظم سورہ بتاؤں گا۔ اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے باتیں کرتے چلے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تجھ کو قرآن کی ایک عظیم ترین سورہ بتاؤں گا۔ فرمایا، ہاں، وہ الحمدللہ رب العالمین ہے، یہی سبع مثانی

اورقرآن عظیم ہے جو مجھ کو عطا ہوا۔ امام احمد بخاری ابوداؤد ونسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچھ قرآن میں ہے وہ سب کچھ سورۂ فاتحہ میں ہے۔ بیان السبحان میں درج ہے کہ سورہ الحمد تمام قرآن کا نچوڑ ہے۔ اس میں عقائد واعمال کی اصلاح بھی ہے۔ خداتعالیٰ کی ذات وپاک کی تمام صفات جلالیہ وکمالیہ کا بیان بھی ہے۔ تہذیب نفس، ادب اور اخلاق کی تعلیم بھی ہے پوراعلم شریعت وطریقت اور حقیقت اس میں موجود ہے۔ انبیاء وشہداء صدیقین وصالحین کی تعریف بھی ہے۔ منافقین وکافرین کی برائی بھی ہے۔ سِرٌّمِّنَ اللّٰهِ وَسِرٌّالی اللّٰهِ کی طرف دلچسپ ولطیف اشارات بھی ہیں۔ فرماں برداری اور اطاعت کی طرف ترغیب بھی اور نا فرمانی وسرتابی سے تہدید ومنع بھی۔ خلاصہ یہ کہ جو کچھ روئے قرآن میں ہے وہ ایک سورۂ فاتحہ میں ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قرآن میں ان امور کا مفصل بیان ہے اور اس سورہ میں اجمالی اشارات ہیں۔ قرآن سے امور مذکورہ کا استنباط وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے حواس روشن شعور منور، دل صاف، روح مستعد ہے اور دماغ میں ملکہ دانش اور پھر خدا کی توفیق شامل حال ہو۔
(تفسیر بیان السبحان)

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

الحمد للّٰه رب العالمين الرحمٰن الرحيم. مالك يوم الدين. اياك نعبدو اياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين. انعمت عليهم. غير المغضوب عليهم ولا الضآ لين. (آمين)

(ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ جو دونوں جہان کا رب ہے۔ وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ جو روز جزا کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی مدد طلب کرتے ہیں۔ ہم کو سیدھے راستہ پر چلا۔ راستہ ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام فرمایا۔ نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور نہ ان لوگوں کا راستہ جو رستہ سے گم ہو گئے۔

سورۂ فاتحہ پر تبصرہ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے قرآن عظیم کے تمام علوم سورۂ فاتحہ میں نازل فرمائے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی اپنی جملہ صفات کے ساتھ موجود ہے۔ بسم اللہ کی میم الحمد کی میم میں ہے۔ جس سے پانی کی نہر جاری ہوئی ہے۔ وکان عرشه علی الماء اور اس کا عرش پانی پر تھا میم گویا خدا کا عرش ہے۔ اس سے جاری پانی کی نہر سے ہر شئے کی حیات ہے۔ وجعلنا من الماء كل شيء حيا یعنی میں نے ہر جاندار شئے کو پانی سے پیدا کیا۔ الحمد للہ میں اللہ کی 'ہ' سے دودھ کی نہر جاری ہوئی۔ یہ دودھ علم الٰہیہ ہے جس کا مرکز اللہ کی "ہ" ہے۔ اس اللہ کی 'ہ' کو کرسی کہتے ہیں ۔اس کرسی کو بھی اسی نسبت سے علم کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ کرسی سے مراد علم ہے۔ وسع كرسيه السمٰوٰت والا رض ۔ اسکی کرسی وسیع ہے جو زمین وآسمان کے تمام علوم

اپنے احاطے میں لئے ہوئے ہے۔ان کے ذریعہ تمام مخلوقات کو مستفیض فرماتا ہے۔رب العالمین یہی رب ہے پرورش کرنے والا جہانوں کا اور ان کے درمیان تمام مخلوقات کے پرورش کرنے کے جو ذرائع ہیں۔اسی پانی اور دودھ کی نہر کے ذریعہ کہ جس میں زندگی اور ضروریات زندگی کے تمام اسباب موجود ہیں۔

الرحمٰن الرحیم، رحمٰن کی م گویا قطب ستارہ ہے جو تمام آسمانوں کو اپنے وجود پر قائم کئے ہوئے ہے اور اسی قطب ستارہ سے تمام آسمانوں کی برکتوں کا نزول بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کے اردگرد ہوتا ہے اور یہ قطب ستارہ عین بیت المقدس کے محاذ پر ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے،، بارکنا حوله لنریه اور نازل کیں اسکے اردگرد برکتیں۔(سورہ بنی اسرائیل) یہ ایسی برکتیں ہیں جس کو حاصل ہو جائیں اس کو شراباً طهورا کا کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔

الرحیم۔رحیم کی میم گویا بیت المعمور ہے جس سے سہد کی نہر جاری ہوئی اس شہد میں بھی بے شمار لذت اور کیف و سرور موجود ہے اور اس میں بھی انسان کی فلاح و بہبود کے جوہر پائے جاتے ہیں۔

یہ چاروں نہریں۔پانی۔دودھ۔شراب اور شہد کی ہیں جو ہر شئے کی وجہ تخلیق بن گئیں جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر دانہ پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کھانے والے کا نام لکھا ہوتا ہے۔

(نزہۃ المجالس الحدیث۔روح البیان ص ۲۸۵ ج ۶ پ ۱۲)

مالک یوم الدین۔وہ روز جزا کا مالک ہے جو تم کو تمہاری زندگی کے اسباب عطا کئے گئے ہیں۔ان کا دامن اعتدال ہاتھ سے نہ چھوڑنا کہ ان کا

بیجا اصراف روز جزا میں نقصان دہ نہ ہو۔

ایاک نعبدو ایاک نستعین۔رحمتوں اور برکتوں کے حصول کے طریقہ میں شرط اول یہ ہے کہ اسکی عبادت کیجائے اور اسی سے مدد طلب کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کی شرکت بدترین عمل ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔سیدھا اور سچا راستہ تو انبیاء، مرسلین، صدیقین وصالحین کا راستہ ہے جو زمین پر مانند افلاک کے ستارے ہیں اور انھیں سے عالم خلق کا نظام قائم ہے۔

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم میرے صحابہ ستاروں کے مثل ہیں ان میں سے جسکی پیروی کروگے ہدایت پاؤ گے۔اور نجم سے علماء اسلام بھی مراد ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔العلماء نجوم الارض علماء کرام زمین کے ستارے ہیں۔(تفسیر روح البیان ص ۱۲۵ پ ۲۷)

ان پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا کہ ان کے سروں میں عطارد و مشتری، مریخ، زہرہ، زحل سے نازل ہونے والی قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت لامسہ، قوت ذائقہ، قوت مدرکہ جیسے انوار و جواہرات سرائت کر گئے۔ان کی چشمانِ بصیرت جو ایک سورج دوسرے چاند کی مانند ہیں ان سے تمام انسانوں کو رحمتیں و برکتیں حاصل ہوتی ہیں اور انھیں سے گمراہوں کو ہدایت کا راستہ ملتا ہے۔یہ دست قدرت میں اللہ کی رحمت (ریموٹ) ہیں۔رضی اللہ عنھم و رضوا عنه۔اللہ ان سے راضی ہے اور یہ مکمل اللہ کی رضا ہیں

غیر المغضوب علیھم ولا الضآلین۔اور نہ چلا ان کے راستہ پر جن

پرتو نے غضب کیا اور جو راستے سے بھٹک گئے۔ اے اللہ ہم کو محبین و مقربین میں سے بنا۔ دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچا۔ اس لئے کہ ان کی صحبت سے دوری غضب الٰہی کا سبب بنتا ہے۔

آمین ثم آمین

سورۂ فاتحہ کی فضیلت

قرآن عظیم کی مقدس سورہ، سورۂ فاتحہ کے ایک ایک حرف میں علم وحکمت کے خزانے پوشیدہ ہیں۔ ظاہری علوم کے ساتھ باطنی علوم کے بھی اسرار و رموز موجود ہیں۔ جیسا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل آیة ظھر و بطن ولکل حرف حد و مطلع ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آیت کے لئے ایک ظاہر ہوتا ہے اور ایک باطن۔ اور ہر حرف کیلئے ایک حد یعنی حکم شرعی ہوتا ہے اور ہر حکم شرعی کیلئے ایک اصلاح پانے کی جگہ ہوتی ہے کتاب اللہ میں۔ (تفسیر روح البیان اردو ج اص ۱۱ق)

ابن نقیب بیان کرتے ہیں ظہر آیات سے وہ معانی مراد ہیں جو اہل علم ظاہر علوم اور قواعد شریعت کے ذریعہ جانتے ہیں اور بطن سے مراد وہ

اسرار ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ''ارباب حقائق'' اور ''عارفین'' کو مطلع فرماتا ہے اور لکل حرف حد کے معنی ہیں کہ ہر حرف کے معانی اور حقائق کا منتہی ہوتا ہے جو کبھی اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے۔

یہی وہ اسرار و حقائق ہیں جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے،،

ھو الذی لاتقضی عجائبه ۔ قرآن اللہ کا وہ کلام ہے کہ اسکے عجائب و لطائف کبھی ختم نہ ہوں گے۔ (روح البیان جلد اص ۱۱)

قرآن مجید بھی اٹھائیس حروف پر مشتمل ہے اور اٹھائیس حروف بھی بشکل سیارگان عالم افلاک پر موجود ہیں۔ پچھلی تحریروں سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ حروف تہجی انوار و رحمت و جواہرات کے خزانے ہیں جو صفاتِ الٰہیہ کے جامع ہیں۔

یہ جوہر اپنے حروف کی شکل میں نازل ہو کر انسانوں کے اذہان و اجسام میں داخل ہو جاتے ہیں۔ جب آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا نزول ہوا تو یہ حرف اپنی معنوی حیثیت و فصاحت و بلاغت کے ساتھ منفرد انداز سے آپ کے ام الدماغ پر نازل ہوئے جو بشکل قرآن عظیم آج بھی ہیں اور قیامت تک موجود رہیں گے۔ قرآن مجید اٹھائیس حروف تہجی پر مشتمل ہے۔ ایک روایت میں ملتا ہے کہ جب قیامت قریب ہوگی تو قرآن عظیم کے حروف اڑ جائیں گے۔ یہی حروف کے اسرار آدم کے وجود میں بھی سرایت کر گئے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،، **لما خلق اللّٰہ ادم بث فیه اسرار الاحرف ولم یبث فی احد من الملائکة فخرجت الاحرف علی لسان ادم بفنون للغات** ۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا فرمایا تو اس میں حروف کے اسرار کو پھیلا دیا

پھر حروف آدم کی زبان سے فنون لغات خارج ہوتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ آدم کیلئے ان حروف کی سورتیں بنا دیتا ہے جو مختلف اشکال میں متشکل ہو کر ان کے سامنے آجاتے ہیں۔ (روح البیان جلد ص ۲۱۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ام الدماغ "جس کو صوفیاء کی اصطلاح میں لطیفہ اخفا کہا جاتا ہے" پر حروف کی ہی شکل میں قرآن نازل ہوا جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ آدم کیلئے ان حروف کی صورتیں بنا دیتا ہے جو مختلف اشکال میں متشکل ہو کر ان کے سامنے آجاتے۔ ایسا ہی آپ کیلئے بھی ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیالات وتصورات اپنے ام الدماغ میں جمع کر لیتے تھے تب اللہ تبارک تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن کو فنون لغات کے ساتھ بیان فرماتا تھا۔ یہ ہیں حروف تہجی کے کمالات۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عربی زبان کو پسند فرمایا اور قرآن عظیم کو انھیں حروف میں نازل فرمایا۔

پورے کا پورا قرآن عظیم سورۂ فاتحہ میں موجود ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی ابتدا میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب قرار دیا کہ اس سورۂ فاتحہ کو بار بار پڑھنے سے جو جسم میں حروف کے اسرار پھیلے ہیں وہ متحرک ہو جاتے ہیں اور ان کی تحریک سے عالم امر پر پھیلے ہوئے حروف تہجی اپنے انوار ورحمت بھیج کر اس کے لئے عرفان کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور وہ سالک زمین پر رہ کر تمام عالم کی خبر رکھتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس پر علم وحکمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ یہ تمام اوصاف عالمین سورۂ فاتحہ کیلئے ہیں۔

سورۂ فاتحہ اپنے جلو میں عرش وکرسی، قطب ستارہ، بیت المعمور (یعنی بیت الجوہر) سدرۃ المنتہیٰ، چاند اور سورج، مریخ، عطارد، مشتری،

زہرہ اور زحل کو لئے ہوئے ہے جو تمام عالم امر کی جان ہیں اور انہیں پر عالم خلق کا دارومدار ہے۔ اس سورہ کی فضیلت سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو کچھ عالم امر میں ہے وہ سب کچھ انسان کے سر میں ہے اور اس کا ذکر قرآن کے سر یعنی سورۂ فاتحہ میں ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ عالم خلق کی تخلیق میں اس کا تذکرہ آئے گا کہ انسان کے جسم میں کہاں کہاں عرش وکرسی، لوح وقلم، بیت المعمور، سدرۃ المنتہیٰ اور جملہ سیارگان فلکی کے اوصاف موجود ہیں۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

دورِ قدیم و دورِ جدید کے ترقی یافتہ سائنس دانوں نے اپنی اپنی تحریروں میں چاند کو سورج کا محتاج لکھا ہے۔یعنی چاند سورج سے روشنی حاصل کرتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں سخت تردید فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا **و جعل الشمس ضیاءً** اور میں نے سورج کو روشنی دی **والقمر نورًا** اور قمر کو نور دیا، ضیا روشنی کو کہتے ہیں اور نور الگ شئے ہے، یعنی سورج روشنی حرارت کا جامع ہے اور چاند خنکی نور لئے ہوئے ہے۔سورج اللہ تعالیٰ کی جلالی صفات لئے ہوئے ہے اور چاند اسکی جمالی صفات کا مظہر ہے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت کردہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔پہلے دونوں سورج ہی تھے بعد میں ایک سے حرارت چھین کر نور باقی رکھا۔اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام سے ثابت ہے کہ نہ سورج چاند کا محتاج ہے نہ چاند سورج کا محتاج ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ان صفتوں میں ہر ایک اپنی الگ انفرادی حیثیت رکھتا ہے۔

سورج اور چاند کے درمیان جو فرق ہے۔وہ ان آیات قرآنی سے صاف طور سے واضح ہو جاتا ہے۔**تبٰرک الذی جعل فی السماء بروجا و جعل فیها سراجا و قمرا منیرا**۔(سورہ ۷۱۔آیت ۱۴-۱۵)

بڑی متبرک ہے ذات اس کی جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں ایک چراغ اور ایک چمکتا چاند روشن کیا۔

الم ترکیف خلق اللّٰہ سبع سمٰوات طباقا و جعل القمر فیهن نوراً و جعل الشمس سراجا۔

(سورہ ۷۸۔آیت ۱۳-۱۲)

(ترجمہ) کیا نہیں دیکھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح سات آسمان تہہ بہ تہہ بنائے اور ان میں چاند کو نور اور سورج کو چراغ بنایا ہے۔

وجعلنا فوقکم سبعا شدادًا و جعلنا سراجا وهاجا

(ترجمہ) اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان قائم کئے اور ایک نہایت روشن اور گرم چراغ پیدا کیا۔

بذات خود یہ دونوں سیارے مثل آتشی شیشے کے ہیں۔سورج کا ایک حصہ عرش سے طرح طرح کے جواہرات حاصل کرتا ہے اور سطح آب اور سطح زمین پر بکھیرتا چلا جاتا ہے۔اس کا یہ عمل چوبیس ۲۴ گھنٹہ جاری رہتا ہے۔اسی طرح چاند بھی جوہری توانائی حاصل کر کے جو سورج سے مختلف ہوتی ہے سطح آب و سطح زمین پہ بکھیرا کرتا ہے۔مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہے کہ نہ چاند سورج کا محتاج ہے نہ سورج چاند کا محتاج ہے۔

چاند کی تخلیق

اور اس کے اوصاف

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے،، وکان عرشۂ علی الماء ،، اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ عرش کے وجود سے نکل کر سیارہ قمر جب فضائے بسیط کی طرف بلند ہونے لگا تب عرش کے نیچے سے پانچ سو برس کی راہ برابر پانی کا ایک بلبلا اٹھا

(فوٹو نمبر ۱۴)

اس پانی کا حجم (۹۰۳۶۰۰۰ کلومیٹر) نوے لاکھ چھتیس ہزار کلومیٹر کے برابر تھا۔ اس کے بعد یہ پانی کا دریا بلند ہوا پھر اس کا خلاء بھی نوے لاکھ چھتیس ہزار کلو میٹر کے برابر یعنی پانچ سو برس کی راہ کے برابر جیسا کہ اسمعیل حقی نے اپنی تفسیر روح البیان اردو جلد ۱۵ صفحہ ۱۸ پر تحریر کیا ہے کہ

''ہر آسمان کی موٹائی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے پھر درمیانی خلا بھی پانچ سو سال کی مسافت ہے''۔

دریا کے ساتھ بلند ہوتے ہوئے قمر جب اپنا سفر ایک کروڑ اسی لاکھ بہتر ہزار کلومیٹر (۱۸۷۲۰۰۰) طے کر کے یاقوت کے دریا میں سفر کرتا ہے اور حروف تہجی جواس کی منزل ہیں ان پر ٹھہر ٹھہر کر یاقوت جیسے بے شمار جواہرات حاصل کر کے عالم خلق کی طرف نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یاقوت اور مرجان جیسے بے شمار جواہرات کا تذکرہ اپنے کلام مقدس میں فرمایا جیسا کہ پہلے تحریر کر چکا ہوں۔ آسمان اول پر قمر پر تو روح آدم ہے اور یہ آسمان یاقوت کا ہے۔ ہر آسمان کی تخلیق پانی سے کی گئی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ پانی کے ابخرات بلند ہوئے تو اس سے آسمان بنے۔

(روح البیان اردو ص ۲۱۳ پ ۲۴)

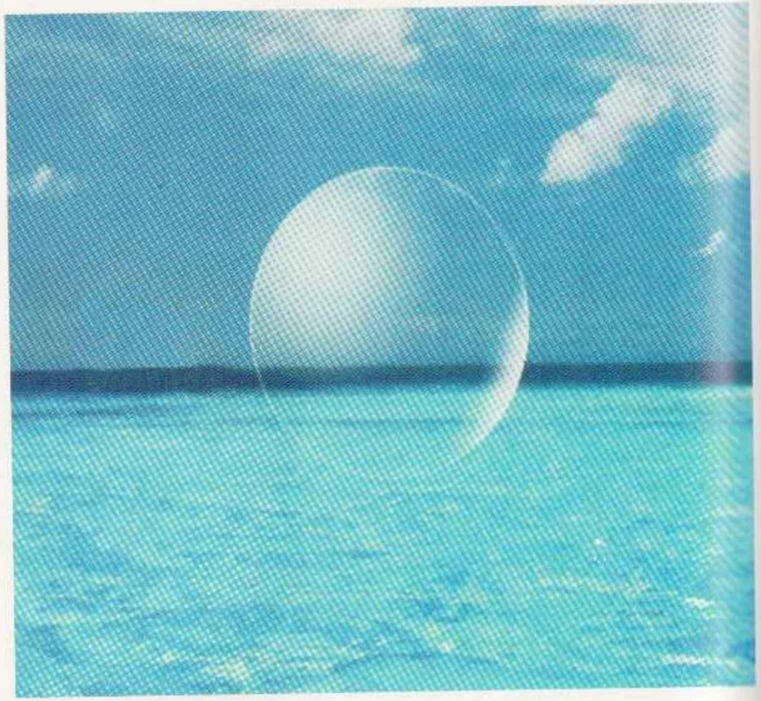

عطارد کی تخلیق

اور اس کے اوصاف

جب قمر نے ایک کروڑ اسی لاکھ بہتر ہزار (۱۸۰۷۲۰۰۰) کلو میٹر کا سفر طے کر لیا تب عرش کے وجود سے ایک سیارہ جس کو عطارد کہا جاتا ہے۔ اپنے ہمراہ اتنے ہی پانی کا بلبلا لے کر فضاؤں میں بلند ہونے لگا۔

یہ دریا اپنے وجود میں سونے کے جواہرات رکھتا ہے ۔دوسرے آسمان پر عطارد پر تو روح یحیٰ ہے۔ اس سیارہ سے قوت باصرہ نازل ہوتی ہے۔ بہ نسبت خواتین کے مردوں کو قوت باصرہ زیادہ حاصل ہوتی ہے۔اس لئے مردوں کی بصارت میں سونے کے ذرات زیادہ مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ یہ سونے کے ذرات دوسرے آسمان سے نازل ہونے والی قوت باصرہ کو کھینچ کر انسانوں کے سروں میں ایک گوشت کے لوتھڑے میں جمع کر دیتی ہے۔اس طرح انسان کی بصیرت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

خواتین میں چونکہ بصیرت کی کمی ہوتی ہے۔اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کیلئے سونا جائز اور مردوں کیلئے ناجائز

قرار دیا۔

قوت باصرہ کی کمی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے کسی عورت کو نبوت جیسے مرتبہ سے سرفراز نہیں فرمایا۔ خواتین کو قوت باصرہ حاصل کرنے کیلئے سونے کے زیورات پہننے کی اجازت عطا فرمائی تاکہ امور خانہ داری کی تکمیل میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

مشتری کی تخلیق
اوراس کے اوصاف

تیسرے آسمان پر مشتری پرتو روح یوسف ہے اور پیدائش کے اعتبار سے یہ تیسرا سیارہ ہے۔ یہ سیارہ بھی عطارد کے بعد اپنے ساتھ ایک کروڑ اسی لاکھ بہتر ہزار کلومیٹر (۱۸۰۷۲۰۰۰) کے برابر پانی کا بلبلا خلاء لیکر فضاؤں میں بلند ہونے لگا۔ یہ سیارہ حسن و جمال کا پیکر ہے اور اپنے پانی کے دریا میں چاندی کے جوہر رکھتا ہے اور اپنے مخصوص انداز میں سفر کرتے ہوئے چاندی کے جواہرات سطح زمین اور سطح آب پر بکھیرتا رہتا ہے۔ انسانوں اور دیگر مخلوقات میں حسن و جمال پیدا کرنے میں یکتا ہے۔

چاندی کے جوہر میں بے شمار کشش پائی جاتی ہے جیسا کہ لکھا ہے سیارہ مشتری پرتو روح یوسف ہے۔ اللہ تعالٰی نے زمین پر جو پیغمبروں کی جماعت بھیجی ان میں حضرت یوسف علیہ السلام حسن و جمال کے پیکر تھے اور ان میں چاندی کی طرح کشش پائی جاتی تھی ایسی کہ زلیخا کے کہنے پر خواتین مصر نے آپ کا چہرہ دیکھا تو لیموں کی جگہ اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں۔ اس سیارہ سے قوت سامعہ کا نزول بھی ہوتا ہے۔ زمین اور پانی میں تمام مخلوقات

کو سماعت کے جوہر اسی سے ملتے ہیں۔ اسی طرح صفت سماعت لے کر مشتری اپنے مدار میں پہنچ کر گردش کر رہا ہے۔

شمس کی تخلیق
اوراس کے اوصاف

سورج بھی عرش کے نور سے پیدا کیا گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سورج زمین سے ایک سو چھیاسٹھ گنا بڑا ہے۔

(ص ۱۹۳ جلد ۶ پ ۱۱۔)

زمین پانی میں اور پانی کے باہر بائیس ہزار آٹھ سو بیس مربع میل ہے۔ اس طرح سورج کا رقبہ جو کہ ایک سو چھیاسٹھ گنا بڑا ہے۔ اس طرح سورج کا رقبہ سینتیس لاکھ اٹھاسی ہزار ایک سو بیس کلومیٹر اور سورج زمین سے سات کروڑ بائیس لاکھ اٹھاسی ہزار کلومیٹر دور ہے۔

پیدائش کے اعتبار سے سورج چوتھا سیارہ ہے۔ سورج پرتو روح

ادریس علیہ السلام ہے۔ یہ سورج بھی پانی کے دریا میں سفر کر رہا ہے۔ یہ سورج جہاں عرش سے جوہر حاصل کرتا ہے وہیں اپنے دریا سے تابنے کے جوہر حاصل کر کے سطح آب و سطح زمین پر بکھیرتا ہے۔ سورج کی کرن تابنے کے جوہر لے کر صرف آٹھ منٹ کے اندر زمین پر پہنچا دیتی ہے سورج سے نازل ہونے والے جواہرات انسانوں اور دیگر مخلوقات کیلئے زندگی کے اسباب مہیا کرتے ہیں۔ انسان کے جسم میں داہنی آنکھ مثل سورج کے ہے اور بائیں آنکھ مثل چاند کے ہے۔ آنکھوں کی پتلیوں میں سونے اور چاندی کے جوہر پائے جاتے ہیں۔ تابنے میں یہ خصوصیت ہے کہ فضاؤں میں پھیلے ہوئے جواہرات کو کھینچ کر ویڈیو کیمرہ کی طرح عقل میں منعکس کرتا رہتا ہے۔ سورج اور زمین کے درمیان ایک دریا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے اس دریا کے متعلق دریافت کیا کہ یہ دریا کیسا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر سورج کے درمیان یہ دریا حائل نہ ہو تو سورج کی گرمی سے زمین راکھ ہو جائے۔ اس دریا کو دریائے مکفوف کہتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

سورج کے بے شمار فضائل ہیں۔ یہ بھی اپنے اوپر نکلے ہوئے ستارہ مشتری سے ایک کروڑ اسی لاکھ بہتر ہزار کلومیٹر (۱۸۰۷۲۰۰۰) کے برابر عرش سے نکل کر فضاؤں میں بلند ہوا اور اپنے ساتھ پانچ سو برس کی راہ کی مسافت کے برابر پانی کا بلبلا اور خلا لے کر اپنے مدار پر گردش کر رہا ہے۔ (فوٹو نمبر ۱۶)

مریخ کی تخلیق

اور اس کے اوصاف

مریخ چاند سورج اور دیگر ستاروں کی طرح اپنے ساتھ نوے لاکھ چھتیس ہزار کلومیٹر موٹائی کے برابر پانی کی پرت اور اتنا ہی بڑا خلاء لے کر بلند ہوا۔

یہ پیدائش کے اعتبار سے پانچواں سیارہ ہے۔ مریخ پرتو روح ہارون علیہ السلام اور پانچویں آسمان کا قلب ہے۔ اس کے پانی کے دریا میں کثیر مقدار میں لوہے کے جوہر پائے جاتے ہیں۔ یہ سیارہ اپنے دریا سے جوہر لے کر سطح آب اور سطح زمین پر بکھیرتا رہتا ہے۔ سورج اور چاند کے بعد سب سے زیادہ روشن ستارہ یہی ہے اس کا سبب یہ ہے کہ اس سیارہ سے لوہے کے جوہر کثرت سے زمین پر نازل ہوتے ہیں اور دنیا میں سب سے زیادہ جو چیز استعمال ہوتی ہے وہ لوہا ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے،، وانزلنا الحدید فیه باس شدید ومنافع للناس ،، اور ہم نے

لوہا نازل کیا اس میں سخت آنچ اور لوگوں کیلیئے فائدہ ہے۔

اس دور جدید میں لوہے سے لوہا رگڑ کر بجلی تیار کی جاتی ہے۔ جس کی ایک شکل کو جنریٹر کہا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ ضروریات زندگی کے بے شمار کام انجام تک پہنچ رہے ہیں۔ خصوصا انسانوں نے رات کی تاریکیوں میں دن کے اجالے پیدا کر دیئے ہیں۔ اس سیارہ سے قوت لامسہ کا بھی نزول ہوتا ہے۔

زہرہ کی تخلیق اور اس کے اوصاف

زہرہ سیارہ عرش کے نیچے سے نوے لاکھ چھتیس ہزار (۹۰۳۶۰۰۰) کلو میٹر کی پرت کا بلبلا لے کر عالم بسیط کی طرف اپنے مدار پر گردش کرنے لگا۔ زہرہ پرتو روح موسیٰ علیہ السلام ہے اس سے قوت ذائقہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ چھٹے آسمان کا قلب ہے اور اپنے دریا سے طرح طرح کے ذائقے حاصل

کر کے تمام نباتات پر نازل کرتا ہے۔ جس کے ذریعہ پھولوں سے شہد اور پھلوں سے ذائقے حاصل ہوتے ہیں جبھی بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ذائقہ دار کھانوں کا تقاضا کیا واذقلتم یاموسیٰ لن نصبر علی طعام واحدفادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلھا وقثائھا وفومھا وعدسھا وبصلھا۔ الآیۃ ،، اور جب تم لوگوں نے موسیٰ سے کہا کہ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر صبر نہیں کریں گے۔ آپ ہمارے لئے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کرے جو زمین میں اُگا کرتی ہیں جیسے ساگ، ککڑی، گیہوں، مسور اور پیاز۔ تب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،، وظللنا علیکم الغمام وانزلنا علیکم المن والسلویٰ ،، اور ہم نے تمہارے لئے بادلوں کا سایہ کیا اور ہم نے تم پر من سلویٰ نازل کیا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نبی اسرائیل کا اچھے لذیذ اور ذائقہ دار کھانوں کا سوال کرنا اس لئے ہے کہ روح موسیٰ کا پرتو زہرہ پر ہے اس سے قوت ذائقہ کا نزول ہوتا ہے۔ پچھلے اوراق میں تحریر کر چکا ہوں کہ عطارد، مشتری، زہرہ اور زحل اپنے اپنے پہاڑوں، طور زیتا، طور سینا، جودی، لبنان اور حرا کے محاذ پر پہنچ کر خدا کے قائم کردہ اندازے کے مطابق تمام جواہرات پہاڑوں پر نازل کر دیتے ہیں کیونکہ پہاڑوں میں قوت جاذبہ ہے اس لئے یہ پہاڑ تمام جواہرات کو کھینچ کر پانی کی سطح تک پہنچا دیتے ہیں جو جواہرات پانی کے ذریعہ پورے روئے زمین میں پھیل جاتے ہیں۔

اور زمین پر اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے نباتات پیدا فرمائے

ہیں ان کی جڑیں زمین کے اندر سے جواہرات کو کھینچ کر پہلے پھول اور پھر پھل کی شکل میں ظاہر کرتے ہیں اور دنیا کے ان تمام پھلوں میں طرح طرح کی لذتیں اور ذائقے ہوتے ہیں اور ان پھلوں اور پھولوں میں الگ الگ مقویات، قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت لامسہ، قوت ذائقہ وقوت مدرکہ جیسے جواہرات پیدا ہوتے ہیں اور انسانوں کے دیکھنے سننے چکھنے چھونے کی قوت اور علم میں اضافہ کرتے ہیں۔ یہی سلسلہ قائم ہے اور قیامت تک قائم رہے گا۔

زحل کی تخلیق

اور اس کے اوصاف

زحل ستارہ بھی عرش کے نیچے سے پانی کا بلبلا جو نوے لاکھ چھتیس ہزار (۹۰۳۶۰۰۰) کلومیٹر کا تھا اور اسی حجم کا خلا لے کر اپنے مدار کی طرف پرواز کرنے لگا اور یہ بھی اپنے مدار پر پہنچ کر گردش کرنے لگا۔ یہ سیارہ زحل مظہر روح ابراہیم ہے۔ اس سیارہ سے قوت مدرکہ کا نزول ہوتا ہے۔ یہ

سیارہ ساتویں آسمان کا دل ہے۔ معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کو ساتویں آسمان پر بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔ طوفانِ نوح سے پہلے بیت المعمور خانہ کعبہ کی جگہ پر تھا جیسا کہ تفسیر روح البیان ص ۵۹ پر لکھا ہے کہ بیت المعمور ایک گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یاقوت سے بنایا ہے اور بیت اللہ (کعبہ) کی جگہ پر اتارا۔ اس کے اردگرد آدم علیہ السلام اور آپکی اولاد طوفانِ نوح تک طواف کرتی رہی پھر اسے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا۔ جس کا طول آسمان وزمین کی درمیانی مسافت کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،، ولقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتب والحکمۃ واٰتینٰھم ملکاعظیما،، (ترجمہ) تحقیق کہ ہم نے ابراہیم اور ان کی آل کو کتاب وحکمت عطا کی اور ہم نے ان کو بڑا ملک عطا کیا۔

زحل سے قوت مدرکہ کا نزول ہوتا ہے۔ زحل پرتو روحِ ابراہیم علیہ السلام ہے۔ زمین پر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کی اولاد حضرت اسحٰق علیہ السلام کو بیت المقدس جیسا ملک عظیم عطا فرمایا۔ اس بیت المقدس کا تعلق چوتھے آسمان پر موجود قطب ستارہ سے ہے۔ جس پر تمام آسمانوں کا دارومدار ہے۔ یہ ملک عظیم عالم امر کہلاتا ہے اور دوسرے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک ملک عظیم عطا کیا یعنی ان کو خانہ کعبہ کا متولی بنا کر عالم خلق جیسا عظیم ملک عطا کیا اور روحِ ابراہیم سے قوت مدرکہ کا نزول ہوتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحٰق علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جیسے عظیم المرتبت پیغمبروں کو علم وحکمت عطا فرمائی ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں صاحبزادے جن کی نسل میں پیغمبروں کی ایک ایسی جماعت پیدا ہونے والی تھی جو اپنی مثال آپ ہیں۔ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیغمبر تو نہیں ہوں گے اس لئے کہ نبوت کا سلسلہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اولیاء اللہ کی ایسی جماعت پیدا ہو گی جیسے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل میں پیدا ہونے والے پیغمبر۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علماء امتی کأنبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علما بنی اسرائیل کے پیغمبروں جیسے ہونگے۔ یہی ہستیاں العلماء ورثة الانبیاء کی مصداق ہوں گی اور عالم امر اور عالم خلق کا نظام سنبھالنے کیلئے وتخلقوا باخلاق الله واتصفوا بصفات الله کے مطابق اللہ کے اخلاق وصفات کی آئینہ دار ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی اس جماعت میں دو جماعتیں ہیں۔ ایک وہ جو اللہ کے احکامات کے مطابق باطنی نظام کو سنبھالتے ہیں اسے انتظامیہ کہتے ہیں اور دوسری جماعت کو عدلیہ کہتے ہیں۔ جماعت عدلیہ عالم امر پر متصرف ہوتی ہے اور انتظامیہ کو عالم خلق پر اختیارات عطا کئے جاتے ہیں۔ یہ انعامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر درود کون سا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ درود جو تم نمازوں میں پڑھتے ہو یعنی درود ابراہیمی۔ جب درود ابراہیمی پر غور کیا جائے تو صاف طور سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر جو رحمتیں اور برکتیں نازل کی گئی ہیں وہی ملک عظیم سے نازل ہونے والی رحمتیں اور برکتیں ہیں۔ درود ابراہیمی کا یہ ترجمہ ہے،،

”اے اللہ رحمت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر۔ دوسرے

درود میں یہ دعا کی جا رہی ہے کہ اے اللہ تو برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر“۔ درود کے جز و اول میں رحمت نازل ہونے کا ذکر ہے اور جز و دوئم میں برکت کا ذکر ہے۔

جزو اول : یعنی اے اللہ تو رحمت فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے رحمت فرمائی ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر کہ تو نے ان کو ملک عظیم یعنی کعبہ معظّمہ کا متولی بھی بنایا اور ان کی نسل پاک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وما ارسلنک الا رحمة للعٰلمین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت میں علم رحمٰن سے علم عطا کیا گیا جو آپ کی نسل میں بذریعہ خون قیامت تک منتقل ہوتا رہے گا۔ اس کی دلیل میں یہ حدیث پاک کافی ہے کہ میری آل صغر سنی میں بھی عالم تر ہے۔ (روح البیان)

جزو دوئم میں ہے کہ اے اللہ تو برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام پر کہ ان کو تو نے بیت المقدس جو ملک عظیم ہے اور جس کیلئے تو نے فرمایا بارکنا حوله اس کا متولی بنایا اور ایسی برکت نازل فرمائی کہ تو نے ان کی نسل پاک میں ستر ہزار پیغمبر پیدا فرمائے۔ ان میں جو برکتیں ہوئیں ان کا اجراء قیامت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ان حضرات کے ذریعہ ہوتا رہیگا جو علما امتی کانبیا بنی اسرائیل اور العلماء ورثة الانبیاء کے مصداق ہیں۔

سیارگان فلکی
مظہر صفات باری تعالیٰ ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں مبعوث ہونے سے قبل زمین پر ستارہ پرستی کا عام رواج تھا۔لوگ چاند، سورج اور ستاروں کی الگ الگ پرستش کیا کرتے تھے۔سیاروں کو خدا مانتے تھے۔انھیں کو روزی اور موت و حیات بخشنے والا سمجھتے تھے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور آپ نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ نے ان تمام خداؤں کی نفی کی اور خدائے واحد کی عبادت کا درس دیا۔خدا کی پیدا کردہ ہر شے کو مخلوق بتایا۔

انسان کو اور جنات کو عبادت الٰہی کا مقام دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا،،وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ،،(ترجمہ) نہیں پیدا کیا ہم نے انسانوں اور جناتوں کو مگر اپنی عبادت کیلئے۔

تمام آسمانوں پر گردش کرنے والے یہ سیارے خدا تو نہیں لیکن مظہر صفات خدا ضرور ہیں جن سے آج پوری روئے زمین پر طرح طرح

کے جواہرات کا نزول ہو رہا ہے اور تمام جواہرات انسان اور دیگر تمام مخلوقات کیلئے ضروریات زندگی کے سامان مہیا کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ہر سیارہ کو الگ الگ کسی نہ کسی کام پر معمور کیا ہے۔ان سے نازل ہونے والی روشنی، گردش دوراں، لیل ونہار کا سلسلہ، بارش کا ہونا، موسمیات کی تبدیلیاں، بادلوں کا آنا جانا، ان کی گھن گرج، سبزے کا اُگنا، بہار وخزاں یہ سب تاروں کا کمال ہے اور ان میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔اس لئے کہ زمین مونث اور آسمان مذکر ہے ان دونوں کے درمیان بے شمار مخلوقات جنم لیتی ہیں اور فنا ہوتی ہیں۔بہر حال اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں اس کی تفصیل بیان نہ کرتے ہوئے ہم تمام انسانوں کو اپنے مقدس کلام میں ۷۵۶ جگہ غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے۔اس پر غور وفکر کرلیا جائے تو اس کے اسرار ورموز ہم پر کھلتے چلے جائیں گے۔قرآن اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے کہ تمام عالم کی کوئی شئے بھی ایسی نہیں ہے کہ جس کا تذکرہ اس میں موجود نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرما رہا ہے،،وما من غائبة فی السماء ولا فی الارض الا فی کتاب مبین ،،(ترجمہ) جو کچھ آسمان وزمین میں غیب ہے وہ سب کچھ قرآن مقدس میں موجود ہے۔اللہ تعالیٰ کے اس مقدس کلام میں شمس وقمر، عرش وکرسی، لوح وقلم، بیت المعمور، قطب ستارہ اور دیگر تمام ستاروں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔کون کون سے ستارے کیسے کیسے جواہرات نازل کرتے ہیں ان کا تذکرہ کتاب وسنت میں اجمال سے کیا گیا ہے۔بالتفصیل نہیں۔اس کی خاص وجہ یہ بھی ہے کہ عرب وعجم کے گمراہ لوگوں نے ان ستاروں کو ہی خدا مان لیا تھا۔اب جن کے دلوں میں ستاروں

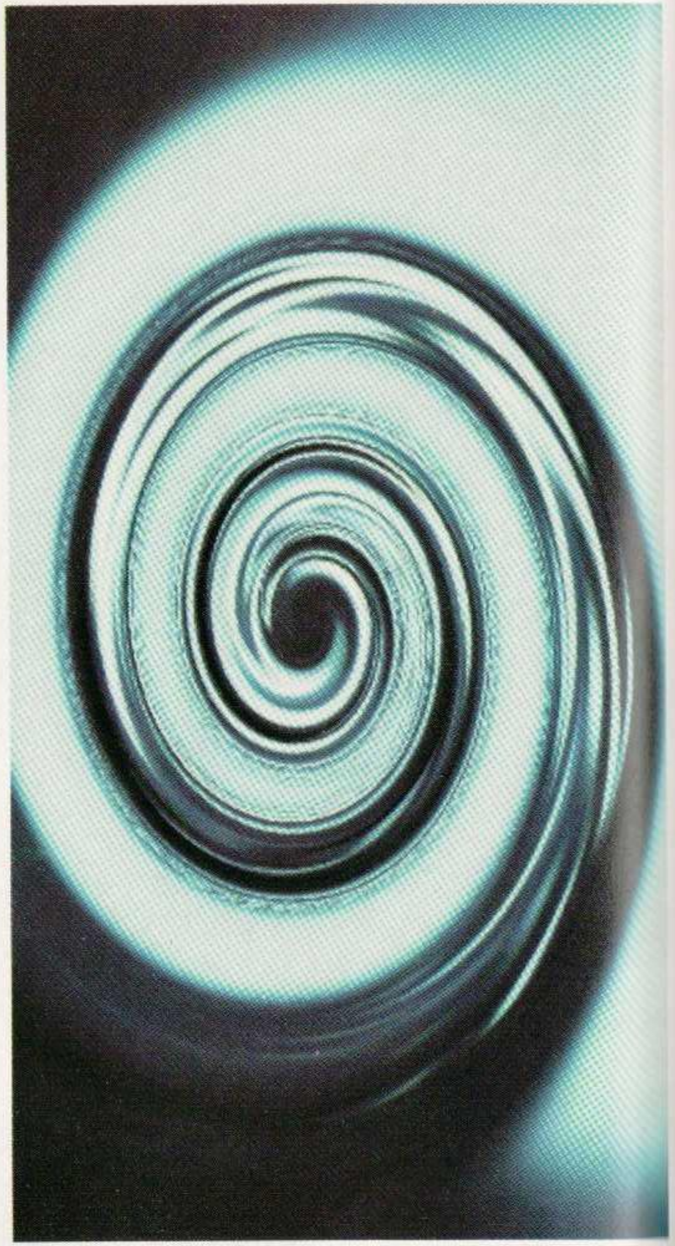

کا خدا ہونا گھر کر گیا ہو اس کو ان لوگوں کے دلوں سے نکالنا ایک اہم مسئلہ تھا ۔قرآن مقدس میں ستاروں کا جگہ جگہ تذکرہ کیا گیا ہے لیکن ان کے اوصاف کو پوشیدہ رکھا گیا۔ وقت کا تقاضہ بھی یہی تھا ورنہ خدا تو مانتے ہی تھے اگر ان کی فضیلت اور اسباب نزول کا تذکرہ کیا جاتا تو ان لوگوں کے لئے ان کے زعم میں خدا ہونے کی دلیل بھی فراہم ہو جاتی ۔اعلانِ نبوت کے بعد جن لوگوں کو اسلام و ایمان کی دولت ملی ان میں بہت سی خرابیاں بھی تھیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برائیوں کے دور کرنے کے لئے سختی سے کام نہیں لیا بلکہ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ لوگ برائیوں کے خوگر ہیں آہستہ آہستہ ان لوگوں کو راہ راست پر لاتے رہے۔ مثلاً شراب نوشی بدترین عمل ہے پھر بھی مکی زندگی میں اس پر پابندی نہیں لگائی گئی۔ لوگ شراب پی کر نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اللہ تعالیٰ نے نشہ کی حالت میں نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی لاتقربوا الصلٰوۃ وانتم سکاریٰ ،، (ترجمہ) نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ یعنی نماز پڑھنے سے پہلے شراب مت پیو لیکن جب مدینہ پہونچے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا،، یاایھاالذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔
(پ ۷۔ سورۂ مائدہ۔ آیت ۸۹۔ رکوع ۱)

زمین کی تخلیق ایک نظر میں

پچھلی تحریروں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ پیدائش کے اعتبار سے پہلا آسمان قمر کا ہے جس کی دوری زمین سے بارہ کروڑ پینسٹھ لاکھ چالیس ہزار کلومیٹر (۱۲۶۵۴۰۰۰۰) ہونی چاہئے اور مشتری کی دوری نو کروڑ تین لاکھ ساٹھ ہزار کلومیٹر ہے (۹۳۶۰۰۰۰)، شمس کی دوری زمین سے سات کروڑ بائیس لاکھ اٹھاسی ہزار کلومیٹر ([illegible]۲۸۸۰۰۰)، مریخ کی دوری زمین سے پانچ کروڑ بیاسی لاکھ سوا ہزار کلومیٹر اور زہرہ کی دوری زمین سے تین کروڑ اکسٹھ لاکھ چوالیس ہزار کلومیٹر (۳،۶۱،۴۴،۰۰۰) اور زحل سیارہ کی زمین سے دوری ایک کروڑ اسی لاکھ بہتر ہزار کلومیٹر (۱،۸۰،۷۲۰۰۰) ہونی چاہئے لیکن عرف عام کے اعتبار سے قرب وبعد کا یہ اندازہ منعکس ہو جائے گا۔ ان تمام سیاروں کے اوپر بیت المعمور اور سدرۃ المنتہیٰ ہیں۔ جب تمام سیارے عرش کے وجود سے [illegible]ا ہوکر اپنے مدار پر گردش کرنے لگے تب تمام سطح آب پر مذکورہ بالا سیارگان فلکی نے طرح طرح کے جواہرات کا نزول شروع کر دیا جس میں (۱) آتشی (۲) بادی (۳) آبی (۴) خاکی جواہرات تھے۔ جب کافی مقدار میں جواہرات جمع ہو گئے تب ان سیارگان فلکی کے ساتھ ساتھ سطح آب پر بکھرے جواہرات بھی گردش کرنے لگے۔ جواہرات کی گردش سے پانی میں بھنور پیدا ہو گئی۔

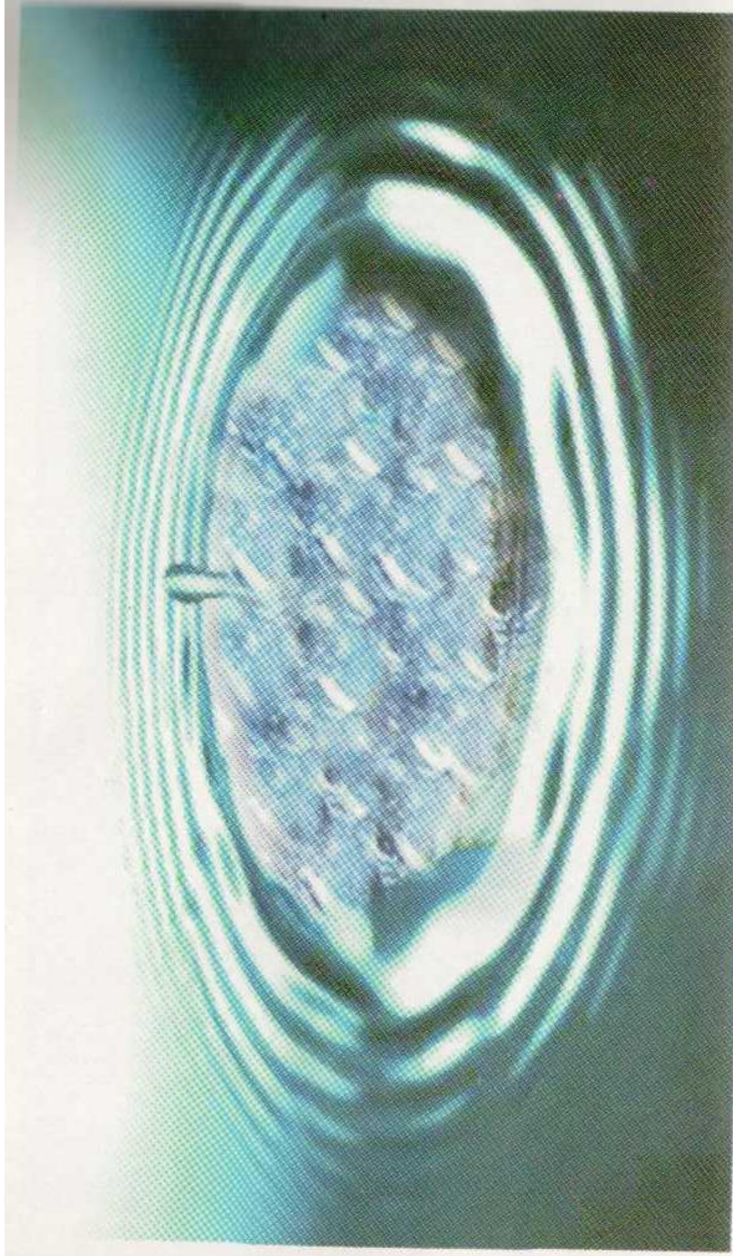

جس نے پیالہ کی شکل اختیار کر لی یعنی پانی دیواروں کے مانند چاروں طرف گھومنے لگا اور پانی سے جواہرات سمٹ سمٹ کر اس جگہ پر جمع ہونے لگے جہاں پہلے عرش تھا۔ اب کعبہ معظّمہ ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک ہوا چلی تو پانی میں ایک قبہ نظر آیا۔ یہ قبہ وہی ستون ہے جو کعبہ کی جگہ پر پانی میں شدید حرکت کی وجہ سے پیدا ہوا۔

(حدیث روح البیان صفحہ ۶۳، اردو جلد نمبر ۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانی میں جو کچھ گادھ تھی اس سے زمین کو پیدا کیا۔ (روح البیان اردو)

جواہرات کے ستون سے چمٹا ہوا پھینا جو پانی ٹھہرنے کے بعد ایک چٹان جیسا نظر آ رہا تھا۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کف آب سے پھر پوچھا کہ کف آب کس چیز سے پیدا ہوا۔ فرمایا، پانی کی موج سے۔ پھر سوال کیا، موج کس چیز سے نکلی، فرمایا، پانی سے۔ (خلاصۃ الانبیاء قصص الانبیاء صفحہ ۵)

اس کو سورج نے گرمی اور ہواؤں نے جھونکے دیکر سکھا دیا۔ جو اس طرح کی مٹی بن کر پھیلنے لگی۔

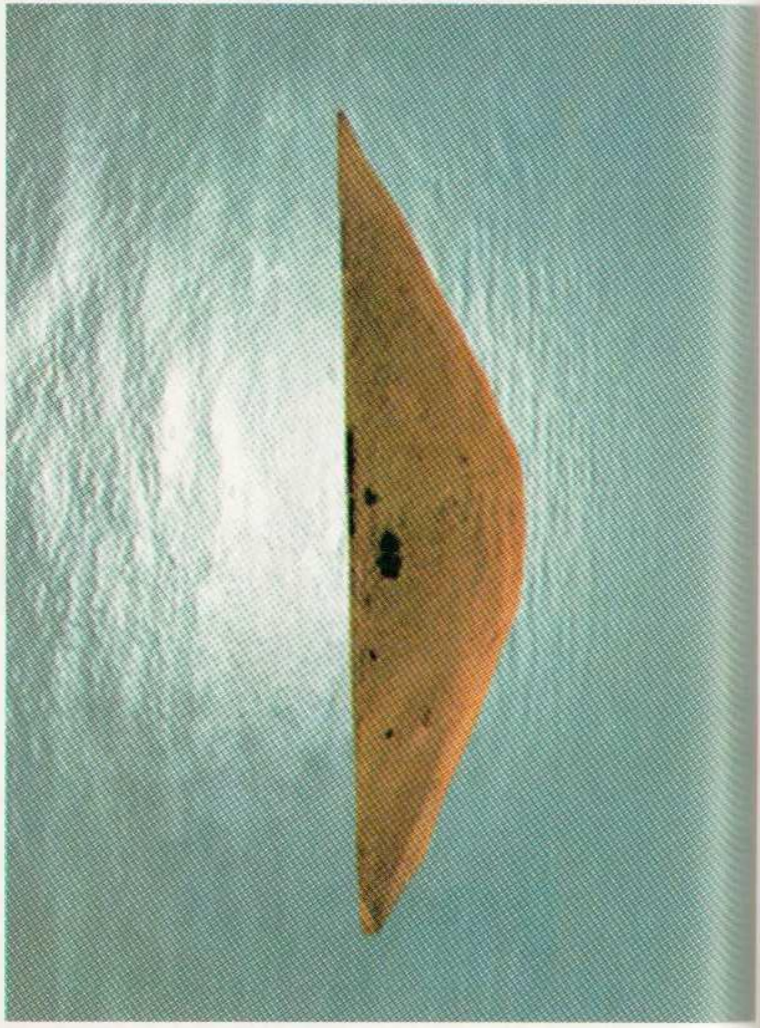

یہ مختصر سی مٹی وہ ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک پیدا ہونے والے تمام آدمیوں کا خمیر اور جوہر لطیف تھا بلکہ جس قدر ذی روح حیوانات وغیر ذی روح اشیاء پیدا ہوئی ہیں یا ہونگی ان کے جوہر بھی شامل ہیں۔

زمین خدا تعالیٰ کے قائم کردہ اندازہ کے مطابق بڑھتی رہی اس مختصر سی مٹی میں عالم امر سے نازل ہونے والے جواہرات تھے جو چار قسم کے ہیں۔آتشی، بادی، آبی، خاکی۔ یہ مخلوقات کی جان ہیں جن کو اہل حکمت نے صفرا، سودا، بلغم، خون بھی لکھا ہے۔ الغرض عالم خلق پر پیدا ہونے والے آدم علیہ السلام سے لیکر قیامت تک تمام انسانوں کا خمیر بشریت اور جوہر لطیف اسی میں ہے جس کو جہاں دفن ہونا تھا زمین اس کے جوہر کو وہیں چھوڑتی چلی گئی۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی خمیر بشریت زمین کے ذریعہ ہی اس جگہ پر جا کر ٹھہر گیا جہاں اب گنبد خضری ہے اور زمین اپنے حساب سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

آسمان اول ہے یا زمین

قرآن عظیم کی بعض آیات سے پانی پر زمین کا بچھانا ثابت ہوتا ہے۔ قرآن عظیم کی بعض آیات ایسی ہیں کہ جن سے آسمانوں کی پیدائش سے پہلے زمین کا بچھانا ثابت ہوتا ہے۔ ویسے تو حضرت عبداللہ بن عباس کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین اور آسمان باہم ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے سے جدا کیا جیسا کہ آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا،،**ان السموٰات والارض کانت رتقا ففتقنھم** (ترجمہ) آسمان اور زمین منہ بند ملے جلے تھے پھر ہم نے انہیں کھول کر جدا کیا۔ یہ زمین اور آسمان اور ان کا درمیانی حصہ اور جو کچھ اس میں ہے محض ایک نقطہ ہی تھا۔

حدیث پاک میں ہے،،سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نورانی جوہر پیدا کیا یعنی **اول ماخلق اللہ الجوھر** ۔ یہ جواہرات کا خزانہ ایک نقطہ تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے عالم کی تخلیق فرمانا چاہی تو کن فرما کر اس نقطہ کو عالم بسیط میں بکھیر دیا۔

اس نقطہ میں آسمانوں اور زمینوں کے لطیف جوہر تھے بعد میں موجودہ شکل میں لائے گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **اول ما**

خلق اللہ الماء یعنی اللہ نے سب سے پہلے پانی کو پیدا کیا۔ دوسری حدیث پاک میں ہے کہ پانی کے بلبلوں سے آسمانوں کو پیدا کیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نازعات میں ارشاد فرمایا ہے **ءانتم اشد خلقا ام السماء بنھا رفع سمکھا فسوا ھا واغطش لیلھا واخرج منھا والارض بعد ذلک دحھا**۔ (ترجمہ) کیا تمہارا پیدا کرنا سخت ہے یا آسمان کا اللہ نے اسے بنایا اس کی بلندی اونچی کی پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر دیا۔ اس کی رات کو تاریک اور اس کے دن کو روشن بنایا اور اس کے بعد زمین کو ہموار کیا۔

اس آیت مقدس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے آسمان اور تمام سیارگان فلکی کی تخلیق فرمائی گئی۔ یہ سب کچھ صرف کن کہنے پر ہو گیا جس کو عالم امر کہا جاتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے عالم خلق کی تخلیق کا ارادہ کیا **ان اللہ خلق السموٰت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش**،،اللہ تعالیٰ نے چھ دن میں سب زمین و آسمان کو پیدا کیا اور عرش پر مستوی ہوا۔ اس پر مفسرین کی الگ الگ تحریریں ہیں۔ بہر حال عالم خلق میں جو شئے سب سے پہلے وجود میں آئی وہ زمین ہے۔ یعنی پہلے آسمانوں کو بلند کر دیا گیا پھر زمین کو بچھایا گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے جب سوال ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ زمین پیدا تو آسمانوں سے پہلے کی گئی ہے لیکن پھیلائی گئی ہے بعد میں یہی جواب اگلے پچھلے علماء کا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ اردو۔ سورۂ بقر۔ صفحہ نمبر ۹۵)

عالم امر

امر سے روح مفہوم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،، قل الروح من امر ربی ،، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ فرما دیں کہ روح اللہ کا حکم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے تمام ارواح کی تخلیق فرمائی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق سے چار ہزار سال پہلے تمام ارواح کی تخلیق فرمائی یہ عالم امر ہے۔

یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں تھا وہ کن کہہ کر پیدا فرمادیا۔

اس میں وہ تمام ارواح ہیں جو قیامت تک خلق پر ظاہر ہوتی رہیں گی جیسے انسان کا جسم خلق ہے اور اس میں موجود قوت سامعہ، قوت باصرہ، قوت لامسہ، قوت ذائقہ اور قوت مدرکہ، یہ امر ربی ہیں جو آسمانوں سے زمین پر نازل ہو کر انسانی ڈھانچہ میں ڈھل کر اس روح کی خبر دیتے ہیں جو زمین و آسمان کی پیدائش سے دو یا چار ہزار سال پہلے پیدا کی گئی ہے۔ اس کو امر کہا جاتا ہے اور اب ہم خلق کی ابتدا اور تمام جمادات نباتات حیوانات کا تذکرہ اور انسان کی کس طرح تخلیق ہوئی عالم خلق کے باب میں تحریر کریں گے۔

عالم خلق کی تخلیق

زمین اس جگہ سے بڑھنے لگی جہاں کبھی عرش عظیم اور اب کعبہ معظّمہ ہے۔ اس کعبہ معظّمہ کی جگہ بیت المعمور تھا۔ طوفان نوح کے بعد ساتویں آسمان پر اٹھا لیا گیا اور اس سے جواہرات نازل ہو رہے تھے اسی وجہ سے زمین بڑھ رہی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زمین اور آسمان کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پانی پر ایک تیز ہوا بھیجی اس کے تیز جھونکوں سے کعبہ معظّمہ کے مقام سے ایک پتھر نمودار ہوا جو قبہ کی طرح تھا۔ اسی جگہ سے اللہ تعالیٰ نے طول و عرض زمین کو بچھا دیا۔

(روح البیان۔اردو۔جلد ۷۔صفحہ ۱۶۴-۱۶۳)

پانی میں اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے جواہرات نازل فرمائے ان کو ہوائیں جب سطح آب سے اٹھاتی تھیں تو پانی میں بھونچال آجاتا تھا اسی لئے پانی کو کبھی قرار نہیں ملتا تھا اور اس کی سرشت میں بے قراری رکھ دی گئی۔

زمین پیدا ہونے کے بعد ابتدا میں ایک چھوٹے سے ٹکڑے کی شکل میں تھی۔

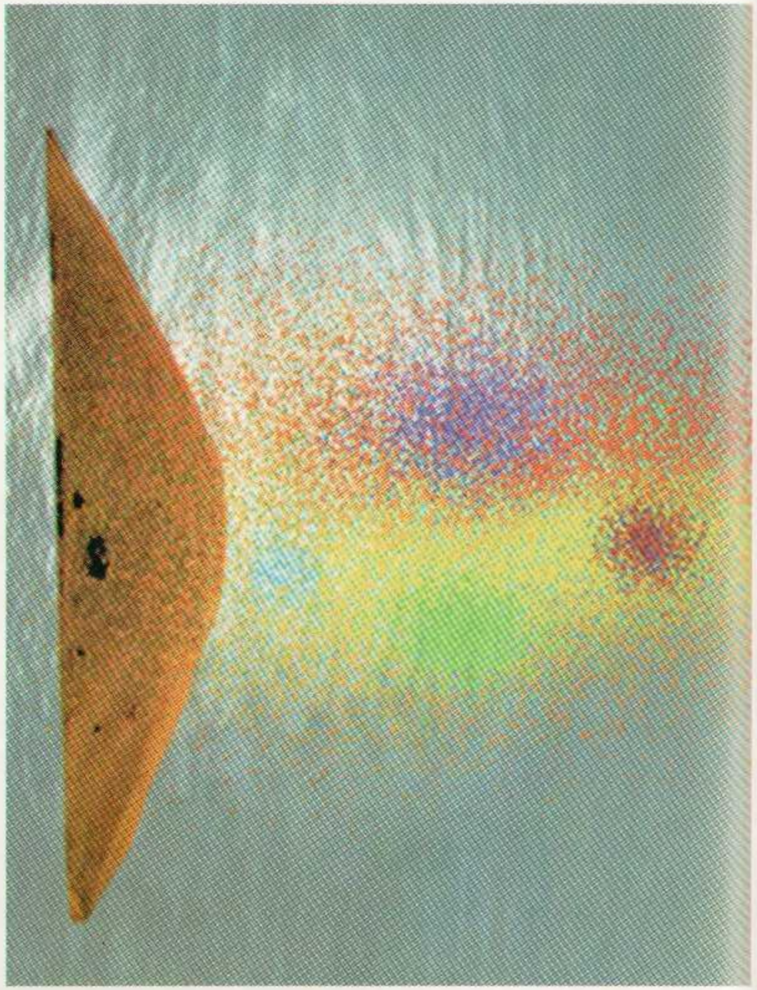

پانی زمین کو ہچکولے دیتا تھا اور زمین کو وسیع بھی کرتا تھا۔تب اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسے جوہر نازل فرمائے جس نے مٹی میں ہی پہلے ریت پھر کنکر اور پھران میں ایسے پتھر پیدا فرمائے جو بعد میں زمین کے اوپر اور نیچے پہاڑوں کی صورت اختیار کر گئے۔یہ انہیں جواہرات کا کمال ہے۔

حضرت ابن عباس نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں سب سے پہلے ظاہر ہونے والا پہاڑ جبل ابوقبیس ہے۔

قیاس بھی یہی کہتا ہے کہ جب زمین نے ہچکولے کھائے تو پہاڑ بھی زمین کے وسط میں پیدا ہونا چاہیے جس کے وزن سے زمین ٹھہر جائے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،،**الم نجعل الارض مهادا والجبال اوتادا** ۔کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخیں۔

(روح البیان۔اردو۔جلد ۱۵،سورۂ نبا نمبر ۷)

اوتادا سے اس کے لنگر مراد ہیں تا کہ زمین ساکن رہے اور اپنے مقیمین کو کہیں نہ لے جائے۔جس طرح گھر کو میخوں سے مضبوط کیا جاتا ہے۔زمین بڑھتی رہی اور اس کے نیچے جواہرات کے بہاؤ سے پہاڑ بنتے رہے اسی طرح زمین اور پہاڑ بڑھنے لگے۔

پہاڑوں کی پیدائش میں حکمت

زہرہ ستارہ کے ضمن میں تحریر کر چکا ہوں کہ جب عطارد، مشتری، مریخ، زہرہ اور زحل اپنے اپنے پہاڑوں یعنی طور سینا، جودی لبنان، طور زیتا، حرا کے محاذ پر پہنچ کر خدا کے قائم کردہ نظام کے مطابق تمام جواہرات ان پہاڑوں پر نازل کر دیتے ہیں۔ پہاڑوں میں قوت جاذبہ ہے جیسے سفید شیشہ کو سورج کی روشنی کی کرن کالا کر دیتی ہے یہ پہاڑ تمام جواہرات کو کھینچ کر پانی کی سطح تک پہنچا دیتے ہیں۔ یہ تمام جواہرات پانی کے ذریعہ تمام روئے زمین پر پہنچ جاتے ہیں۔ ان جواہرات کے پہنچانے کے ذرائع یہی پہاڑ ہیں کہ جن کے نیچے پانی میں جواہرات کی نہریں جاری ہیں۔ جب یہ جواہرات مٹی میں آسمانوں سے نازل ہونے والے اپنے ہم جنس جواہرات کو پا لیتے ہیں تو دونوں مل کر مٹی میں ایک شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ جس سے سونا، چاندی، تانبہ، پیتل، لوہا اور اس قسم کی تمام اشیاء عالم وجود میں آ جاتی ہیں۔ دراصل ان تمام اشیاء کی اصل مٹی ہے لیکن جوہر کی بنیاد پر اس کو سونا، چاندی، تانبہ، پیتل، لوہا، ابرک، گندھک، کوئلا جیسے ناموں سے موسوم کرتے ہیں بے شمار معدنیات ہیں جو آج دنیا میں انسان کی ضروریات

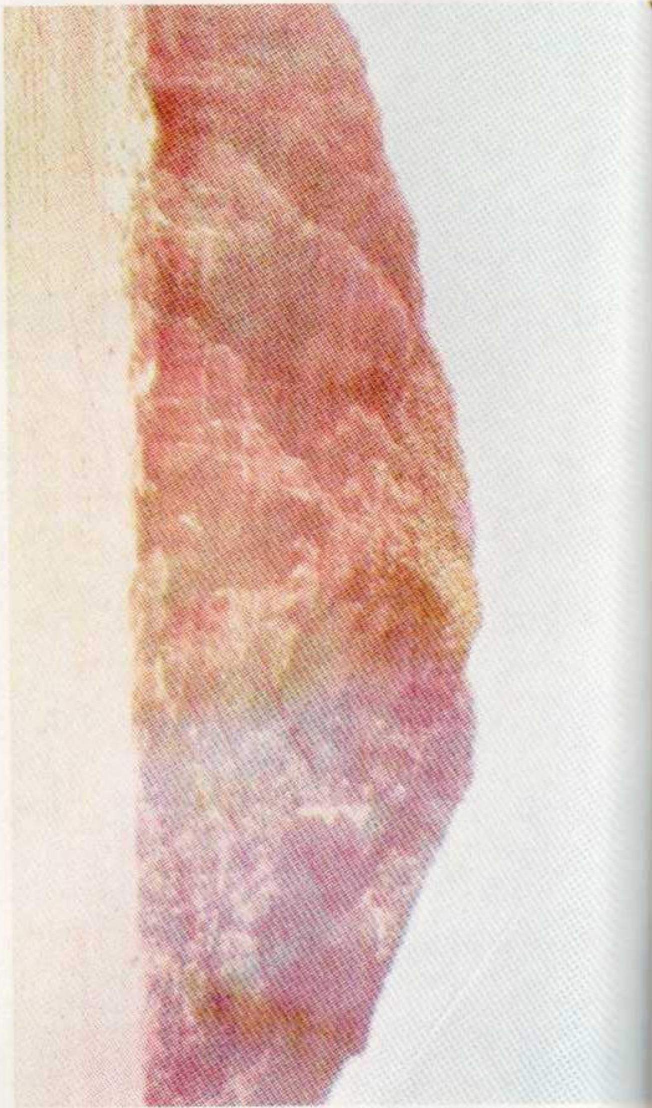

پوری کررہی ہیں اور انسانوں کی ترقی کا یہ عالم ہے کہ اس زمین سے ایسے جوہر تلاش کرلئے ہیں جن کے ذریعہ پوری دنیا مختصر عرصہ میں تباہ وبرباد ہوسکتی ہے۔الغرض مفکرین ومحققین کا قول ہے کہ پوری روئے زمین پر بڑے بڑے چھ ہزار چھ سو تہتر پہاڑ ہیں۔(۶۶۷۳) ان سب کے نیچے اللہ تعالٰی کے خزانے پوشیدہ ہیں ۔روح البیان اردو ص ۳۲۲ ج ۱۲ پ ۲۳ میں پہاڑوں کی تاثیر لکھی ہے۔بعض ایسے پہاڑ ہیں جن میں ٹھنڈک ہے ان میں اللہ تعالٰی نے برف اور پانی کے خزانے جمع کررکھے ہیں۔جس علاقہ کو سیراب کرنا ہوتا ہے وہاں سے بحکم الٰہی پانی بھیجا جاتا ہے۔ پانی میں ایسے جوہر پائے جاتے ہیں۔جن سے جاندار مخلوقات کی تخلیق کی جاتی ہے،،وجعلنا من الماء کل شئی حیا ،،میں نے ہر جاندار شئے کو پانی سے پیدا کیا۔بعض ایسی وادیاں ہیں جن میں بندگان خدا کیلئے نفع کے سامان واسباب رکھے گئے ہیں۔سونا،چاندی،لوہا اور دیگر جواہرات وغیرہ۔یہی اللہ تعالٰی کے خزانے اور اس کے قلعے ہیں اور اس کی قدر اور کمال کی حکمت کی دلیل ہیں۔یہی رات کے وقت وحوش ودرندوں کے قید خانہ کا کام دیتے ہیں۔بعض وہ خوش قسمت پہاڑ ہیں۔جن کو اللہ تعالٰی نے اپنی امانت پیش کی،،انا عرضنا الامانة علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها ،،(ترجمہ) بے شک ہم نے امانت پیش کی آسمانوں اور زمین اور پہاڑ پر تو انھوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور جسے وہ برداشت نہ کرسکے لیکن وہ تسبیح سے معمور خوف وخشیت الٰہی سے بھرپور ہیں۔وہی انبیا علیہم السلام کی کرسیاں ہیں۔جبل احد ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی ہے اور کوہ

طور موسیٰ علیہ السلام کی اور سراندیپ آدم علیہ السلام کی اور جودی نوح علیہ السلام کی اسی طرح جبل نور، جبل رحمت، جودی، لبنان، طور سینا، طور زیتا ایسے پہاڑ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس پیغمبروں کے حکم کے تابع فرمایا اور اس پر بلا کر کیسے کیسے انعامات سے نوازا اور نبوت و رسالت کے مراتب سے سرفراز فرمایا۔

زمین اور انسان کی تخلیق

زمین جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق تمام انسانوں کے خمیر بشریت اور جوہر لطیف کے ساتھ پھیل گئی تب اللہ تعالیٰ نے بے شمار سیارگان فلکی سے جواہرات نازل فرمائے اسی پانی میں تمام ذی روح مخلوقات کی جان تھی جیسا کہ ارشاد ہے،، وجعلنا من الماء کل شئی حیا،، میں نے ہر جاندار شئے کو پانی سے پیدا کیا۔

اس خشک زمین پر جب اللہ تعالیٰ نے بارش فرمائی ۔ جمادات کے بعد بیشمار قسم کے نباتات کی تخلیق فرمائی ۔ یہ طرح طرح کے پیڑ پودے ان میں جاندار حیاتین کی تخلیق فرمائی جو تمام پیدا ہونے والے بنی آدم کی خوراک ہیں اسی خوراک میں زندگی کے راز مخفی ہیں۔ زمین پر ایسے ایسے جوہر نازل ہوئے جنہوں نے مٹی میں مل کر دانوں کی شکل اختیار کر لی ان سے پودے ظاہر ہوئے ۔ انہیں کو نباتات کہا جاتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر ہیں ۔ انہیں کے درمیان بے شمار مخلوقات عالم وجود میں آئیں ۔ ان تمام مخلوقات کے درمیان ایک جوڑا مرد وعورت کا پیدا کیا۔ اس جوڑے کو آدم وحوا کہا جاتا ہے یعنی آدم وحوا تمام کائنات عالم کا مجموعہ ہیں ۔ ان کی ذات میں کائنات عالم کی ہر شئے پائی جاتی ہے۔

وعلم آدم الاسماء کلها ،، قال وهب بن منبه لما اراد الله ان یخلق آدم اوحی الی الارض ای الهمها

والهمها انی جاعل منک خلیفة فمنهم من یطیعنی فادخله الجنة ومنهم من یعصینی فادخله النار فقالت الارض منی تخلق خلقا یکون للنار ؟ قال : نعم فبکت فانفجرت منها العیون الی یوم القیامه وبعث الیها جبریل علیه السلام لیاتیه بقبضة من زوایاها الاربع من اسودها وابیضها واحمرها واطیبها وسهلها وصعبها وجبلها فلما اتاها جبرئیل لیقبض منها قالت الارض: باللّٰه الذی ارسلک لاتاخذمنی شیئا فان منافع التقرب الی السلطان کثیرة ولکن فیه خطر عظیم.

فرجع جبرئیل علیه السلام الی مکانة ولم یاخذ منها شیئا فقال یارب حلفتنی الارض باسمک العظیم فکرهت ان اقدم علیها فارسل الله میکائیل علیه السلام . فلما انتهی الیها قالت الارض له کما قالت لجبرئیل فرجع میکائیل فقال کماقال جبرئیل فارسل الله اسرافیل علیه السلام وجاء ولم یاخذمنها شیئا وقال مثل ماقال جبرئیل و میکائیل فارسل الله ملک الموت فلما انتهٰی قالت الارض اعوذ بعزة الله الذی ارسلک ان تقبض منی الیوم فیه . قبضة یکون للنار فیها نصیب غدا فقال ملک الموت : وانا اعوذ بعزته ان اعصی له امرا فقبض قبضة من وجه الارض مقدار اربعین ذراعًا من زوایاها الاربع فذالک یاتی بنوه اخیافآ ای: مختلفین علی حسب اختلاف الوان الارض واوصافها فمنهم الابیض والاسود والاحمر واللین والغلیظ فصار کل ذرة من تلک

القبضة اصل بدن للانسان فاذامات يد فن فى الموضع الذى اخذت منه ثم صعد الى السماء فقال الله له: اما رحمت الارض حين تضرعت اليک ؟ فقال رأيت امرک اوجب من قولها فقال : انت تصلح لقبض ارواح ولده .

قال فى روضة العلماء ،، فشكت الارض الى الله تعالى . وقالت :يارب نقص منى قال الله تعالى علىّ ان ارداليک احسن واطيب مما كان فمن ثمة يحنط الميت بالمسک والغالية انتهى فامر الله تعالى عزرائيل فوضع ما اخذمن الارض فى وادى نعمان بين مكة والطائف بعدماجعل نصف تلک القبضة فى النار ونصفها فى الجنة فتركها الى ماشاء الله ثم اخرجها ثم امطر عليهامن سحاب الكرم. فجعلها طينالازبا وصورمنه جسد ادم .

(روح البیان عربی ۔ج ۱صفحہ ۱۳۴تا ۱۳۵)

اللہ تعالٰی نے جبرئیل علیہ السلام کوحکم فرمایا کہ جاکرزمین پر چاروں گوشوں سے سیاہ، سرخ، سفید، طیب، اخبث، نرم، سخت، کھاری، میٹھی پہاڑی ہرقسم کی مٹی لے آؤ۔ جبرئیل علیہ السلام زمین سے مٹی اٹھانے لگے تو زمین نے کہا تجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے مجھ سے ذرہ برابر بھی مٹی نہ اٹھانا کیوں کہ بادشاہ کے قریب میں بے شمار منافع ہیں لیکن اس میں خطرات بھی بہت ہیں ۔اور حضرت جبرئیل علیہ السلام خالی ہاتھ لوٹے اور بارگاہ خداوندقدوس میں عرض کی کہ مجھے زمین نے تیری ذات کی قسم دی ہے اس لئے مٹی اٹھانے میں مجھے شرم محسوس ہوئی ۔اس کے بعد

پھر میکائیل علیہ السلام کو بھیجا ان کے ساتھ بھی زمین نے وہی کیا جو جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ کیا تھا وہ بھی خالی واپس آگئے ۔اور جبرئیل علیہ السلام کی طرح معذرت کی پھراسرافیل علیہ السلام کوروانہ کیا گیا ان سے بھی زمین نے یہی التجا کی وہ بھی واپس آگئے اور جبرئیل ومیکائیل علیہ السلام کی طرح معذرت ظاہر کی پھر اللہ تعالٰی نے ملک الموت کوحکم فرمایا جب وہ مٹی اٹھانے لگے تو زمین نے کہا میں تجھے اس ذات کی قسم دیتی ہوں جس نے تجھے مٹی اٹھانے کے لئے بھیجا مجھ سے مٹی نہ لے جا کہ اس سے کچھ ایسی مخلوق پیدا ہوگی جو اپنے مالک کی نافرمان ہوکر دوزخ کا ایندھن بنے گی عزرائیل علیہ السلام نے کہا میں بھی تجھے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں کہ تجھ سے مٹی ضرور اٹھاؤں گا تا کہ مجھے نافرمانوں میں نہ شمار کیا جائے عزرائیل علیہ السلام نے یہ کہہکر زمین کے چاروں گوشوں سے چالیس گز برابر مٹی اٹھائی اور زمین کے مختلف رنگوں کیوجہ سے نبی آدم کے بھی مختلف رنگ ہیں ان میں بعض سفید بعض سیاہ سرد نرم سخت ہیں ۔(روح البیان اردو ص ۲۶ پ ا ج ا)

اس چالیس گز برابر مٹی میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کا خمیر بشریت اور جوہر لطیف تھا جس کو تمام روئے زمین سے جمع کیا پھر آدم علیہ السلام کا پتلا تیار کیا۔ پتلا اسی انسانوں جیسا تھا فرق صرف اتنا تھا کہ مٹی زیادہ ہونے کی وجہ سے حضرت آدم کا قد بھی بہت لمبا تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدم علیہ السلام کا قد ۶۰ گز لمبا اور ۷ گز چوڑا تھا۔ (بخاری شریف)

اس مٹی کے پتلے کے بارے میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ چالیس سال مینہ برسایا گیا جس طرح پوری روئے زمین پر طرح طرح کے نباتات اگائے اتنے ہی آدم علیہ السلام کے جسم پر نباتات کے بجائے بال

پیدا ہوگئے۔ جس طرح نباتات کو زمین کے اندر جواہرات حاصل ہوتے ہیں۔ عالم امر سے بو اور مزہ پھلوں اور درختوں میں داخل ہوتا ہے اسی طرح انسان کے بال جسم کے اندر سے جوہری طاقت کے ذریعہ باہر آتے ہیں انہیں بالوں کے ذریعہ جواہرات جسم کے اندر داخل ہوتے ہیں مثلاً گھر کے اندر ٹیلی ویژن پر صحیح تصویریں منعکس نہ ہوں تو لیڈ اور انٹینا کے ذریعہ ٹیلی ویژن تک تصویریں پہونچتی ہیں اسی طرح بال بھی جسم کے اندر وہی کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق اسی طرح فرمائی ہے جیسے کہ اس کی صفات ہیں۔

حدیث قدسی ہے ان الـلـه خلق آدم علي صورته بے شک اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ حضرت آدم کی صورت کیا ہے۔ جو اللہ کی صورت ہے جب کہ اللہ تعالیٰ شکل وصورت سے بھی پاک ہے اور بے نیاز ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آدم کا جسم اس طرح تیار کیا اس کے بے شمار صفات آدم علیہ السلام کے جسم میں ایک صورت اختیار کر گئے مثلاً اللہ تعالیٰ سمیع ہے تو آدم سننے لگے، اللہ تعالیٰ بصیر ہے تو آدم دیکھنے لگے۔ اللہ کلیم ہے تو آدم کلام کرنے لگے۔ اللہ ستار ہے تو آدم کو ستاری کی تعلیم دی گئی۔ اللہ تعالیٰ مہربان ہے تو آدم مہربانی کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ جبار ہے تو آدم میں جلال پیدا ہوگیا۔ الغرض آدم کے جسم میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفات ایک صورت اختیار کر گئے گو آدم کی صورت اللہ تعالیٰ کی صورت ہے۔ ان اللّٰہ خلق آدم علی صورته کے یہی معنی ہیں اس کے علاوہ انسان کے جسم کے اندر دس چیزیں ایسی پیدا فرمائیں جو مشینری کا کام انجام دیتی ہیں وہ دس چیزیں یہ ہیں، ہڈی، گوشت، نسیں، چربی، کھال، بال، ناخن، مغز، جوڑ، خون۔

انسانی اجسام

جیسا کہ لکھا ہے انسان کائنات عالم کا مجموعہ ہے تو انسان کے جسم میں ہڈی مثل پہاڑوں کے ہے اور اس پر چھایا گوشت مثل پوری روئے زمین کے ہے، ان میں نسیں مثل پائپ لائن کے ہیں، خون پانی کے مانند ہے کہ جس میں بے شمار قسم کے جوہر پائے جاتے ہیں اس کے گوشت اور کھال کے درمیان چربی مثل پردے کے ہے کہ جسم میں بال زمین اور آسمان کے خلاء سے تصاویر کھینچ کر چربی ان تصاویر کو خون کے ذریعہ ذہن وقلب تک پہنچاتے ہیں، جسم انسانی ایسا ٹیلی ویژن بن جاتا ہے کہ جس کے وجود پر تمام عالم کی تصویر دکھائی دیتی ہیں، انسان کے جسم میں اس کا قلب خدا کے عرش سے منقلب ہوتا ہے، انسان کے جگر پر جو جوہر جمع ہوتے ہیں وہ کرسی سے نازل ہوتے ہیں اور اس کے دماغ کا تعلق قطب ستارہ سے ہوتا ہے اور بیت النور سے نازل ہونے والے جواہرات مستک میں جمع ہوتے ہیں۔ عالم ارواح میں تمام روحیں موجود رہتی ہیں ان کا تعلق انسان کے پھیپھڑے سے ہے کہ پھیپھڑا ان ارواح کو بذریعہ سانس کھینچتا رہتا ہے۔ اور سانس وہ ہے کہ جو ان النفس لامارة بالسوء کے مطابق غلط وسوسے پیدا کرنے والے جوہر کھینچ کر ناف میں جمع کر دیتی ہے۔ تمام صوفیائے عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انسان کے جسم میں چھ لطائف ہیں، جن کو لطیفہ خفی، لطیفہ اخفیٰ، لطیفہ سر، لطیفہ قلب، لطیفہ نفس، لطیفہ روح کہا جاتا ہے۔ فقیر کے نزدیک لطیفہ قلب

دل کو کہتے ہیں ،لطیفہ سر جگر کو کہتے ہیں ،لطیفہ اخفی دماغ کو کہتے ہیں لطیفہ خفی مستک کو کہتے ہیں لطیفہ روح پھیپھڑوں کو کہتے ہیں اور لطیفہ نفس ناف کو کہا جاتا ہے۔ مضمون لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ عالم خلق کی تخلیق کو سمجھنے میں آسانی پیدا ہو اس لئے کہ انسان کا جسم عالم خلق اور اس کے دیکھنے سننے چکھنے چھونے اور علم جیسے جوہر کا ہونا عالم امر سے تعلق رکھتا ہے یعنی انسان کے جسم میں آسمانوں کے قلوب دھڑک رہے ہیں اور انہیں قلوب میں آسمانوں کے خزانے پوشیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے خزائن السمٰوات والارض ۔زمین اور آسمان کے خزانے۔

پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہیں۔(۱) اللہ تعالیٰ کی صفات (۲) آسمان کے ستارے (۳) فضاؤں میں ہوائیں (۴) انسان کے جسم میں بال (۵) مٹی کے اقسام۔ ان چیزوں کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔ جیسے ہر سیارہ مظہر صفات باری تعالیٰ ہے اور ان سے نازل ہونے والے جواہرات فضاؤں میں بکھرے ہوئے ہیں جو زمین پر آنے سے قبل بذریعہ ہوا بالوں سے ٹکرا کر (مٹی میں) یعنی جسم میں داخل ہو جاتے ہیں اور انسان کو بے شمار صلاحیتوں کا حامل بنا دیتے ہیں۔

سات زمینیں

مفسرین کرام نے اپنی اپنی تفاسیر میں سات زمینوں کے متعلق الگ الگ زاویئے پیش کئے ہیں کہ زمین کس طرح سات ہیں۔ کسی نے پرت در پرت اور اپنے اپنے انداز اور خیالات کے مطابق لکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مقدس میں ارشاد فرماتا ہے،،اللّٰہ الذی خلق سبع سمٰوات ومن الارض مثلھن ،، اللہ وہ ہے۔ جس نے سات آسمان بنائے اور انہیں کے مانند زمین بھی اتنی ہی۔ (پ۲۸ آیت ۱۲)

اس آیت مبارکہ میں سات آسمان اور سات ہی زمین کا تذکرہ ہے وہ زمین کہاں ہے اور کیسی ہے اس سے قطع نظر میں سات زمینیں تحریر کر رہا ہوں۔ انسان کی تخلیق میں لکھ چکا ہوں کہ انسان کے جسم میں ہڈیاں مثل پہاڑوں کے ہیں اور ان پر پھیلا ہوا گوشت مثل روئے زمین کے ہے لیکن اس جسم کے اندر چھ گوشت کے لوتھڑے اور بھی ہیں جو بہ نسبت روئے زمین کے فضیلت میں کہیں زیادہ ہیں جنہیں قلب، ام الدماغ، مستک، جگر، پھیپھڑا اور ناف کہتے ہیں یہ گوشت کے لوتھڑے پورے جسم کے اندر موجود ہیں یہ گوشت کے لوتھڑے بھی ایک دوسرے پر فضیلت رکھتے ہیں۔ جیسے قلب جسم کے تمام گوشت کے لوتھڑوں پر فضیلت رکھتا ہے۔ انسان تمام عالم کا مجموعہ ہے تو اس کے جسم میں جو گوشت کے لوتھڑے ہیں الگ الگ مٹی سے

بنائے گئے ہیں۔ جیسے قلب گنبد خضریٰ کی زمین کی مٹی سے، مستک خانہ کعبہ پر چنے پہاڑوں کے پتھروں کے پاؤڈر سے۔ ام الدماغ بیت المقدس کی زمین کی مٹی سے، جگر کو مزدلفہ کی مٹی سے، پھیپھڑے منیٰ کی مٹی سے، ناف عرفات کی مٹی سے بنائے گئے۔ چھ یہ اور ساتویں جو پوری کائنات میں پھیلی ہوئی ہے یعنی انسان کا جسم۔ اس طرح گویا یہ بھی سات زمینیں ہیں جو الگ الگ اپنے میں جواہرات رکھتی ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان زمینوں کے حدود قائم فرمائے ہیں۔

اول خانہ کعبہ جس کا حرم سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی ہدایت کے مطابق حرم کی برجیاں نصب کیں پھر ان میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال سیدنا تمیم بن اسد خزاعی رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے برجیوں کو نئے سرے سے بنایا پھر ان میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی حتی کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے چار قریشیوں کو مقرر فرمایا جنہوں نے ان پر تجدید کی۔ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کی تعظیم کیلئے اس کا حرم مقرر فرمایا اور اس میں ہر چیز حتی کہ پرندوں اور درختوں کو بھی اماں دی اور اس میں اعمال کا ثواب دوسرے مقامات سے افضل قرار دیا۔ حرم مکہ کہ ہر طرف پھیلا ہوا ہے البتہ اس کے حدود حرم کے نشانات لگا دیئے گئے۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ مغرب کی طرف جدہ روڈ پر مقام شمسی جسے حدیبیہ کہا جاتا تھا۔ یہ مکہ مکرمہ سے ۲۲ کلومیٹر دور ہے۔

۲۔ جنوب کی طرف تہامہ سے یمن کے راستے پر مقام جو مکہ مکرمہ سے ۱۲ کلومیٹر ہے۔

۳۔ وادی مرنہ کا مغربی کنارہ جو مکہ مکرمہ سے ۱۵ کلومیٹر دور ہے۔

۴۔ شمال ومشرق کی طرف جعرانہ کے راستے پر ترائع المجاہدین کے قریب اور یہ مکہ مکرمہ سے ۱۶ کلومیٹر دور ہے۔

۵۔ شمال کی طرف مقام تنعیم جو مکہ مکرمہ سے صرف ۷ کلومیٹر دور ہے۔

(بحوالہ تاریخ مکہ مکرمہ صفحہ ۱۸۔ شعبہ تحقیق وتالیف دارالسلام)

الغرض منیٰ، مزدلفہ اور عرفات یہ مقدس تینوں زمینیں حدود حرم یعنی مکہ مکرمہ کی زمینوں میں شامل ہیں اور ان مقدس مقامات پر ایام حج میں وقوف کرنا حکمتوں سے بھرا ہوا ہے جس کی تفصیل آگے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

پانچویں زمین بیت المقدس کی زمین ہے اس کے بھی حدود قائم ہیں اور چھٹی زمین جو سب سے فضیلت والی ہے وہ زمین ہے کہ جس زمین سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر لگا ہوا ہے اور ساتویں زمین جو پوری روئے زمین ہے۔ ان ساتوں زمینوں میں الگ الگ انداز سے آسمان پر موجود سیارگان سے جواہرات کا نزول ہوتا ہے۔ جہاں پر جس طرح کی مٹی ہوتی ہے اسی حساب سے جواہرات نازل ہوتے ہیں۔

۱۔ کعبہ معظمہ کی زمین پر بیت النور سے جواہرات کا نزول ہوتا ہے۔

۲۔ مسجد اقصیٰ پر قطب ستارہ ہے جو عین مسجد اقصیٰ کے اوپر ہے اس سے مسجد اقصیٰ پر انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے۔

۳۔ منیٰ پر عالم ارواح سے جوہر نازل ہوتے ہیں۔

۴۔ مزدلفہ وہ زمین ہے جس کے محاذ پر اللہ تعالیٰ کی کرسی ہے اور اس کرسی سے علوم الٰہیہ کے جوہر نازل ہو رہے ہیں۔

۵۔ وادی عرفات کہ اس کی بھی حد قائم ہے اور اس مقدس زمین پر ان النفس لامارة بالسـ … ے مطابق عالم نفس سے ایسے جوہر نازل ہوتے ہیں جو غلط وسوسے ڈالنے والے ہوتے ہیں ان کا نزول ہوتا ہے۔

۶۔ مدینہ طیبہ کا وہ حصہ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم قرار دیا ہے وہ زمین ایسی ہے کہ اس کے محاذ پر عرش الٰہی ہے۔ اس سے نازل ہونے والے انوار و جواہرات اسی حدود میں نازل ہوتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حدود قائم فرمائے ہیں۔

مدینہ منورہ کا حرم ہونا اگرچہ عظیم فضائل میں شامل ہے مگر اس کی خاص اہمیت کی وجہ سے اس کے لئے الگ عنوان قائم کر رہے ہیں نیز اس لئے بھی کہ اس کے ساتھ کچھ شرعی احکام کا بھی تعلق ہے۔

مدینہ منورہ کا حرم ہونا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم قرار دیا تھا اور مکہ والوں کے لئے دعا کی تھی اور میں نے مدینہ کو اسی طرح حرم قرار دیا اور اس کے غلہ اور رزق کے لئے مکہ سے دوگنی برکت کی دعا کی ہے۔

(بخاری شریف حدیث ۲۱۲۹، مسلم ۱۲۶، تاریخ مدینہ)

یہ حدیث ان علماء کیلئے دلیل ہے جو مدینہ منورہ کو حرم تسلیم کرتے ہیں اور جمہور اہل علم اسی کے قائل ہیں۔ اس حدیث کو دس سے زائد صحابہ کرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمایا ہے۔ صحیحین میں سیدنا علی

ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،، المدینة حرم مابین عیر الی ثور فمن احدث فیها حدثا او اویٰ محدثا فعلیه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين لا تقبل الله منه يوم القيامة صرفًا و لا عدلا مدینہ عیر پہاڑ سے ثور تک حرم ہے جو شخص اس میں فساد کرے یا کسی فسادی کو ٹھکانہ مہیا کرے اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں کی طرف سے لعنت ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کوئی فرض و نفل قبول نہیں فرمائے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ کے دو پتھریلے میدانوں کا درمیانی علاقہ حرم ہے۔

(تاریخ مدینہ ص ۳۱، شعبہ تحقیق وتالیف دار السلام)

ساتویں زمین پوری روئے زمین ہے کہ جس پر ۲۴ گھنٹہ میں سے نو وقت انوار و رحمت نازل ہوتے ہیں وہ یہ ہیں (۱) سورج نکلنے سے قبل (۲) سورج نکلنے کے بعد (۳) سورج میں تمازت آنے سے قبل (۴) سورج میں تمازت آنے کے بعد (۵) سورج غروب ہونے سے قبل (۶) سورج غروب ہونے کے بعد (۷) سفیدی غائب ہونے سے قبل (۸) سفیدی غائب ہونے کے بعد (۹) رات کی مکمل تاریکی میں۔ اسلام نے ان وقتوں کے نام دیئے ہیں (۱) فجر (۲) اشراق (۳) چاشت (۴) ظہر (۵) عصر (۶) مغرب (۷) اوابین (۸) عشا (۹) تہجد۔ یہ وہ وقت ہیں کہ جن میں اللہ کے فرشتے انسانوں کے سروں پر ان کی اپنی ضروریات زندگی کے جواہرات بکھیرتے گزر جاتے ہیں۔ ان نو اوقات کے علاوہ (۴۱) اکتالیس وقت اور ہیں جن کا ذکر وقت کے عنوان میں ملاحظہ کریں۔

یہ وہ چھ مقدس زمینیں ہیں کہ جو پوری روئے زمین پر منفرد حیثیت

رکھتی ہیں کہ ان زمینوں میں آسمانوں پر موجود چھ سیاروں سے انوار و برکات کا نزول ہوتا ہے۔ جیسے حرم مدینہ پر عرش اعظم سے جوہر نازل ہوتے ہیں جیسا کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین مدینہ طیبہ پر بیٹھ کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اے ابوذر جانتے ہو کہ اس وقت سورج کہاں ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ اور رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ اس وقت سورج کہاں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت سورج عرش کے نیچے پہنچ کر دوبارہ طلوع ہونے کی اجازت مانگتا ہے۔ اس قول سے معلوم ہوا کہ سورج ۲۴ گھنٹے میں ایک مرتبہ عرش سے جوہری توانائی حاصل کر کے تمام سطح زمین اور سطح آب پر بکھیرتا ہے اور عرش سے گنبد خضریٰ کی زمین کو جو عیر پہاڑ سے لیکر ثور پہاڑ تک ہے، حرم قرار دیا ہے کہ اس زمین میں قوت جاذبہ پائی جاتی ہے۔ یہ تمام جواہرات کو اپنے میں جذب کرتے ہوئے سطح آب تک پہنچا دیتی ہے اور یہاں سے پانی کے ذریعہ یہ تمام جواہرات پوری روئے زمین میں پہنچا دیئے جاتے ہیں جیسا کہ پچھلے صفحات پر تحریر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پوری روئے زمین پر ایسے ایسے نباتات پیدا فرمائے ہیں جن کی جڑیں زمین کی گہرائی میں پہنچ کر پانی سے یہ جوہر حاصل کر لیتی ہیں جو پہلے پھول پھر پھل کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں جن میں انسانوں کی فلاح و بہبود کے بے شمار فوائد ہوتے ہیں۔

حرم مکہ اور اس پر رحمت کا نزول

سرزمین خانہ کعبہ اپنی فضیلت کے اعتبار سے بہت افضل ہے۔ زمین کی پیدائش سے پہلے عرش الٰہی اسی جگہ تھا۔ جب آسمانوں پر ستارے پھیل گئے اور اپنے مدار پر گردش کرنے لگے تب اللہ تعالیٰ نے عرش کو پانی سے جدا کر کے اسی جگہ سے زمین کو پھیلایا جیسا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو کعبہ کی جگہ سے پھیلایا۔ (روح البیان)

جب زمین بڑھ رہی تھی تو اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کا بیت النور موجود تھا جس سے جواہرات نازل ہو کر زمین پر گرتے تھے اور زمین انہیں جواہرات کی طاقت سے پھیلتی چلی گئی۔ (فوٹو نمبر ۲۲)

جیسا کہ روایت سے ثابت ہے بیت النور کعبہ کی جگہ پر تھا لیکن جب طوفان نوح آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ساتویں آسمان پر اور کعبہ معظمہ کے عین محاذ پر رکھا جس سے آج بھی جواہرات کا نزول ہو رہا ہے۔ جب یہ زمین پر تھا تب جواہرات یعنی جس جگہ نازل ہوتے تھے وہ حرم کہلایا لیکن جب یہ آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور جہاں تک اس کی روشنی پھیلی اس کے میقات مقرر کر دیئے گئے وہ میقات مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ جحفہ قرن ۲۔ یلملم ۳۔ ذوالحلیفہ ذات عرق اللہ کے رسول ﷺ نے حج و عمرہ کرنے والوں کے لئے ایک کپڑا باندھ کر اور ایک کپڑا اوڑھ کر اس میقات میں حرم میں داخل ہونا اس لئے واجب قرار دیا کہ بیت النور سے نازل ہونے والے جواہرات اور انسانوں کے جسم میں موجود بالوں کے درمیان پہنے ہوئے کپڑے حائل نہ ہوسکیں اور بیت النور سے نازل ہونے والے جواہرات بذریعہ بال انسانوں کے جسم میں داخل ہو جائیں۔ بہ نسبت میقات کے حرم اور اس سے زیادہ جواہرات خانہ کعبہ کے گرد نازل ہوتے ہیں۔ **کماقال علیہ السلام ،، ان اللہ تعالیٰ فی کل یوم عشرین ومائۃ رحمۃ تنزل علی ھذا البیت ستون للطائفین واربعون للمصلین وعشرون للناظرین۔** (روح البیان عربی جلد ا، صفحہ ۲۸۵)

ان کے حصوں کی تقسیم بھی فرمائی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر دن خانہ کعبہ پر ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ ساٹھ خانہ کعبہ کا طواف کرنے والوں کے لئے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس جو لوگ خانہ کعبہ کی صرف زیارت کرتے ہیں ان کے لئے۔ کعبہ معظّمہ پر جو رحمتیں نازل ہوتی ہیں وہ بیت المعمور سے نازل ہوتی ہیں اور اس زمین میں بھی قوت جاذبہ ہے کہ یہ جواہرات کو کھینچ کر سطح آب تک پہنچا دیتی ہے اور یہاں سے بذریعہ پانی تمام روئے زمین میں پھیل جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،،

اولم نمکن لھم حرماآمنا یجبی الیہ ثمرات کل شیء رزقا من لدنا ولکن اکثرھم لا یعلمون (۱۷۱)

(ترجمہ) کیا ہم نے انہیں پر امن حرم میں جگہ نہیں دی اور اسی طرف ہر قسم

کے میوے (پھل) کھنچ کر آتے ہیں لیکن اکثر کو اس کا علم نہیں۔

اور زمین کی مٹی جس کے لئے ثابت ہے کہ وہ طرح طرح کی مٹی ہے۔ آسمانوں سے نازل ہونے والے جواہرات جب مٹی میں مل جاتے ہیں اور مٹی پر ان کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ مٹی کو اپنی صورت میں کر لیتے ہیں جیسے لوہا، تانبہ، پیتل وغیرہ۔ دراصل یہ سب مٹی ہیں۔

کعبہ معظّمہ پر نازل ہونے والے ایک سو بیس جواہرات ہیں وہ سب کے سب انسانوں کے وجود میں پائے جاتے ہیں۔ حج اور عمرہ کرنا اور کعبہ معظّمہ کی طرف چہرہ کر کے نماز پڑھنا یہ سب جواہرات حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حاجی حج کرنے کے بعد کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ (الحدیث)

یہاں پر محتاج نہ رہنے سے اجر و ثواب ہی مراد نہیں بلکہ حجاج کرام کے اجسام میں کامل طریقہ سے جواہرات داخل ہو جاتے ہیں اور اب وہ حاجی کسی کا محتاج نہیں رہتا۔ حج عمرہ اور نماز سے انسان میں قوت سامعہ، قوت لامسہ، قوت باصرہ، قوت ذائقہ اور قوت مدرکہ جیسی نعمتوں کی بھی ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ جس کے ذریعہ انسان اپنے وجود میں تمام عالم کا مشاہدہ کرتا ہے۔

بہر حال کعبہ معظّمہ کی زمین تمام زمینوں پر انفرادی حیثیت رکھتی ہے جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم تیری زمین خدا کی تمام زمینوں سے زیادہ میرے نزدیک محبوب ہے۔
(مدارج النبوۃ۔ صفحہ ۹۵)

انسان کے جسم میں مستک کعبہ معظّمہ کی زمین کی مٹی اور اس پر جمے ہوئے چھ پہاڑوں کے پتھروں یعنی طور زیتا، طور سینا، جودی، لبنان، حرا اور حجر اسود کے پاؤڈر سے بنایا گیا ہے۔

صوفیائے کرام کی اصطلاح میں مستک کو لطیفہ خفی کہا جاتا ہے۔ نماز کی حالت میں جب کعبہ معظّمہ کی طرف چہرہ کر کے نماز پڑھی جاتی ہے تو مستک کعبہ معظّمہ پر نازل ہونے والے انوار و جواہرات کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اس کے جسم میں قوت سامعہ، قوت باصرہ، قوت لامسہ، قوت ذائقہ، قوت مدرکہ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسانوں کے جسم میں آنکھ مٹی کی ہے جس کا کام دیکھنا ہے کان بھی مٹی کے ہیں ان کا کام سننا ہے۔ زبان بھی مٹی کی ہے اس کا کام بولنا ہے ناک بھی مٹی کی ہے اس کا کام سونگھنا ہے۔ غرض یہ کہ تمام اعضا مٹی کے ہیں اور ان کو جس کام پر لگایا گیا ہے وہ اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح مٹی کے بھی بیشمار اقسام ہیں جیسے جیسے ان پر جواہرات نازل ہوتے ہیں مٹی ویسا ہی روپ اختیار کر لیتی ہے۔ اس سرزمین کعبہ پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مقرر فرمایا ہے جیسا کہ میں پچھلے صفحات پر ذکر کر چکا ہوں کہ کما صلیت کے آئینہ دار حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں اور ان کی نسل میں سے اللہ تعالیٰ نے جن کے لئے ارشاد فرمایا وما ارسلنک الا رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو عالم خلق جیسا ملک عطا فرمایا اور قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ہے فقد اٰتینا اٰل ابراهیم الکتب والحکمة واٰتینهم ملکا عظیما۔ (پ۵۔ رکوع ۴۔) تحقیق کہ ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا کی اور ملک عظیم عطا کیا۔

یہاں پر ملک عظیم سے مراد خانہ کعبہ اور اس کی زمین ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت عبداللہ بن عدی حمرا سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حذورہ،، جو مکہ معظّمہ میں ایک جگہ کا نام ہے،، پر کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا، خدا کی قسم تو اللہ کی بہترین زمین ہے اور اللہ کی زمین میں اللہ کی سب سے پیاری زمین ہے اگر میں تجھ سے نہ نکالا جاتا تو نہ نکلتا۔ (حسن صحیح ترمذی۔ ص ۴۴۱۔ اردو)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے ثابت ہوا کہ دیگر تمام زمینوں میں سرزمین خانہ کعبہ کو بہت بڑی فضیلت حاصل ہے کہ جس قدر بھی انوار و جواہرات کعبہ معظّمہ پر نازل ہوتے ہیں ان کے نزول کی صورت بائیں سے دائیں جانب ہے جب یہ جواہرات حجر اسود کے سامنے پہنچتے ہیں یہ حجر اسود تمام جواہرات کو اپنی طرف کھینچ کر خانہ کعبہ کے نیچے جو ستون ہے اس میں پہنچا دیتا ہے اس ستون سے اتر کر پانی کے ذریعہ پوری روئے زمین میں پہنچا دیئے جاتے ہیں جیسا کہ تحریر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پوری زمین پر طرح طرح کے نباتات پیدا فرمائے ان کی جڑیں زمین میں اتر کر سطح آب سے جواہرات کھینچ کر پہلے پھول پھر پھل کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ الگ الگ ان تمام پھلوں میں وہ تمام جوہر پائے جاتے ہیں جو خانہ کعبہ بیت المقدس منیٰ عرفات مزدلفہ اور گنبد خضریٰ کی زمین پر نازل ہوتے ہیں کہ انہیں میں اجتماعی حیثیت سے قوت سامعہ، قوت باصرہ، قوت لامسہ، قوت ذائقہ، قوت مدرکہ پائی جاتی ہے۔ انہیں قوتوں کو حواس خمسہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسی لئے مکہ شریف کو ام القریٰ کہنے کی بھی یہی وجہ ہے کہ وہ سب سے پہلے ہے اور سب کی جامع ہے اور زمین وہیں سے

پھیلائی گئی۔ (تفسیر ابن کثیر۔ اول۔ صفحہ ۱۲)

فضیلت کے اعتبار سے یہ زمین تمام زمینوں سے بہتر ہے کہ یہیں سے تمام روئے زمین میں ہر اک کا دانہ کہ جس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور کھانے والے کا نام لکھا ہوتا ہے پہنچایا جاتا ہے۔ طورزیتا، طور سینا، حرا، جودی اور لبنان بیت المقدس اور شہر مکہ یہ وہ امانت دار پہاڑ اور شہر ہیں کہ جس کی جو روزی ہے ان سے اس تک پہنچائی جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے والتین والزیتون وطور سینین وھذا البلد الامین کہ اس آیت مقدسہ میں پروردگار عالم ارشاد فرما رہا ہے کہ انجیر، زیتون اور طور پہاڑ وادی سینا اور شہر مکہ کی قسم کہ انہیں جگہوں سے ضروریات زندگی کے اسباب بذریعہ پانی پوری زمین پر پھیلائے جاتے ہیں۔ تین سے مراد جودی پر حضرت نوح علیہ السلام کی تعمیر کی ہوئی مسجد اور زیتون سے مراد بیت المقدس ہے جیسا کہ عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے۔ ان زمینوں سے تمام انوار و جواہرات رحمتیں اور برکتیں انہیں لوگوں تک پہنچائی جاتی ہیں کہ جس میں جس کا جتنا حصہ ہوتا ہے یہ عمل ہی شہر مکہ کو امانت دار ہونے کی دلیل فراہم کرتا ہے۔

اسی کی دوسری آیت میں لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم، میں نے انسان کو اچھی ساخت پر پیدا کیا۔ یہاں پر انسان کی پیدائش اور اس کا مفصل ذکر ہے۔ خصوصیت کے ساتھ دو مقدس زمینیں ہیں (۱) خانہ کعبہ (۲) بیت المقدس۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دونوں بیٹوں کو تصرف و اختیار عطا کیا تھا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کو بیت المقدس جیسا ملک جس کا تعلق عالم امر سے ہے عطا کر کے

اس کے علم و حکمت سے بھی سرفراز فرمایا گیا اور دوسرا ملک مکہ مکرمہ کہ جس کا تعلق عالم خلق سے ہے جو بے آب و گیاہ وادی تھی حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو تنہا چھوڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام مدائن واپس چلے گئے۔ اس شہر مکہ سے بھی بے شمار انوار و رحمت زمین پر پھیل کر جمیع مخلوقات کی امانتیں ان تک پہنچائی جاتی ہیں جو اللہ کی طرف سے ہیں۔ الغرض جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتب والحکمة واٰتینٰھم ملکا عظیما، تحقیق کہ ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا کی اور ملک عظیم عطا کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں بھی دو شخصیتیں ہیں جو قیامت تک شہر مکہ اور بیت المقدس پر مقرر رہیں گے جن کے ذریعہ مخلوق خدا کو ان کی قسمت سے روزی پہنچائی جائے گی یہی وجہ ہے کہ درود ابراہیمی میں ایک پر رحمتیں اور دوسرے پر برکتیں نازل ہونے کی پوری امت دعائیں کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم کو ان کی نسبتیں اور محبتیں عطا فرمائے۔ (آمین)

بیت المقدس کی زمین

سرزمین بیت المقدس بھی انبیاء علیہم السلام کا مرکز رہی ہے۔اس میں حکمت یہ ہے کہ اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ نے برکتوں کا نزول فرمایا ہے جیسا کہ اس نے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا بارکنا حولہ کہ جس کے اردگرد برکتیں نازل کیں۔حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا والی بنایا۔ان پر برکتوں کے نزول کا یہ عالم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل میں ستر ہزار پیغمبروں کو پیدا فرمایا جو الگ الگ انفرادی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کی ذات سے ایسے ایسے معجزات ظہور میں آئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ولیوں میں بشکل کرامات قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور یہ اولیاء اللہ زمین پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بن کر قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔

دراصل بیت المقدس چوتھے آسمان پر تھا جس کا نقشہ بذریعہ جبرائیل علیہ السلام اسحاق علیہ السلام تک پہنچا۔انہوں نے اس کو تعمیر کیا۔اسی چوتھے آسمان پر قطب ستارہ ہے جس سے بیت المقدس پر برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر تانبے کی ناری دریا کو آشکارا فرما کر اس کو گارے کی جگہ استعمال کر کے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کرائی۔تانبے میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ آسمانوں سے زمین

کی طرف گرنے والی بجلی کو اپنی طرف کھینچ کر زمین کے اندر پہنچا دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر تانبے کی دھات سے کرائی تا کہ قطب ستارہ سے نازل ہونے والی برکتیں اپنی طرف کھینچ لے اور بیت المقدس کے نیچے ایک ستون ہے جس کی بنیاد پانی پر ہے اس ستون کے ذریعہ پانی کی سطح پر تمام جوہر پہنچ جاتے ہیں۔اور پانی کے ذریعہ پوری روئے زمین میں پھیل جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے پوری روئے زمین پر طرح طرح کے نباتات پیدا فرمائے ہیں جن کی جڑیں زمین سے جواہرات کھینچ کر پہلے پھول پھر پھل کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ائمہ ومفسرین نے بھی یہاں پر پھل کی فراوانی لکھی ہے۔ان پھلوں میں بیشمار انسانی فوائد موجود ہیں۔حضرت لقمان علیہ السلام کے دور میں جڑی بوٹیوں کے کلام کرنے سے مراد یہاں پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و حکمت عطا فرمائی اور وہ نظر عطا کی جس کی وجہ سے زمین پر پیدا ہونے والے تمام نباتات میں جو جواہرات تھے وہ ان کو نظر آتے تھے۔جن کے ذریعہ حضرت لقمان علیہ السلام بیماروں کا علاج کرتے تھے اور انہیں جڑی بوٹیوں کے ذریعہ بیمار تندرست و توانا ہو جاتا تھا۔الغرض فضیلت کے اعتبار سے بیت المقدس کی یہ زمین دنیا کی دوسری زمینوں سے فضیلت رکھتی ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر برکتوں کا نزول فرمایا۔درود ابراہیمی کی جو دعا ہے کہ اے اللہ تو برکت نازل فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل حضر اسحاق علیہ السلام پر جن کی نسل میں تو نے ستر ہزار پیغمبروں کو پیدا کیا۔اور چوتھے آسمان پر موجود قطب ستارہ جس پر عالم امر کا دارومدار ہے اس عظیم ملک کا ان کو

مالک بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ فقد اٰتینا آل ابراهیم الکتب والحکمة واٰتینهم ملکا عظیما۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے ہی عرصہ تک اس مقدس زمین کو اپنے لئے اور امت کے لئے قبلہ قرار دیا پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کا رجحان دیکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ حالت نماز میں مسجد اقصیٰ سے کعبہ معظّمہ کی طرف پھیر دیا اور ارشاد فرمایا، قد نری تقلب وجهک فی السماء فلنولینک قبلة ترضٰها فول وجهک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوهکم شطره۔ (ترجمہ) ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر لو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا منہ اسی طرف کرو۔

بہ نسبت بیت المقدس کے کعبہ معظّمہ پر اللہ تعالیٰ کے بیشمار خزانے انوار و برکات و جواہر نازل ہورتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، خزائن السمٰوات والارض، کعبہ معظّمہ اور بیت المقدس جو مرکز انوار و تجلیات ہیں ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمام خزانے زمین میں پھیلا دیئے ہیں۔ یعنی پوری روئے زمین کو اگر کہیں سے قوت حاصل ہوتی ہے تو وہ خانہ کعبہ اور بیت المقدس ہے کہ ان میں رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ یہ خزانے اس دریا کے مانند ہیں جو دریا کہیں سے شروع ہو کر کہیں ختم ہوتا ہے۔ اس کے کنارے نظر نہیں آتے۔ تمام مخلوق دریا سے فیضیاب ہوتی ہے۔ فیضیاب ہونے کا طریقہ یہ ہے انسانوں کو اس دریا کے قریب پہنچ کر فیضیاب ہونا پڑتا ہے۔ اسی طرح کعبہ معظّمہ پر نازل ہونے والے ان جواہرات کے

حصول میں حج عمرہ اور اپنے وطن میں رہ کر نماز ضروری ہے۔ قطب ستارہ بیت المقدس کے محاذ پر ہے کہ جس سے برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ انسان کے جسم میں ام الدماغ کا تعلق قطب ستارہ سے ہے، جس کو صوفیاء کی اصطلاح میں لطیفہ اخفیٰ کہا جاتا ہے۔ یہ ام الدماغ انسان کے سر میں ایک فیکس مشین Fax Machine جیسا کام انجام دیتا ہے۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمانوں سے فیکس (Fax) (یعنی الہام وحی القا) آتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں،،

عن عبداللّٰه بن یوسف قال اخبر نامالک عن هشام بن عروة عن ابیه عن عائشه ام المومنین رضی اللّٰه عنها ان الحارث بن هشام قال یارسول اللّٰه کیف یاتیک الوحی فقال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس وهو اشده علی فیفصم عنی وقد وعیت عنه ما قال. (حوالہ) بخاری شریف جلد۱ اردو ص۹۴

(ترجمہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حارث بن حشام نے پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے۔ فرمایا، کبھی گھنٹی کی آواز کی مانند اور وہ میری طبیعت پر بہت گراں ہوتی ہے پھر وہ پیغام جب یاد کر لیتا ہوں تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔

بہرحال گھنٹی کی آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فیکس (Fax) وحی آنے کی خبر دیتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت کی کیفیت جو وحی کے نزول پر ہوتی ہے صحابہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس اور چشمان مبارک متغیر ہو جاتے تھے۔ جس طرح فیکس مشین (Fax

Machine) گھنٹی اور ہری لال بتی جلا کر receiver کو Fax ملنے کی خبر دیتا ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت کو دیکھ کر صحابہ کرام حیرت میں مبتلا ہو جاتے تھے کہ دیکھو کیسا فیکس آنے والا ہے۔ کچھ لمحہ کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ لکھو لکھو بس ابھی مجھ پر آسمان سے فیکس (Fax) آیا ہے (یعنی وحی)۔ صحابہ کرام ان آیات قرآنی کو محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ (فیکس کی مثال اہل ظاہر کی فہم کیلئے ہے ورنہ حقیقت نزول وحی عقل وادراک سے باہر ہے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر ام الدماغ کی طرف متوجہ ہونے سے ہوتی تھی۔ حضرت جبرائیل وحی لیکر بیت المقدس کے راستہ سے مکہ آتے تھے۔ بہر حال بیت المقدس قطب ستارہ سے اور انسان کا دماغ بیت المقدس کی زمین سے جواہرات حاصل کرتا ہے۔

منیٰ کی زمین

جس طرح انسان کے جسم میں پھیپھڑا ہوائیں کھینچ کر جوہر حاصل کرتا ہے۔ اور پھر سانس خالی واپس چلی جاتی ہے اور یہ ہوائیں جو جوہر پھیپھڑے میں چھوڑ جاتی ہیں یہ جوہر خون میں شامل ہو کر انسانی زندگی کو برقرار رکھتے ہیں اسی طرح زمین میں بھی زمین کا پھیپھڑا ہے جس کو منیٰ کہا جاتا ہے۔ اس مٹی پر عالم ارواح سے مسجد خیف پر بذریعہ ہوا جواہرات کا نزول ہوتا ہے۔ منیٰ کی اس زمین میں قوت جاذبہ پائی جاتی ہے۔ ہواؤں سے نازل ہونے والے جواہرات کو اپنے میں جذب کر لیتی ہے۔ اس لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام سے فرمایا جو صاحب استطاعت ہوں ایام تشریق میں منیٰ کے میدان میں چار دن قیام کر کے قربانی کریں۔ یہ قربانی اس لئے کی جاتی ہے کہ جانور جیسے اونٹ، گائے، دنبہ، بکرا کہ جنگلوں، پہاڑوں اور بیابانوں میں چر کر گھاس اور دیگر نباتات کو اپنی خوراک میں لے کر ان سے جواہرات حاصل کرتے ہیں اور دریاؤں اور تالابوں سے پانی استعمال کرتے ہیں انہیں کے ذریعہ بیشمار جواہرات ان کے خون میں شامل ہو جاتے ہیں۔ قربانی کرو کا مطلب یہ ہے کہ جانوروں کے خون میں جو جواہرات ہوتے ہیں اور ان سے جو قوت حاصل ہوتی ہے اسلام نے ان کو قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت لامسہ، قوت ذائقہ اور قوت مدرکہ بتایا

ہے۔گوشت خون سے پرورش پاتا ہے۔منیٰ کی زمین ان جواہرات کو جذب کرکے پانی کی سطح تک پہنچا دیتی ہے اور پانی کے ذریعہ یہ تمام جواہرات روئے زمین میں پھیل جاتے ہیں۔جیسا کہ تحریر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے پوری روئے زمین پر طرح طرح کے نباتات پیدا فرمائے۔ان کی جڑیں زمین کے اندر اتر کر پانی سے یہ جواہرات حاصل کرکے پہلے پھول پھر پھل کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ان میں کثرت سے حیاتین پائے جاتے ہیں جو انسانوں کی خوراک بننے کے بعد پھر زمین میں گل سڑ کر پھیل جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ہے:

یعلم مایلج فی الارض ومایخرج منها وماینزل من السماء ومایخرج منها وهو الرحیم الغفور

(ترجمہ) وہ سب کچھ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور آسمانوں سے نازل ہوتا اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے وہ بڑا رحم والا اور بڑا مغفرت کرنے والا ہے۔یہ آیت کریمہ چھ زمینوں پر نازل ہونے والے جواہرات کی دلیل کیلئے کافی ہے۔اسی طرح روئے زمین پر قربانی کرکے خون بہایا جاتا ہے اس خون کے ذریعہ زمین اور فضاؤں میں پھیلے ہوئے جوہر تمام انسانوں کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔

اسی میدان منیٰ میں جمرۃ العقبیٰ الاولیٰ وجمرۃ الثانیہ میں تین دن میں حجاج کرام ۴۹ کنکریاں مارتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شیطان کو کنکری ماری جائے تو اس کو تکلیف ہوتی ہے۔بلاشبہ اس یقین کے ساتھ اگر مسلمان یہ عہد کرکے شیطانوں کو کنکریاں ماریں کہ جھوٹ نہ بولیں گے،زنا نہ کریں

گے،قتل وغارت گری نہ کریں گے،غیبت نہ کریں گے،چغل خوری نہ کریں گے،نماز ترک نہ کریں گے،اللہ کے ذکر سے انحراف نہ کریں گے۔غرضیکہ تینوں دن جمروں پر ۴۹ کنکریاں مار کر ۴۹ گناہوں سے انحراف کریں گے۔ اس عہد سے شیطان کو تکلیف ہوتی ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ اے بندہ رحمٰن تجھ کو عہد و پیمان پر قائم نہ رہنے دیں گے اس لئے کہ گناہ کرنا اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔جب حاجی اللہ تعالیٰ سے گناہ نہ کرنے کا عہد کر لیتا ہے تو اس کے بعد پھر قربانی کرتا ہے۔قربانی کے بعد اپنے سر کے بال منڈواتا ہے اس عمل میں بھی بیشمار حکمتیں ہیں جن کا ذکر آئندہ صفحات پر کیا جائے گا۔

الغرض یہ زمین اپنی فضیلت کے اعتبار سے بہت بلند مرتبہ رکھتی ہے۔اس زمین پر مسجد خیف ہے جس پر انوار و جواہرات کا نزول ہوتا ہے۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمین پر ستر پیغمبروں کے مزارات ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ کسی نبی کے جسم کو مٹی نہیں کھا سکتی۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمین میں جو پیغمبر مدفون ہیں ان کے اجسام آج بھی اس طرح زندہ سلامت ہیں جس طرح یہ زمین پر تھے اس لئے ان پر انوار و رحمت کی بارش ہو رہی ہے اس لحاظ سے بھی اس زمین پر جواہر نازل ہو رہے ہیں۔اور یہ نازل ہونے والے جواہرات زمین اپنے اندر جذب کرکے تمام عالم میں پانی کے ذریعہ پہنچا رہی ہے۔

مزدلفہ کی زمین اور جوہر علم

گنبد خضریٰ، حرم مکہ، مسجد اقصیٰ کا حرم اور منیٰ کی حدود کی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ اور عرفات کے درمیان مزدلفہ کی زمین کی حد مقرر فرمائی ہے۔ جس طرح انسان کے جسم میں قلب اور پھیپھڑے کے درمیان سینے میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے جس کو جگر کہا جاتا ہے یہ جگر قلب سے لگا ہوا ہے جب انسان کا پتلا بنانے کے لئے مٹی جمع کی گئی تو اس میں مزدلفہ کی مٹی بھی تھی۔ جس سے انسان کے سینہ میں جگر بنایا گیا۔ اس جگر میں خون جمع رہتا ہے اور اس سے قلب میں قطرہ قطرہ ٹپکتا رہتا ہے۔ جگر کے خون میں جوہر علم پایا جاتا ہے۔ مزدلفہ کی زمین کے محاذ پر اللہ تعالیٰ کی کرسی ہے۔ اس کرسی سے جو جوہر نازل ہوتے وہ بشکل نہر ہیں جیسا کہ لفظ اللہ کی "ہ" سے جو دودھ کی نہر جاری ہوئی ہے وہ اس مزدلفہ پر بشکل جواہر نازل ہوتی ہے۔ اس کا ذکر پہلے کیا جاچکا ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ پہنچے تب آپ نے ارشاد فرمایا بیشک خدا نے تم میں سے نکوکاروں کی مغفرت فرمادی اور نکوکاروں کی تم میں

سے گنہگاروں کی نسبت شفاعت منظور کی اب رحمت نازل ہوگی اور تم کو پہنچے گی اور پھر زمین میں مغفرت پھیل جائے گی۔

اس حدیث شریف میں نزول رحمت کی بشارت اور مغفرت کی خبر اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ زمین میں مغفرت پھیل جانے کی بشارت دی گئی۔

مزدلفہ کی زمین اپنے اندر قوت جاذبہ رکھتی ہے۔ یہ جوہر زمین میں جذب ہوکر پانی کی سطح تک پہنچ جاتے ہیں اور یہاں سے یہ جواہرات پانی کے ذریعہ روئے زمین میں پھیلائے جاتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے تحریر کرچکا ہوں کہ زمین پر اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے نباتات پیدا فرمائے ہیں کہ ان میں یہ جوہر جڑوں کے ذریعہ پہلے پھول پھر پھل کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور تمام انسانوں کو ان پھلوں کے ذریعہ جوہر علم حاصل ہوتا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات سے بوقت مزدلفہ عصر و مغرب سے قبل روانہ ہوکر تمام شب مزدلفہ میں وقوف کرنا واجب قرار دیا۔ (واجب وہ عمل ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو) اور اس میں قیام کرنے میں کوئی حکمت ضرور ہے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نماز فجر کچھ دیر ٹھہر کر منیٰ کی طرف روانہ ہونے کا حکم فرمایا ہے۔

۹/ذی الحجہ کو وادی مزدلفہ میں پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔

عرفات

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان کے لئے حدود مقرر فرمائے ہیں۔ اس مقدس میدان میں ایک مقدس پہاڑ ہے جس کو جبل رحمت کہا جاتا ہے۔ یعنی ''رحمت کا پہاڑ''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دامن میں کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا تھا اور اسی پہاڑ پر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام اور حوا کی ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تھی۔

جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب آدم علیہ السلام نے گندم کا استعمال کیا تو جسم سے وہ لباس اتر کر فقط نشانی انگلیوں پر باقی رہ گئی۔ (روح البیان جلد ۱۔ صفحہ ۱۵۰)

ایک روایت میں ملتا ہے کہ اس لباس کے اترنے سے شرمگاہیں ایک دوسرے پر کھل گئیں۔ حضرت آدم حوا کی ملاقات تین سو سال کے بعد ہوئی۔ حضرت حوا جدہ میں اور حضرت آدم کو ہند میں اتارنے میں بیشمار حکمتیں ہیں جیسے کہ حضرت حوا کو جدہ میں اتار کر ان کے وجود میں وہ انوار و برکات جو کعبہ معظّمہ پر نازل ہوتے ہیں اضافہ کیا گیا۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کو ہند میں اتار کر چالیس مرتبہ کعبہ معظّمہ کی زیارت کے لئے بلایا گیا۔ ان کا یہاں پہنچ کر حج کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ کعبہ معظّمہ پر بیت النور سے نازل ہونے والے تمام جواہرات ان کے وجود میں داخل ہو جائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حاجی حج کرنے کے بعد کسی کا محتاج نہیں رہتا اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے وجود میں وہ تمام جوہر داخل ہو جاتے ہیں جو کعبہ معظّمہ پر نازل ہو رہے ہیں۔ اگر دنیوی محتاجی ہوتی تو بیشمار حاجی بھیک مانگتے نظر نہ آتے۔

جب حضرت آدم و حوا کے جسم سے لباس بہشتی اتر گیا تو ان کے جسموں کے بال ظاہر ہو گئے اور یہ بال مثل نباتات کے ہیں جس طرح نباتات ارضی و سماوی جواہرات کھینچتے ہیں اسی طرح ہمارے جسموں کے بال بھی ارضی غذا کے ذریعہ اور سماوی فضا کے ذریعہ جوہر حاصل کرتے ہیں۔ اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام کو ہند سے مکہ کی طرف چالیس مرتبہ بلایا گیا اور واپس کیا گیا۔

تکمیل جواہرات کے بعد انسانوں کی نسل کا سلسلہ شروع ہوا جو قیامت تک جاری رہے گا۔ انسانوں کا کعبہ معظّمہ میں پہنچ کر نیم برہنہ ہو کر طواف کرنے میں ضرور کوئی حکمت ہے اسی لئے اسلام نے ستر عورت چھپانے کیلئے دو بغیر سلے ہوئے کپڑوں کا حکم دیا جسے احرام کہا جاتا ہے۔ احرام کا باندھنا واجب قرار دیا گیا۔ عصر کے وقت سے لیکر غروب آفتاب تک دعا تسبیح و تقدیس کرنے کا حکم فرمایا۔ یہاں کی مٹی سے آدم اور ابن آدم کے جسم میں ناف کو بنایا گیا۔ ناف سے ہی غلط وسوسے اٹھ کر دماغ کو متاثر کرتے ہیں اور انسان کو غلط روی اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔ اس لئے یہاں بیدار رہ کر دعا مانگنے سے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اسی مقدس عرفات کی زمین پر حاجی کہلانے کا مستحق بن جاتا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ کسی مرد صالح نے حج کیا جب عرفات سے واپسی ہوئی تو اسے یاد آیا کہ اپنی ہمسائی

بھول آیا پھر وہ عرفات لوٹ گیا تو اسے وہاں بندر اور سور ملے ان سے وہ گھبرا گیا۔ پھر کسی نے اس سے کہا خوف نہ کر یہ حاجیوں کے گناہ ہیں جنہیں وہ یہاں چھوڑ گئے ہیں اور پاک وصاف ہو کر لوٹ گئے ہیں۔ اس نے اپنی ہمیانی لے لی اور تعجب کرتا ہوا واپس آیا اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس حال میں کہ آپ عرفات میں تھے اے لوگو میرے پاس ابھی جبرئیل آئے تھے اور مجھ سے خدا کا سلام کہا اور یہ کہا کہ خدا نے اہل موقف اور اہل شعر حرام کو بخش دیا اور خود ان کی بدانجامی کا ضامن ہو گیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خاص ہم لوگوں کے لئے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے اور قیامت تک جتنے تمہارے بعد آئیں ان سب کے لئے تو عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے خدا کی خیر بکثرت ہے اور پاکیزہ ہے۔

(نزہتہ المجالس جلد ا۔ صفحہ ۳۶۲)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو انسان ذہن وقلب پر ان النفس لامارة بالسوء ایسے وسوسے پیدا ہوتے ہیں جو گناہوں کی طرف مائل کرتے ہیں۔ ان کے یہ گناہ بندروں اور سوروں کی شکل میں انسان کے وجود میں داخل ہو جاتے ہیں اور جب مسلمان عرفات کے میدان میں پہنچتا ہے تو یہ گناہ اتر کر عرفات کی زمین میں پھیل جاتے ہیں۔ جیسا کہ صفا مروہ اور ان کے درمیان سعی کرنے کے عنوان میں ذکر کر چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یعلم مایلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء ومایخرج فیھا وھو الرحیم الغفور (ترجمہ) وہ سب کچھ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے۔

اور آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔ وہ بڑا رحم والا مغفرت کرنے والا ہے۔ الغرض اس آیت کے مطابق عرفات کے میدان میں وسوسوں کا نزول ہوتا ہے۔ اسی لئے انسان کے جسم سے اور آسمانوں سے اسی جگہ نزول ہو کر زمین سے سطح آب تک پہنچ جاتے ہیں اور یہ پانی کے ذریعہ بشکل جوہر پوری روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ زمین پر اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے نباتات پیدا فرمائے ہیں، ان کی جڑیں وہ جواہر سطح آب سے کھینچ کر پہلے پھول پھر پھل کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض پھلوں میں جزوی طور سے اور بعض پھلوں میں اجتماعی طور پر وہ جوہر پائے جاتے ہیں جو ذہن وقلب پر وسوسے پیدا کرتے ہیں۔ جن پھلوں میں اجتماعی طور سے وہ جوہر پائے جاتے ہیں وہ پھل یہ ہیں،، دھتورا، تمباکو، افیون، چرس، بھنگ وغیرہ وغیرہ۔ عرفات کے میدان میں جب یہ وسوسے اتر جاتے ہیں تب وہ حاجی کہلانے کا مستحق بن جاتا ہے۔ الغرض عرفات کو عرفات اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہاں پر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا نے ایک دوسرے کو پہچانا لیکن فقیر کے نزدیک یہاں پہچاننے سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے ایک دوسرے کی شرمگاہوں کو پہچانا اس لئے کہ برہنہ حالت میں ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی تو وسوسوں نے نازل ہو کر بالوں کے ذریعہ آدم علیہ السلام اور حوا علیہ السلام کے وجود میں داخل ہو کر ہلچل پیدا کر دی یعنی خواہشات کے لشکر نے آ کر گھیر لیا اور یہاں پر ایک دوسرے کو پہچان لیا اس لئے اس کو عرفات کہا جاتا ہے ورنہ حضرت آدم اور حضرت حوا کے سوا تیسرا کوئی انسان تھا ہی نہیں کہ جن کی بھیڑ میں ایک دوسرے کو پہچاننے میں دقت ہوتی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو عرفان عطا فرمائے۔ آمین

حضرت آدم کا پتلا اور شیطان کا تھوک

اس سے قبل کہ انسان ترقی کر کے دوسری دنیا میں پہنچنے کا دعویٰ کرے۔ انسان کامل ہادیٔ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اقوال اور اللہ کے مقدس کلام کے ذریعہ وہ سب کچھ بتادیا جو کائنات عالم میں ہو چکا اور ہورہا ہے اور ہوگا۔ اور نشان دہی بھی فرمادی۔ جیسا کہ میں پہلے تحریر کر چکا ہوں کہ انسان کائنات عالم کا مجموعہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے میں قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کا خمیر بشریت اور جوہر لطیف تھا۔ بنی آدم نطفہ کے ذریعہ روئے زمین پر پھیلنے لگے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا یہ پتلا پوری روئے زمین سے اٹھائی گئی مٹی کا تھا جس کی لمبائی ۶۰ ساٹھ گز اور چوڑائی سات گز تھی۔ یہ پتلا طائف اور مکہ کے درمیان وادی نعمان میں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کے پتلے پر بربنائے حسد تھوک دیا جو اس جگہ پر گرا جس جگہ پر ناف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس جگہ سے مٹی اٹھا

کر کتا بنا دیا جائے۔ اسی مٹی سے کتا بنا دیا گیا۔ اس کے باوجود شیطان کے تھوک سے جراثیم حضرت آدم علیہ السلام میں سرائت کر گئے۔ یہ ہے آدم کی جسمانی جنت میں داخل ہونے کا طریقہ۔ یہی وہ نفس ہے جو آدم کے ذہن وقلب پر غلط وسوسے پیدا کرنے لگا۔ ان النفس لامارة بالسوء کا یہی مطلب ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شیطانی وسوسوں سے بچاؤ کے بہترین طریقے ارشاد فرمائے ہیں۔ جب موذن اذان کہتا ہے تو جہاں تک آواز جاتی ہے شیطان وہاں تک بھاگتا چلا جاتا ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، عن ابی هريرة ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال اذا نودی للصلوٰة ادبر الشیطان له ضراط حتی لایسمع التاذین فاذا قضی الندأ اقبل حتی اذاثوب با الصلوٰة ادبر حتی اذا قضی التثویب اقبل حتی یخطر بین المرء ونفسه یقول اذکر کذا اذکر کذا لمالم یکن یذکر۔ مشکوٰۃ شریف ص ۶۴ (ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور گوز کرتا ہوا جاتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سنے جب اذان ختم ہوتی ہے تو واپس آجاتا ہے جب اقامت کہی جاتی ہے تو پھر بھاگ جاتا ہے جب اقامت ختم ہوجاتی ہے تو پھر واپس آجاتا ہے تاکہ آدمی کے دل میں وسوسے پیدا کرے فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر وہ باتیں جو اسے یاد نہیں ہوتیں اسے یاد دلاتا ہے۔

یعنی اذان سے شیطان کو بیحد تکلیف ہوتی ہے۔ اسی لئے اذان کی آواز سے کتے کو بھی تکلیف ہوتی ہے یہ بات انسان پر عیاں ہے کہ موذن

اذان کہتا ہے تو کتے بھی روتے ہوئے مسجد کی طرف دوڑ پڑتے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس قول سے دور جدید کے سائنس دانوں کی تصدیق ہوتی ہے کہ کتا کسی کے جسم کے کسی حصہ پر کاٹتا ہے تو یہ شیطانی جراثیم انسان کے ناف پر جمع ہو جاتے ہیں۔ ان جراثیم کو ہلاک کرنے کے لئے چودہ انجکشن اس کی ناف پر لگائے جاتے ہیں چودہ انجکشن لگنے میں بھی ایک حکمت ہے وہ یہ ہے کہ انسان سات زمین اور سات آسمانوں کا مجموعہ ہے۔ انسانی چودہ عالم میں جہاں جہاں وہ جراثیم ہیں وہ کھنچ کر ناف میں جمع ہو کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس طرح انسان ہلاکت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بحالت نماز دونوں ہاتھ ناف پر باندھنے کا حکم فرمایا تا کہ یہاں سے اٹھنے والے شیطانی وسوسے دماغ کی طرف نہ رجوع ہوں کہ جس سے دماغ کے روزن بند ہو جاتے ہیں اور نمازی کا شعور ختم ہو جاتا ہے اور جو لوگ ناف پر ہاتھ باندھ کر شیطانی جراثیم کو ذہن کی طرف پہنچنے سے روک دیتے ہیں۔ وہی لوگ خشوع خضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ ان پر عرفانیات کے روزن کھل جاتے ہیں اور اپنے سر کی آنکھوں سے تمام عالم کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

الغرض ماں کے پیٹ میں پرورش پانے والے بچے میں بھی یہ جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پیدا ہونے والے بچے کے ایک کان میں اقامت اور دوسرے کان میں اذان کہی جائے تا کہ ناف سے اٹھنے والے شیطانی وسوسے دماغ کو متاثر نہ کر سکیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جن بچوں کے کانوں میں اذان و اقامت نہیں کہی گئی وہ بچے ام الصبیان جیسے دوروں کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کی

زندگی تباہ و برباد ہو جاتی ہے۔

انسانی جسم میں ایسی جنتیں ہیں کہ انسان اپنی جنتوں کے ذریعہ آسمانی جنتوں کا مشاہدہ کرتا ہے یعنی قلب کا دیکھنا عرش کے دیکھنے کے برابر ہے۔ جس نے جگر کو سمجھ لیا اس نے کرسی الٰہیہ کا مشاہدہ کر لیا جس نے پھیپھڑے کو سمجھ لیا اس نے عالم ارواح کو سمجھ لیا اور جس نے ام الدماغ کو سمجھا وہ قطب ستارہ پر پہنچ گیا۔ جس نے مستک کو سمجھ لیا اس نے بیت المعمور کو دیکھ لیا اور جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا وہ شیطان کی شرارتوں سے آگاہ ہو گیا۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں انہیں گوشت کے لوتھڑوں کو لطیفہ خفی، لطیفہ اخفیٰ، لطیفہ نفس، لطیفہ روح، لطیفہ سر اور لطیفہ قلب کہا جاتا ہے۔ انہیں کو لطائف ستہ کا نام دیا ہے۔

ساتویں زمین پر
انوار ورحمت کی بارش

ساتویں زمین تمام روئے زمین ہے۔ انسان کے جسم میں ہڈیاں مثل پہاڑوں کے ہیں اوران ہڈیوں پر چمٹا ہوا گوشت مثل روئے زمین کے ہے۔ جسم پر پھیلے ہوئے بال ان کی مثال روئے زمین پر پھیلے ہوئے نباتات سے ہے۔ ساتویں زمین جو 22820 مربع میل سے بھی وسیع ہے۔
اس پر انوار وبرکات کا اسی طرح نزول ہوتا ہے کہ سورج چاند اور تمام سیارگان فلکی ۲۴ گھنٹہ میں نو وقت انوار ورحمت بکھیرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ وہ نو وقت یہ ہیں (۱) سورج نکلنے سے پہلے (۲) سورج نکلنے کے بعد (۳) سورج میں تمازت آنے سے پہلے (۴) سورج میں تمازت گزرنے کے بعد (۵) سورج غروب ہونے سے پہلے (۶) سورج غروب ہونے کے بعد (۷) سفیدی غائب ہونے سے پہلے (۸) سفیدی غائب ہونے کے بعد (۹) رات کی مکمل تاریکی۔

(نوٹ): ۴۱ وقت اور ہیں جن کا ذکر اگلے صفحات پر۔

اسلام ایسا مذہب ہے کہ جس نے ان نو وقتوں کے نام بھی منتخب فرمائے ہیں وہ نام یہ ہیں فجر، اشراق، چاشت، ظہر، عصر، مغرب، اوابین، عشا اور تہجد۔ یہ وہ وقت ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ کے فرشتے انسانوں کے

سروں پر ان کی اپنی ضروریات زندگی کے جواہرات بکھیرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ جو لوگ خشوع وخضوع کے ساتھ ان اوقات میں مثل ان حروف تہجی کے ،، ا، ل، ا، ہ، م ح م، د، رکوع وسجود میں بن جاتے ہیں وہ ان سے زیادہ مستفیض ہوتے ہیں۔ بہرحال یہ ساتویں زمین ہے کہ اس کے اندر سیارگان فلکی کے بکھیرے ہوئے بیشمار خزانے ہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا،، خزائن السمٰوات والارض ،یعنی زمین وآسمان کے خزانے۔ جب انسان اپنے جسم کی زمین میں خدا کے خزانوں کو تلاش کرتا ہے تب اس پر زمین کے پوشیدہ خزانے کھول دیئے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زمین کے خزانے کھول دیئے اور ساتھ ہی ساتھ ان خزانوں کی کنجیاں بھی عطا فرما دیں۔ جو اہل فکر ہیں ان پر آج بھی یہ خزانے کھلتے رہتے ہیں لیکن ان خزانوں کے کھولنے میں بھی اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ لازم ہے۔

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چار حروف یعنی م۔ ح۔ م۔ د۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں زمین اور آسمان کی کنجیاں بنایا ہے۔

چنانچہ آیت کریمہ مفاتیح السمٰوات والارض میں مفاتیح کا حرف اول م اور آخری حرف ح اسی طرح مقالید السمٰوات والارض میں مقالید کا حرف اول م اور حرف آخر دال کو جب وصل کیا جائے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے۔ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ورد کرنے والوں پر تمام کائنات عالم کے خزانوں کے ابواب کھول دیئے جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام میں ابواب السمٰوات والارض یعنی زمین وآسمان کے دروازے ذکر ہیں۔

سیروافی الارض

(زمین کی سیر کرو)

حکم ربانی ہے سیروفی الارض ۔اس کائنات عالم میں تمام انسانوں میں انسان کامل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی منفرد حیثیت ہے کہ جنہوں نے تمام عالم کی سیر جسم اورروح کے ساتھ فرمائی ۔اللہ تعالیٰ نے قرآن عظیم میں متعدد مقامات پرارشادفرمایا ہے سیروافی الارض ۔ زمین کی سیر کرو۔لوگوں نے مختلف انداز میں اس پر کلام کیا ہے لیکن فقیر کے نزدیک سیروافی الارض کے اصل معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام سیروا فی الارض زمین میں سیر کرو سے اندازہ ہوتا ہے کہ کہنے والا رب ہے اور سامع بھی موجود ہے تو سامع کون ہے ۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زمین اور آسمان پیدا کرنے سے دوہزار سال قبل تمام انسانوں کی روحوں کو پیدا فرمایا۔ایک روایت میں ہے کہ چار ہزار سال قبل تمام انسانوں کی روحوں کو پیدا فرمایا۔اب سیر کرنے کے اسباب کیا ہیں ۔پچھلی تحریروں سے ثابت ہے کہ عالم امر کے بعد عالم خلق کی تخلیق ہوئی جیسا کہ پہلے تحریر کرچکا ہوں کہ عالم امر مذکر ہے اور عالم خلق مونث ہے جب عالم خلق کی تخلیق فرمادی تب تمام سطح زمین پر طرح طرح کی مٹی کو پوری روئے زمین

سے جمع کیا اور طرح طرح کے پانی سے اس مٹی کو گوندھ کر انسانی پتلا تیار کیا اس پتلے میں حضرت آدم علیہ السلام کی روح کے ساتھ تمام بنی آدم کی روحوں کو داخل کیا۔ یہ ارواح وہ ہیں کہ جن سے کہا گیا کہ زمین میں سیر کرو۔آدم کے اجسام میں یہ روحیں سیر کرنے لگیں ۔حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کی زندگی اوراب لاکھوں سال کے بعد ابن آدم کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ جسم آدم و بنی آدم میں طرح طرح کی مٹی میں سیر کرکے جو ترقی ان دوصدیوں میں کی ہے زمین پر رہ کر ہواؤں میں سیر کررہا ہے اپنے گھر بیٹھ کر ہزاروں کلومیٹر کی دوری پر بذریعہ موبائل اورانٹرنیٹ اور (Fax) فیکس جیسے ذرائع سے آوازیں بھی سن رہا ہے اور تصویریں بھی دیکھ رہا ہے اوراسی انسان نے زمین پر بکھری ہوئی روشنی کو پانی اورلوہے کے ذریعہ رات کودن جیسے بنا رکھا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے خزائن السمٰوات والارض ،آج یہ انسان زمین کے اندر سے آسمان سے نازل کردہ جواہرات بشکل سونا،چاندی،تانبہ،پیتل،سیسہ،لوہا،گندھک،ابرک ،پتھر،کوئلہ،پٹرول ،ہیرے ، جواہرات اوردیگر تمام معدنیات اور کیمیاوی وجراثیمی کیمکل نکال کر زمین اورزمین پر بسنے والی مخلوقات کی تباہی و بربادی کے سامان مہیا کررہا ہے۔یہ اسی سیروافی الارض یعنی زمین میں سیر کرو کا کمال ہے۔اللہ تعالیٰ اور ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ان آیات قرآنی پر غوروفکر کرنے کی دعوت دے رہے ہیں جیسا کہ پہلے تحریر کرچکا ہوں کہ غوروفکر عرفان کی کنجی ہے۔ جب انسان اپنے جسم میں موجود قلب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کو علم وعرفان کے خزانوں کی کنجی عطا کردی جاتی ہے اوروہ اپنے وجود میں تمام عالم کا مشاہدہ کرتا ہے ۔یہی سیروافی الارض کا مفہوم ہے۔اللہ تعالیٰ کے اس مقدس کلام کے

ذریعہ زمین میں سیر کرنا بہت آسان ہے۔ جب انسان حالت نماز میں ہوتا ہے تو وہ اس وقت عالم امر اور عالم خلق کے درمیان ہوتا ہے۔ اور وہ نماز میں سورہ فاتحہ کو بار بار پڑھ کر اپنے جسم میں موجود حروف تہجی کو تحریک میں لے آتا ہے ان کے تحریک میں آنے سے عالم امر اور عالم خلق میں پھیلے ہوئے حروف انسانی جسم میں پھیلے ہوئے حروف تہجی کو متحرک کر کے سالک کے وجود پر انوار ورحمت نازل کرنے لگتے ہیں انسان اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے قلب کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ سیروا فی الارض کا یہی مفہوم ہے۔

سورج اور چاند گہن

چاند اور سورج اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ ۲۴ گھنٹے میں بیشمار جواہرات بکھیر کر انسانوں و دیگر مخلوقات کی ضروریات زندگی کے سامان نازل کرتے ہیں۔ انہیں میں ایسے جواہرات بھی پائے جاتے ہیں کہ جس سے رحم مادر میں بچہ کی نشوونما ہوتی ہے۔ ایک موقعہ ایسا بھی آتا ہے کہ اس گردش لیل ونہار میں چاند سورج اور زمین کے درمیان کچھ سیارے حائل ہو جاتے ہیں کہ جن کی وجہ سے زمین پر نازل ہونے والے جواہرات زمین پر نازل ہونے کے بجائے ان سیاروں کی پشت پر گر جاتے ہیں زمین تک نہ پہنچنے کی وجہ سے انسانوں و دیگر مخلوقات کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے وقت کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تمام مسلمانوں کو نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سورج چاند اور دیگر سیاروں سے نازل ہونے والے تمام جواہرات جو پوری روئے زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ وہ تمام کے تمام انوار و برکات بیت النور سے کعبہ معظمہ پر نازل ہوتے ہیں ایسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم جب گہن دیکھو تو نماز پڑھو۔

عن عائشة انها قالت خسفت الشمس فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم بالناس فقام فاطال القیام ثم رکع فاطال الرکوع

ثم قام فاطال القيام وهو دون القيام الاول ثم ركع فاطال
الركوع وهو دون الركوع الاول ثم سجد فاطال السجود ثم
فعل في الركعة الاخرىٰ مثل مافعل في الركعة الاولىٰ ثم
انصرف وقد تجلت الشمس بخاری شریف جلد ۱ ص
۱۴۲ (ترجمہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عہد رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم میں سورج گہن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو
نماز پڑھائی اور کھڑے ہوئے تو دیر تک قیام کیا پھر رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا
پھر کھڑے ہوئے تو دیر تک کھڑے رہے لیکن وہ پہلے قیام سے کم تھا پھر
رکوع کیا تو لمبا رکوع کیا البتہ پہلے رکوع سے کم تھا پھر سجدہ کیا تو لمبا سجدہ
کیا پھر دوسری رکعت میں بھی اس طرح کیا جس طرح پہلی رکعت میں کیا تھا
پھر نماز سے فارغ ہوئے تو سورج صاف ہو چکا تھا۔

عن عبدالله بن عمرو قال لما كسفت الشمس على
عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم نودى ان الصلوٰة
جامعة ۔

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،،

عن عروة عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم
قال خسفت الشمس في حياة النبي صلى الله عليه وسلم
فخرج الى المسجد قال فصف الناس وراه فكبر فاقتراء
رسول الله صلى الله عليه وسلم قراة طويلة ثم كبر فركع
ركوعا طويلا ثم قال سمع الله لمن حمده فقام ولم يسجد
وقرأقراءة طويله هو ادنى من القراءة الاولى ثم كبر وركع

ركوعا طويلا هی ادنی من الركوع الاول ثم قال سمع الله
لمن حمدة ربنا ولك الحمد ثم سجد ثم قال فی ركعة الاخرة
مثل ذلك فاستكمل اربع ركعات فی اربع سجدات وانجلت
الشمس قبل ان يصرف ۔ (بخاری شریف عربی جلد ۱ ص ۱۴۲

حضرت عروہ سیدہ عائشہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں سورج گہن ہوا تو آپ مسجد کی طرف نکلے اور
لوگ آپ کے پیچھے صف بستہ ہوئے آپ نے تکبیر کہی اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے لمبی قراءت کی پھر تکبیر کہہ کر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سمع
اللہ لمن حمدہ کہا اور کھڑے ہوئے لیکن سجدہ نہیں کیا اور لمبی قراءت کی
جو پہلی قراءت سے کم تھی پھر تکبیر کہہ کر طویل رکوع کیا جو پہلے رکوع کی
نسبت کم تھا پھر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد کہا اور
دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کہا اور پورے چار رکوع اور چار سجدے کئے
اور سورج نماز سے فارغ ہونے سے پہلے صاف ہو گیا۔

عن ابی بردة عن ابی موسیٰ رضی الله عنه قال
خسفت الشمس فقام النبی صلی الله علیه وسلم فزعا
یخشٰی ان تكون الساعة فاتی المسجدفصلی باطول قیام
وركوع وسجود مارأیته قط ایفعله وقال هذه الایات التی
یرسل الله عزوجل لاتكون لموت احد ولا لحیاته ولكن
یخوف الله بها عباده فاذا رأیتم شیامن ذلك فافزعوا الی
ذكر الله ودعائه واستغفاره ۔ (بخاری شریف جلد ۱ صہ ۱۴۵
(ترجمہ) حضرت ابوبردہ سے روایت کرتے ہیں ابوموسیٰ سورج گہن ہوا تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں گھبرا اٹھے جیسے قیامت برپا ہوگئی ہو آپ مسجد میں تشریف لائے اور بہت لمبے چوڑے قیام رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھی۔ اس سے قبل آپ کو ایسا کرتے نہیں دیکھا گیا۔ فرمایا یہ نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے یہ کسی کی موت وزیست کے باعث نہیں ہوتا بلکہ اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو متنبہ کرتا ہے جب تم اسے دیکھو تو ذکر ودعا اور استغفار کی طرف لپکو۔ (حدیث)

ان ارشادات نبوی سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر سورج اور چاند سے نازل ہونے والے جواہرات کا رابطہ تمہارے جسم سے منقطع ہو جائے تو اب تم نماز کے ذریعہ بیت النور سے نازل ہونے والے کعبہ معظّمہ پر انوار و جواہرات حاصل کرو۔ نماز ہی ایک ایسا طریقہ ہے کہ جس کے ذریعہ انسانی ضروریات زندگی کے تمام اسباب مہیا ہوتے ہیں۔

کعبہ معظّمہ کی زمین وہ زمین ہے کہ جس کے توسط سے پوری روئے زمین میں پانی کے ذریعہ آسمانی تمام خزانے پہنچائے جاتے ہیں۔ جب نمازی پاک وصاف باوضو ہو کر قبلہ رخ کھڑا ہوتا ہے تو اس میں وہ کمی دور ہو جاتی ہے جو سورج اور چاند کے ذریعہ ہم تک جواہرات نہیں پہنچتے ہیں۔

اس لئے جب بھی سورج اور چاند گہن پڑے تو نماز استغفار اور صدقہ کے ذریعہ اپنے اوپر آنے والے تمام مصائب ومشکلات رفع کریں۔

جمادات

جس طرح انسان کے جسم میں ہڈیوں کے درمیان تین سو ساٹھ (360) جوڑ ہیں اسی طرح تمام روئے زمین میں پھیلے ہوئے پہاڑوں کے درمیان میں بھی تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جب زمین پر زلزلہ آئے تو جوڑوں کے ذریعہ بعض علاقے محفوظ رہیں۔ دنیا کے تمام پہاڑوں کو کوہ قاف محیط ہے۔ دنیا کے کسی حصہ پر جب زلزلہ آتا ہے تو وہ کوہ قاف سے آتا ہے۔ حضرت سکندر ذوالقرنین کے واقعہ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالقرنین کوہ قاف پر پہنچے جس کو حضرت اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے فارسی کے اشعار میں لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

(۱) کوہ قاف پر حضرت سکندر ذوالقرنین تشریف لے گئے اسے زمرد کی طرح صاف شفاف دیکھا۔

(۲) جمیع عالم کے گرد حلقہ کی طرح محیط تھا اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے بنائے ہوئے پہاڑ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔

(۳) آپ نے فرمایا، اے پہاڑ کیا تو پہاڑ ہے تو دوسرے کیا ہیں وہ تیرے سامنے ہیچ نظر آتے ہیں۔

(۴) اس نے کہا یہ جملہ پہاڑ میری رگیں ہیں۔ میرے جیسا کون ہو سکتا ہے۔

(۵) ہر شہر میں میری رگیں پھیلی ہوئی ہیں۔ میری رگوں سے ہی تمام جہاں وابستہ ہے۔

(۶) جب اللہ تعالیٰ کسی شہر کو زلزلہ میں ڈالتا ہے تو مجھے اسی رگ کو متحرک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

(۷) اسی رگ کو متحرک کرتا ہوں اس لئے کہ ہر رگ سے شہر وابستہ ہے۔

(۸) پھر جب مجھے خاموشی کا حکم دیتا ہے تو میں اپنی رگ کو روک کر ساکن کر لیتا ہوں۔

علماء کی ایک جماعت نے فرمایا کہ قاف ایک پہاڑ ہے جو تمام روئے زمین کو محیط ہے جیسے آنکھ کی سیاہی (چشم) کو گھیرے ہوئے ہے کہ وہ قاف دنیا کے تمام پہاڑوں سے بڑا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے زمرد اخضر سے پیدا فرمایا ہے یا زبرجد سے اور آسمان اسی سے چمٹا ہوا ہے۔ کوئی شہر اور بستی ایسی نہیں ہے۔ جس کی اس میں جڑ نہ ہو اس پر اک فرشتہ موکل ہے جو ہر جڑ پر انگلی رکھے ہوئے ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم، بستی یا شہر کی تباہی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس فرشتہ کی طرف وحی بھیجتا ہے جو اس جڑ کو کھینچتا ہے۔ جس سے وہ بستی وہ شہر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ شیاطین ایسے زبرجد کی طرف پہنچ کر اسی سے تھوڑے موتی لے کر لوگوں کی طرف پھینکتے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ وہ دنیا میں بہت کم پایا جاتا ہے۔ (روح البیان جلد ۱۳۔ صفحہ ۴۷۷۔ پارہ نمبر ۲۶)

جیسا کہ تحریر کر چکا ہوں کہ انسان کے جسم میں ہڈیاں مثل پہاڑوں کے ہیں اور ان میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں۔ ان کا صدقہ دے دیا کرو۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا اس کا صدقہ کیا

ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشراق کی نماز۔ انسان کے جسم میں سر مثل کوہ قاف کے ہے کہ اس سر نے پورے جسم کی ہڈیوں کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ جس طرح زمین کی جڑیں کوہ قاف کے نیچے ہیں اسی طرح سر کے نیچے گردن میں تمام جسم کی نسیں موجود ہیں۔ ان نسوں کا مرکز ام الدماغ ہے۔

جس طرح کوہ قاف پر موجود فرشتے کی طرف وحی فرما کر زمین میں کسی جگہ زلزلہ پیدا کرنے کا حکم دیتا ہے بالکل اسی طرح انسان کے سر میں ام الدماغ ہے۔ جس پر فرشتہ متمکن ہے کہ وہ جب ام الدماغ کو حرکت دیتا ہے تب گردن میں موجود بعض نسیں متاثر ہو کر جسم میں زلزلہ یعنی فالج اور لقوہ جیسی بیماری میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

بعض کے صرف ایک ہاتھ یا ایک پیر اور بعض لوگوں کا آدھا جسم فالج زدہ ہو جاتا ہے یعنی وہ علاقہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اگر ان کے درمیان ہڈیوں میں جوڑ نہ ہوں تو پورا جسم تباہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح زمین میں بھی تین سو ساٹھ جوڑ ہیں اسی لئے زمین کا بعض حصہ تباہ اور بعض محفوظ رہتا ہے۔

اگر چہ ہڈیوں میں جوڑ نہ ہوں تو ایک ہی مرتبہ زلزلہ آنے میں پوری زمین تباہ و برباد ہو جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور انسان کے جسم میں موجود ہڈیوں میں جوڑ پیدا فرمائے۔

حضرت آدم اور حوا

عالم امر اور عالم خلق کے درمیان

عالم امر مذکر اور عالم خلق مونث ہے۔ ان دونوں عالموں کے درمیان عورت اور مرد کو عالم امر اور عالم خلق کے اندازہ تخلیق میں پیدا کیا گیا یعنی حضرت آدم کا جسم اسی انداز سے بنایا گیا کہ جس انداز سے عالم امر کی تخلیق کی گئی۔ حضرت آدم کے جسم کو عالم امر میں ڈھال دیا گیا گویا کہ عالم امر کا دوسرا نام حضرت آدم ہے۔ حضرت آدم اور ان کی نسل میں پیدا ہونے والے تمام آدمیوں کی روحیں زمین اور آسمانوں کی پیدائش کے دو ہزار سال قبل پیدا کر دی گئی تھیں۔ عالم خلق پر پانی سے مٹی کو گوندھا گیا اور پتلا تیار کیا گیا۔ حضرت آدم کو زمین پر اتار کر اس میں داخل کر دیا گیا۔ حضرت آدم جب پتلے میں داخل ہوئے تو تاریکی دیکھ کر گھبرا گئے اور باہر تشریف لے آئے اور کہا اے بارالہ اس میں تو تاریکی ہے ندائے غیب ہوئی کہ سینے سے اوپر کی طرف بڑھو۔ جب آدم سینے سے گذرتے ہوئے سر میں داخل ہوئے تو انہیں دو کھڑکیاں (آنکھیں) نظر آئیں۔ ٹھہر گئے اور کہنے لگے اے بارالہ یہاں سے تو سب کچھ دکھائی دے رہا ہے۔ پتلا تیار ہونے کی جگہ وادی نعمان

ہے۔ جو طائف اور مکہ کے درمیان ہے جو رحم مادر کا درجہ رکھتی ہے۔ اسلئے عالم خلق کو مونث اور عالم امر کو مذکر لکھا گیا ہے۔ جب عالم خلق اور عالم امر ایک دوسرے سے ملے یعنی آدم اور حوا تب نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا۔

حضرت آدم اور حضرت حوا کو یکجا کیا جائے تو عالم امر اور عالم خلق کا مجموعہ تیار ہوتا ہے چونکہ حضرت آدم کی بائیں پسلی سے حوا کو نکالا گیا ہے اس لئے دونوں عالم امر اور عالم خلق کا مجموعہ ہوئے۔ انسان کے جسم میں ہڈیاں مثل پہاڑوں کے ہیں اور ان پر چھایا ہوا گوشت مثل روئے زمین کے ہے جس طرح روئے زمین پر سمندر دریا اور نہریں ہیں اسی طرح انسان کے جسم میں پھیلی ہوئی نسیں اور ان میں دوڑنے والا خون پانی کی طرح ہے۔ اس پانی میں طرح طرح کے انوار و جواہرات پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے،، **وجعلنا من الماء کل شئی حیا** (ترجمہ) میں نے ہر جاندار شئے کو پانی سے پیدا کیا۔

انسان کے جسم میں بہت سے گوشت کے لوتھڑے ہیں یعنی قلب وجگر، پھیپھڑا ناف، ام الدماغ مستک رحم گردہ مسانہ تلی عضو تناسل پتہ معدہ ناک کان منہ اور ہاتھ پیر ان سب کو حرکت میں رکھنا پانی (بشکل خون) اور اس میں موجود جواہرات کا کام ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ مذکورہ بالا اعضائے جسمانی سب کے سب خلق ہیں امر نہیں۔

امر اس کو کہا جاتا ہے جو ان اجزائے جسمانی کو متحرک رکھتا ہے۔ دراصل اجزائے جسمانی کو متحرک رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کے درمیانی خلاء میں جملہ مخلوقات کی زندگی کے تمام اسباب مہیا

فرمائے ہیں۔ جو ہواؤں کے ذریعہ انسان کے وجود میں داخل ہوتے ہیں اور پھیپھڑا انہیں کھینچ لیتا ہے ۔اس طرح تمام جواہرات خون میں شامل ہو جاتے ہیں اور ہوائیں خالی ہو کر واپس چلی جاتی ہیں۔ یہ جواہرات عالم امر کے ہیں اور دوسرے جو ہر غذا کے ذریعہ معدے میں پہنچتے ہیں ایک سانس کے ذریعہ دوسرا غذا کے ذریعہ جو سانسوں کے ذریعہ پہنچتے ہیں ان کا تعلق عالم امر سے ہے عالم امر لطیف ہے۔

اور جو غذا کے ذریعہ پہنچتے ہیں ان کا تعلق عالم خلق سے ہے یہ جو ہر کثیف ہیں اور یہی جواہرات مذکر و مونث ہیں۔

یہ جواہرات مرد اور عورت کے اختلاط سے نطفہ میں قرار پاتے ہیں۔ جب یہ نطفہ رحم میں داخل ہوتا ہے اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب آجائے تو لڑکی پیدا ہوتی ہے اور اگر مرد کا نطفہ عورت کے نطفے پر غالب آجائے تو لڑکا پیدا ہوتا ہے۔

حالانکہ عورت اور مرد دونوں کے نطفے میں دونوں قسم کے جراثیم ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،، الم یک نطفة من منی یمنی ثم کان علقة فخلق فسویٰ فجعل منه الزوجین الذکر والانثی ۔کیا وہ ایک گاڑھے پانی کا قطرہ نہ تھا جو ٹپکایا گیا تھا پھر وہ لہو کا لوتھڑا ہو گیا پھر اللہ نے اسے پیدا کیا اور درست کیا پھر بنایا اس سے جوڑا نر اور مادہ۔ ادھر انسانوں کی غذا میں جس قدر پھل ہوتے ہیں ان میں دونوں قسم کے جوہر یعنی نر اور مادہ ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے،، ومن کل الثمرات جعل فیھا زوجین اثنین ۔اس میں ہر قسم کے پھلوں کو جوڑے جوڑے پیدا کیا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

ومن کل شئی خلقنا زوجین ۔اور ہم نے ہر شئے جوڑے جوڑے بنائی ہے ۔ یہاں پر ہر شئے کہہ کر جملہ مخلوقات کا تذکرہ کر دیا چاہے وہ انسان ہوں یا حیوانات جمادات ہوں یا نباتات ۔اس سے ثابت ہوا کہ عورت اور مرد کے وجود میں ہر طرح کے جوہر پائے جاتے ہیں۔ سب کو جوڑا بنایا۔

الغرض جس طرح مانسون نہ پیدا ہو تو بارش کا امکان نہیں ہوتا۔ بارش کے لئے مانسون لازمی شئے ہے۔ مانسون پیدا کرنے میں زمین اور آسمانوں کا بہت بڑا دخل ہے ۔گردش لیل ونہار ہی مانسون کو پیدا کرنے کے اسباب مہیا کرتے ہیں۔ یہ مانسون سمندروں پر پھیلے ہوئے جواہرات ہواؤں کے ذریعہ بادلوں میں پانی کے ہر قطرہ کے ساتھ اسی زمین پر گر جاتے ہیں جہاں سے مانسون اٹھتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بارش کے ہر قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جب عورت اور مرد کے وجود میں کافی مقدار میں جواہرات نسوں میں جمع ہو جاتے ہیں جو مثل دریاؤں کے ہیں ۔عورت اور مرد کی گرمی جو مثل مانسون کے ہے جو خون میں جمع جواہرات میں ہلچل پیدا کر دیتی ہے۔ عورت اور مرد کے ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے یہ تمام جواہرات پورے جسم سے سمٹ سمٹ کر گدگدی پیدا کرتے ہیں اور ''مابین'' دونوں کو لطف اندوز کرتے ہیں مثلاً کڑوا کھیرا اس کا اوپری حصہ کاٹ کر پھر کھیرے اور اس کے ٹکڑے کو ایک دوسرے پر رکھ کر رگڑا جاتا ہے تب پورے کھیرے سے کڑواہٹ نکل کر باہر ہو جاتی ہے ۔اسی طرح جب عورت اور مرد ازدواجی تعلقات قائم کرتے ہیں تو دونوں کے پورے جسم سے تمام منوی جواہرات ام الدماغ

میں جمع ہوکر پیٹھ اور سینے کے درمیان سے گزرتے ہوئے رحم میں منتقل ہوجاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، **فلینظر الانسان مم خلق خلق من ماءٍ دافق یخرج من بین الصلب و الترائب** (ترجمہ) انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے اور وہ ایک اچھلتے ہوئے پانی سے پیدا کیا گیا جو پیٹھ اور سینے کے درمیان سے نکلتا ہے۔ یہ حرف ''ک'' اپنے وجود میں پوری کائنات کو سمیٹے ہوئے ہے یعنی انسان جو مجموعۂ کائنات ہے کن کے نقطہ میں پوری کائنات کا علم اور قانون الٰہی لئے ہوئے ہے۔ ان تینوں کی اجتماعی حیثیت کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد کیا، **اولم یر الذین کفروان السمٰوات والارض کانارتقا** ۔ کیا وہ لوگ جنہوں نے ماننے سے انکار کردیا غور نہیں کرتے کہ یہ سب آسمان اور زمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے انہیں جدا کیا۔ بسم اللہ کی ب کا نقطہ بکھر کر قرآن عظیم بن گیا۔ کن کا نقطہ فضاؤں میں بکھر کر عالم امر اور عالم خلق بنے اور نطفہ جو قطرہ ہے اس قطرہ میں انسان سمایا ہوا ہے۔ عورت اور مرد جب ازدواجی تعلقات قائم کرتے ہیں تو سب سے پہلے ان کے وجود سے پانی رحم میں جمع ہوجاتا ہے۔ اس پانی کو مذی اس لئے کہتے ہیں کہ دونوں کے قلوب کے جوہر جمع ہوکر پانی میں سب سے پہلے قلب ظاہر ہوتا ہے۔ عالم کی تخلیق میں بھی سب سے پہلے پانی ہی پیدا ہوا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، **اول ماخلق اللّٰہ الماء** ،، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پانی پیدا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، **وکان عرشہ علی الماء** ،، اور اس کا عرش پانی پر تھا،، اسی طرح عورت کے رحم میں بھی سب سے پہلے پانی میں دل ہی پیدا ہوا جس کی مثال عرش الٰہی سے دی جاتی

ہے۔ اسی پانی میں کچھ ایسے جوہر پائے جاتے ہیں جو قلب سے لگ کر جگر کی صورت اختیار کرتے ہیں اور یہ قلب و جگر رحم میں موجود پانی میں تیرتے رہتے ہیں اور جب عورت اور مرد کا نطفہ پیٹھ اور سینے کے درمیان سے گذرتا ہوا رحم میں داخل ہوتا ہے۔ عورت کا نطفہ رحم میں موجود قلب کی بائیں جانب چپک جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت حوا کو آدم کی بائیں پسلی سے نکالا گیا۔ بعض لوگوں نے اپنی کتابوں میں تحریر کیا ہے کہ عورت اور مرد کا نطفہ رحم کی جھلی سے چپک جاتا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ عورت اور مرد کا نطفہ رحم مادر میں پانی میں تیرتے ہوئے قلب کے دونوں جانب چپک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج** بیشک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے پیدا کیا۔ مطلب عورت اور مرد کے نطفے (مادہ تولید) کا مخلوط ہونا ہے۔ قلب سے جو چیز سب سے پہلے رحم کی فضاؤں میں بلند ہوتی ہے وہ چار نورانی ڈورے ہیں دو سماعت کے اور دو بصارت کے یعنی دو آنکھیں اور دو کان۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،، **وجعل لکم السمع والابصار والافئدہ** ،، اس نے تمہارے کان آنکھیں اور دل بنائے۔ اور دوسری آیت میں ارشاد فرمایا،، **انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج نبتلیه فجعلنه سمیعًا بصیرا** ،، (ترجمہ) بیشک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفہ سے امتحان کے لئے پیدا کیا اور اس کو سنتا دیکھتا بنایا۔

تیسری آیت میں ارشاد فرمایا،، **وھو الذی انشأکم وجعل لکم السمع والابصار والافئدة قلیلا ماتشکرون** ،، (ترجمہ) وہی اللہ ہے جس نے تمہارے کان اور آنکھیں اور دل پیدا کئے مگر تم بہت ہی

کم شکر کرتے ہو۔

حالانکہ ان آیات میں پہلے سماعت پھر بصارت اس کے بعد قلب کو پیدا کرنے کا ذکر ہے لیکن جب پانی میں عرش ظاہر ہوا تھا تب اس کے وجود سے دو سورج پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ اسی طرح عورت کے رحم میں جو چیز سب سے پہلے پیدا ہوتی ہے وہ قلب ہے اور قلب اپنے وجود سے جو چیز رحم کی فضاؤں میں بلند کرتا ہے وہ سماعت اور بصارت ہے۔ انسان کے جسم میں دو آنکھیں ایک سورج اور دوسری چاند کے مانند ہیں۔ انسان کی بیداری دن اور اس کی شب خواب ہے۔ الغرض عورت اور مرد کے نطفے قلب کو اپنے درمیان میں لیکر قلب کے ذریعہ پرورش پانے لگتے ہیں۔ یعنی جسم کے ہر اعضاء کی تخلیق اس طرح کی جاتی ہے کہ اس کا تعلق قلب سے رہتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے اگر وہ درست ہے تو جسم کے تمام اعضاء درست رہتے ہیں اور اگر وہ بگڑ جائے تو جسم کے تمام اعضاء بگڑ جاتے ہیں۔ اے لوگو! وہ گوشت کا لوتھڑا دل ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،، سمٰوات والارض ومابینھما یعنی زمین آسمان اور اس کا درمیانی حصہ عورت کے رحم میں۔ عورت کا نطفہ عالم خلق سے تعلق رکھتا ہے۔ اور مرد کا نطفہ سمٰوات سے تعلق رکھتا ہے اور وما بینھما وہ دل اور جگر ہے جس نے عورت اور مرد کے نطفے کو اپنے وجود میں سمیٹ رکھا ہے۔ جیسا کہ پہلے تحریر کر چکا ہوں کہ قلب کا تعلق عرش سے ہے اور جگر کا تعلق کرسی سے ہے جس طرح یہ عرش اور کرسی تمام عالم کو محیط ہیں یعنی عالم امر اور عالم خلق کو اپنے گھیرے اور احاطے میں لئے ہے اسی

طرح رحم مادر میں قلب اور جگر سب سے پہلے عالم وجود میں آئے اور وہ عورت کے نطفہ کو بائیں طرف اور مرد کے نطفہ کو دائیں طرف سمیٹ کر پرورش پانا شروع کر دیتے ہیں۔ عورت کا نطفہ عالم خلق کا مجموعہ ہے اور مرد کا نطفہ عالم امر کا مجموعہ ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد وسع کرسیه السمٰوات والارض، اسی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ جس طرح عورت اور مرد کے نطفہ کے درمیان قلب وجگر ہے اسی طرح زمین اور آسمانوں کے درمیان قلب عرش وکرسی ہے کہ جس نے تمام زمین اور آسمانوں کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے۔

الغرض یہ نطفے خلق الانسان من علق جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ نطفوں کی جب ہیئت بدلی تب اس نے خون کی پھتکی کی شکل اختیار کر لی،، علق کے معنی خون کی پھتکی کے ہیں۔

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا،، انا خلق الانسان من نطفة امشاج (ترجمہ) بیشک ہم نے انسان کو ملے جلے نطفے سے پیدا کیا۔

مفسرین کا قول ہے، اس سے مراد مرد اور عورت کے مادہ تولید کا مخلوط ہونا ہے جس کی وضاحت قرآن عظیم کی اس مقدس آیت سے ہوتی ہے یعنی یہ مخلوط نطفے کن کن مراحل سے گذرتے ہوئے انسانی شکل پاتے ہیں۔

ولقد خلقنا الانسان من سللة من طين ثم جعلنه نطفة فی قرار مكين ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخقلنا المضغة عظما فكسونا العظم لحما ثم انشأناه خلقا اخر فتبٰرک اللہ احسن الخٰلقين (ترجمہ) یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے

خلاصے سے پیدا کیا۔ پھر اسے نطفہ بنا کر مخلوط جگہ میں قرار دے دیا۔ پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا۔ پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا۔ پھر گوشت کے ٹکڑے میں ہڈیاں پیدا کر دیں پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا پھر ایک اور ہی پیدائش میں پیدا کر دیا۔ برکتوں والا ہے اللہ تعالیٰ جو سب سے اچھا پیدا کرنے والا ہے۔

الغرض انسان کی پیدائش اور کائنات عالم کی پیدائش ایک ہی انداز سے کی گئی۔

انسان کی پیدائش پر غور کرنے سے کائنات عالم کی پیدائش کا اچھی طرح اندازہ ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنہار لایت الاولی الالباب** (پ ۳۔رکوع)

بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات ودن کے ہیر پھیر میں یقیناً عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

جب بچہ رحم مادر میں نو ماہ مکمل کر لیتا ہے تب وہ اپنی اصل صورت میں ہوتا ہے اور اس کی یہ اصل صورت بزرخ محمدی میں ہوتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا،، **کل مولود یولد علی الفطرت الاسلامیۃ** ، ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔

جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا سر بشکل میم برآمد ہوتا ہے اس کے دونوں ہاتھ بازوں سے چمٹے ہوئے ''ح'' کی شکل میں اور سرین بشکل '' میم'' اور اس کے سمٹے ہوئے پیر اور پنجے '' د'' کی شکل اختیار کئے ہوئے ہوتے ہیں یعنی جو حالت سجدہ میں ہوتی ہے اسی حال پر پیدائش ہوتی ہے

یعنی م ح م د محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔لڑکی اور لڑکے کی پیدائش میں نو دونی اٹھارہ ماہ ہوتے ہیں اس میں حکمت یہ ہے کہ انسان اٹھارہ ہزار عالم کا مجموعہ ہوتا ہے ۔ اس کے وجود میں چھ گوشت کے لوتھڑے ہیں ۔ دل دماغ جگر پھیپھڑا مستک ام الدماغ ، ان پر گوشت کے لوتھڑوں میں تین تین ہزار قسم کے جواہرات ہوتے ہیں ۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کے معدے میں تین ہزار قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں اسی طرح چھ گوشت کے لوتھڑوں میں الگ الگ قسم کے جوہر ہوتے ہیں ۔ جس طرح معدے میں تین ہزار قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں بالکل اسی طرح بقیہ پانچ گوشت کے لوتھڑے بھی معدے کے بعد ، قلب ، جگر ، پھیپھڑا ، ماتھا ، ام الدماغ میں تین تین ہزار اقسام کے جواہرات ہوتے ہیں ۔ اس طرح کل ملا کر چھ گوشت کے لوتھڑوں میں اٹھارہ ہزار جوہر ہوتے ہیں ۔ یہ جواہرات مظہر صفات باری تعالیٰ ہیں ۔ اس کی ہر صفت ایک عالم ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی پیدائش میں اور تخلیق عالم میں اللہ تعالیٰ کے اٹھارہ ہزار صفات کارفرما ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ **من عرف نفسہ فقد عرف ربہ** ،، جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا تحقیق کہ اس نے اٹھارہ ہزار صفات باری تعالیٰ کو پہچان لیا ۔ یہی رب اور کائنات عالم کو پہچاننے کا ذریعہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رب کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے ۔ (آمین)

صفا مروہ اور اس کے درمیان سعی

زمین پر اللہ تعالیٰ نے بیشمار پہاڑ پیدا فرمائے ہیں ان تمام کے تمام پہاڑوں میں اللہ تعالیٰ کے خزانے پوشیدہ ہیں۔ کچھ ایسے پہاڑ ہیں کہ جن پر آسمانوں سے طرح طرح کے جواہرات کا نزول ہوتا رہتا ہے اور ان میں آسمانوں کے قلوب دھڑک رہے ہیں۔ یعنی وہ پہاڑ آسمانی جنتوں کے دل ہیں اسی طرح زمین پر کچھ ایسے پہاڑ ہیں جو زمینی جنتوں کے دروازے ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،، الصفاو المروۃ بابان من الجنۃ ،، یعنی صفا اور مروہ جنت کے دروازوں میں سے دو دروازے ہیں۔ صفا مروہ اور ان کے درمیان ستر ہزار انوار و جواہرات کا خروج ہوتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ومابینھما قبر سبعین الف نبی ،، صفا اور مروہ جو جنت کے دروازہ ہیں ان کے درمیان ستر ہزار نبیوں کی قبریں ہیں۔ یہاں پر قبروں سے مراد اسرار مخفی ہیں، یعنی چھپے ہوئے راز،، عام قبروں پر چلنا جہنم کی آگ پر چلنے کے مترادف ہے پھر نبیوں کی قبروں پر چلنا کتنا بڑا گناہ ہوگا حالانکہ حجاج کرام پر صفا و مروہ کی سعی

واجب ہے۔ اسرار مخفی یہ ہیں کہ اسحاق علیہ السلام کی نسل میں پیدا ہونے والے ستر ہزار انبیاء علیہم السلام کو جو اوصاف حمیدہ یعنی انوار و جواہرات حاصل ہوں گے وہ سب کے سب صفا اور مروہ اور ان کے درمیان زمین سے نکل کر باہر کی طرف آتے ہیں ان پر سعی کرنے والوں میں ان انوار و جواہرات کا اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ہے،، یعلم مایلج فی الارض ومایخرج منھا وما ینزل من السماء ومایخرج فیھا وھو الرحیم الغفور ۔(ترجمہ) وہ سب کچھ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے۔ وہ بڑا رحم والا اور بڑا مغفرت کرنے والا ہے۔

یخرج اور ینزل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کچھ ایسے جواہرات ہیں جو زمین پر نازل ہوتے ہیں اور کچھ ایسے صفات ہیں جو زمین سے خارج ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے تحریر کر چکا ہوں کہ عالم امر مذکر اور عالم خلق مونث ہے۔ عالم خلق کا مونث ہونے کے لئے زمین پر انسانی اعضاء کا ہونا لازمی ہے۔

الغرض صفا اور مروہ ماں کے پستانوں کی طرح ہیں کہ جن میں پیدا ہونے والے بچوں کی ضروریات زندگی کے تمام جواہرات پائے جاتے ہیں کہ جن سے بچوں کی پرورش اور نشوونما ہوتی ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا سات مرتبہ صفا اور مروا اور اس کے درمیان چکر لگانا ایک ہی وقت میں ہے ایسا نہیں کہ انہوں نے سات چکر کئی دنوں میں لگائے ہوں۔ اس لئے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اسی جگہ پر لیٹے ہوئے تھے جہاں زمزم کا

کنواں ہے اور یہ کنواں صفا مروہ سے دور اور خانہ کعبہ سے قریب ہے۔ یہاں پر اگر پانی ہی تلاش کرنا مقصد ہوتا تو صفا اور مروہ کے سامنے جبل ابوقبیس اور جبل الکعبہ جیسے اونچے اونچے پہاڑوں پر چڑھ کر دور تک پانی کی تلاش میں نگاہیں دوڑا سکتی تھیں لیکن صفا مروہ کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ان کو سات چکر لگوا کر ان کے وجود میں ستر ہزار جواہرات کا اضافہ کیا جو حضرت ہاجرہ کے دودھ کے ذریعہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے جسم میں اتارے گئے یعنی جو خصوصیات حضرت اسحٰق علیہ السلام کی نسل میں ستر ہزار پیغمبروں کو عطا ہوں گی وہ تمام کے تمام جوہر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے وجود میں داخل ہوئے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے نور کو پاک مردوں کے صلبوں سے پاک عورتوں کے رحموں میں منتقل کرتا رہا۔وہ ستر ہزار انوار و جواہرات حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ سے حضرت آمنہ اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تک پہنچائے گئے۔جس قدر معجزات ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں تھے وہ سب کے سب اور ان سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس میں جمع کر دیئے گئے۔

حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بھوکا رکھ کر ان کے وجود میں جواہرات کے خزانے نازل کر دیئے گئے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیاں یا جبرئیل امین کے پروں کے ذریعہ ایسا پانی عنایت فرمایا جو دنیا کے تمام پانی میں منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو سیراب کیا گیا کہ اس پانی میں بھی بے شمار خصوصیات پائے جاتے ہیں کہ جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی امت قیامت تک فیضیاب ہوتی رہے گی۔صفا اور مروہ ماں کے پستانوں کی طرح اور ان کا درمیانی حصہ سینے کے مانند ہے اور اس سینے کے درمیان ایک ایسا مقام ہے جس کو اخضرین کہتے ہیں ان کے دونوں طرف ہری بتیاں لگی ہوئی ہیں۔جہاں سے حضرت ہاجرہ تیزی سے گذر جاتی تھیں بعض لوگوں نے اپنی کتب میں تحریر کیا ہے کہ یہاں پر اتنی گہرائی تھی کہ جب حضرت ہاجرہ یہاں پر ہوتی تھیں تو ان کے صاحبزادہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نظر نہیں آتے تھے تو اس خوف سے تیزی سے گذر جاتی تھیں کہ کہیں میرے بیٹے کو بھیڑیا نہ اٹھالے جائے ،فقیر کے نزدیک یہ بات قابل قبول نہیں ہے اس لئے کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو توکل علی اللّٰہ کامل طریقے سے حاصل تھا پھر یہ کہنا کہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا بھیڑیے کے خوف سے دوڑ کر نکل جاتی تھیں کہ کہیں میرے بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو بھیڑیا نہ اٹھالے جائے ،آپ کے توکل علی اللّٰہ پر ضرب کاری ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو تنہا اس وادی میں چھوڑ کر واپس ہونے لگے تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا پیچھے پیچھے کہتی جاتی تھیں آخر مجھ کو اس وادی میں تنہا کیوں چھوڑے جا رہے ہو۔ آخر کار بار بار کہنے اور آگے گھیر کر کھڑے ہونے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے۔یہ سن کر حضرت ہاجرہ بھی منہ پھیر کر چل دیں کہ تب تو ہم کو خدا کبھی ضائع نہ کرے گا۔یہ ہے حضرت ہاجرہ کا اللہ پر بھروسہ پھر بھیڑیے کا خوف کیا معنی رکھتا ہے۔اس میں حکمت یہ ہے کہ

اخضرین کے درمیان جہاں دوڑ کر نکل جایا جاتا ہے اتنے حصہ پر ایک دریا ہے جس کو بحر اخضر کہا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،، ان عرش ابلیس علی البحر الاخضر یعنی اس دریا پر ابلیس اپنا تخت بچھائے ہوئے بیٹھا ہے۔ فقیر کے نزدیک یہ وہ دریا ہے کہ جس سے ان النفس لامارة بالسوء ، ایسے جواہرات کا خروج ہوتا ہے جو غلط وسوسے پیدا کرتے ہیں جیسا کہ عرفات ناف کے مانند ہے اسی لئے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بحالت نماز ناف پر ہاتھ باندھنے کو ترجیح دی ہے کہ اس جگہ وسوسوں کا نزول ہوتا ہے۔ صفا اور مروہ کا درمیانی حصہ جو سینے کے مانند ہے اس سے وسوسوں کا خروج ہوتا ہے اسی لئے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے سینے پر ہاتھ باندھنے کو ترجیح دی ہے۔ اس طرح ہمارے دونوں امام حق پر ہیں۔

الغرض ان وسوسوں سے بچنے کے لئے حضرت ہاجرہ اس مقام سے دوڑ کر نکل جاتی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ قیامت تک حضرت ہاجرہ کی اقتداء میں اس مقام سے دوڑ کر گذرتے رہیں گے اور شیطانی وسوسوں سے اپنے ذہن وقلب کو متاثر نہ ہونے دیں گے۔ اسی میں ہماری کامیابی وکامرانی ہے۔ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر کے ستر ہزار اوصاف جو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کو الگ الگ عطا کئے جانے والے تھے وہ سب حضرت ہاجرہ کے وجود میں داخل کر دیئے گئے اور اخضرین کے درمیان وسوسے داخل ہونے کا امکان تھا ۔ وہاں سے دوڑ کر نکل جاتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جس قدر پیغمبر گذرے ہیں وہ آپ کی امت میں پیدا ہونے

کی تمنا رکھتے تھے۔ اس لئے کہ ہر نبی کو چند خصوصیتوں سے نوازا جاتا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اُمتی جو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے والے ہیں ان کے شعور کے مطابق بہت سی خصوصیات سے نوازا جاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کو سمجھ سمجھ کر سعی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

وقت

دنیامیں سب سے زیادہ قیمتی شئے وقت ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس گردشِ لیل ونہار میں پچاس وقت ایسے پیدا فرمائے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا ہے جیسا کہ،، کما اصلیت کما بارکت ،، سے ظاہر ہے۔جن کے حصول کے ذرائع بھی ایجاد فرمائے ہیں ۔اور وہ ذرائع پچاس وقت کی نمازیں ہیں ۔پہلے نماز کی حقیقت سے آگاہ ہونا لازمی ہے اس کے بعد وقت کی حقیقت خود بخود سامنے آجائے گی ۔شرائط نماز میں پہلی شرط پاک ہونا اور دوسری باوضو ہونا۔وضو میں چار فرض ہیں جن کو پورا کئے بغیر حصول رحمت و برکت ناممکن ہے ۔(۱) چہرہ دھونا ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ماتھے سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک (۲) کہنیوں سمیت ہاتھ دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں تک پیر دھونا۔ ان چاروں فرائض کا ادا کرنا اس لئے لازمی ہے کہ پیروں کے دونوں تلوے زمین سے مس ہوکر زمین میں بکھرے ہوئے انوار و جواہرات حاصل کرنے لگتے ہیں یہ جواہرات ارضی کہلاتے ہیں ۔۲۔ہتھیلیاں عالم امر سے نازل ہونے والے جواہرات کھینچنے لگتی ہیں۔وجہ یہ ہے کہ سر میں جو سات گوشت کے لوتھڑے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو کعبہ معظّمہ پر چنے ہوئے سات پہاڑوں کے پتھروں کے سفوف سے بنایا ہے ۔وہ سات پہاڑ یہ

ہیں۔ ۱۔ طوزیتا ۲۔طور سینا ۔۳۔ جودی ۔۴۔کوہ لبنان ۔۵۔حرا ۔۶۔ان کے علاوہ حجر اسود۔ ۷۔ساتواں وہ جس پر ان سب کو چنا گیا۔جب مسلمان کعبہ معظّمہ کی طرف چہرہ کرکے کھڑا ہوتا ہے تو یہ ساتوں گوشت کے لوتھڑے کعبہ معظّمہ پر نازل ہونے والی ایک سوبیس رحمتیں اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں ان میں سے پانچ قوتیں جنہیں حواس خمسہ بھی کہتے ہیں پیدا ہو جاتی ہیں وہ پانچ قوتیں یہ ہیں :۱۔قوت سامعہ ،۲۔قوت لامسہ ،۳۔قوت باصرہ ،۴۔قوت ذائقہ ،۵۔قوت مدرکہ۔نمازی نماز کے ذریعہ اپنے سر کی بیٹری خوب چارج کرلیتا ہے اور اسی لئے مسلمان پر تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض قرار دیا گیا۔ایسے مسلمان ہی اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرکے پچاس وقت میں نازل ہونے والی رحمتیں اور برکتیں حاصل کرلیتے ہیں۔

اسلام ہی ایک ایسا مقدس مذہب ہے کہ جس میں پانچ اصول ایسے ہیں کہ جن پر عمل پیرا ہوجائے تو دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں سرفرازی و سربلندیاں حاصل ہوسکتی ہیں۔کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اس کلمہ طیبہ کو پڑھ لینے کے بعد ایک انسان سچا پکا مسلمان ہوجاتا ہے یعنی یہ مسلمان اسلام کے احاطۂ رحمت میں داخل ہوجاتا ہے تب اس کے سامنے دوسرا سوال پیش کیا جاتا ہے وہ ہے نماز۔اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام قرآن عظیم میں جگہ جگہ جس چیز کی تاکید و تنبیہ فرمائی وہ نماز ہے اقیم الصلٰوۃ یعنی نماز قائم کرو۔نماز کس طرح قائم کی جائے جیسا کہ تحریر کرچکا ہوں کہ وہ ''کن'' کے نقطہ نے بکھر کر فضائے بسیط میں حروف تہجی کی شکل اختیار کرلی اس کے تحت نماز قائم کی جائے اس طرح کہ

مسلمان کعبہ معظمہ کی طرف چہرہ کرکے سیدھا کھڑا ہوجائے اور دونوں ہاتھ کانوں کی لوتک لاکر تکبیر تحریمہ کہے۔ جس کا مطلب عہد کرنے کے ہیں وہ اپنے ہاتھ کو ناف کے نیچے باندھ کر اس بات کا عہد کرلیتا ہے کہ نہ وہ کسی سے گفتگو کرے گا نہ کھانے پینے کی طرف راغب ہوگا بلکہ سیدھا کھڑا ہو کر اپنی دونوں آنکھوں کو سجدہ گاہ پر گاڑ کر حروف تہجی سے الف بنکر کھڑا ہو جائے جس کو قیام کہا جاتا ہے۔ نماز قائم کرنا اسی کو کہا جاتا ہے کہ وہ الف بنکر کھڑا ہوجائے۔ اس کے بعد پڑھنا اس کو کہتے ہیں کہ وہ سب سے پہلے ثنا تعوذ پھر تسمیہ اور اس کے بعد سورہ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے۔ واجب وہ عمل ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ جب نمازی الف کی طرح کھڑا ہوکر سورہ فاتحہ کی تلاوت کرتا ہے تب اس کے جسم میں موجود حروف تہجی میں تحریک پیدا ہوتی ہے اس لئے کہ حروف تہجی ہی افلاک پر بڑے بڑے سیارے ہیں جن سے بے شمار جواہرات خانہ کعبہ پر نازل ہونے لگتے ہیں اور نماز پڑھنے والے کی طرف سجدے گاہ کی طرف پہنچ کر اس کی بیٹری کو چارج کرنے لگتے ہیں اور جب وہ الف کے بعد لام کی طرح رکوع میں ہوتا ہے تب اس کی نگاہیں دونوں تلوؤں کے درمیان ہوتی ہیں اور یہاں سے بھی اس کی نگاہیں ویڈیو کیمرے کی طرح آنکھوں کے ذریعہ پہلے سر میں پھر قلب پر تصاویر منعکس کرنے لگتی ہیں اور پھر یہ سیدھا سیدھا الف کی طرح کھڑا ہوجاتا ہے جس کو قیام کہتے ہیں۔ پھر اس کی نگاہیں سجدہ گاہ پر ہونا چاہئے الف، لام، الف کے بعد جب وہ سجدے میں جاتا ہے تب "م" کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔ سجدے کی حالت میں اس کی دونوں نگاہیں ناک کی طرف ہونا چاہئے۔ سجدے کی یہ حالت دو شخص ہاتھ کے مانند ہے جب اس کو الف

لام الف کے بعد الف سے وصل کردیا جائے تب حروف تہجی سے لفظ اللہ بن جاتا ہے لیکن اگر اللہ کے ساتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وصل نہ کیا جائے تو نماز نامکمل ہوگی حروف تہجی سے لفظ اللہ کے ساتھ اسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح وصل کیا جاتا ہے کہ جب آپ سجدے کی حالت میں غور وفکر کریں تو زمین پر رکھا ہوا سر حرف میم اور لٹکتی ہوئی کہنیاں "ح" اور اٹھے ہوئے سرین میم گھٹنے اور موڑے ہوئے پنجے دال کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔ اب ہوا "م ح م د" یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب یہ شکل اختیار کی جائے اللہ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تب عرش اپنے وجود سے اور کرسی بیت النور قطب ستارہ اپنے اپنے خزانوں سے بے شمار خزانے کعبہ معظمہ پر نازل کردیتے ہیں اور کعبہ معظمہ کی طرف سینہ اور چہرہ کرکے نمازی قوت باصرہ، قوت سامعہ، قوت لامسہ، قوت مدرکہ، قوت ذائقہ جیسے بیشمار انوار وجواہرات حاصل کرلیتا ہے۔ اسی طرح داہنے پیر کا انگوٹھا زمین میں اس طرح جمالیا جائے کہ وہ جگہ سے جنبش نہ کرسکے اس عمل سے دماغ کے روزن اس طرح کھل جاتے ہیں جیسے صدف دریا کے کنارے آکر منہ کھول کر اپنے میں بارش کا قطرہ حاصل کرلیتا ہے اور وہ سچا موتی (گوہر آبدار) کہلاتا ہے۔ اسی طرح بحالت نماز انگوٹھا دبا رہنے سے بیشمار انوار وجواہرات اس کے دماغ میں داخل ہوجاتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کی رات پچاس وقت کی نمازیں عطا فرمائیں تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پچاس وقت میں بیشمار اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو اپنے سینوں میں بھر لے اور اس کیلئے یہ نماز شاندار چارجنگ (Charging) کا کام کرتی ہے اور جسم میں موجود تمام مشینریاں اپنا اپنا کام کرنے لگتی ہیں

اور نمازی مومن اور ولایت کا درجہ پا کر اپنی آنکھوں سے تمام عالم کا مشاہدہ کرنے لگتے ہیں۔ الغرض ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو مختلف وقتوں کی ایک ایک دو دو وقت کی نمازیں عطا کی گئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پچاس وقت کی پچاس نمازیں عطا کی گئیں لیکن ان پچاس وقتوں میں سے پانچ وقت کی نمازیں باقی رکھی گئیں اور پینتالیس (۴۵) وقت کی نمازیں معاف کر کے پانچ میں پچاس وقت کا ثواب عطا کرنے کا وعدہ کیا گیا ہے اور یہ پچاس وقت اوقاتِ مکروہ اور ممنوعہ کو چھوڑ کر ہیں۔ ان میں کچھ خاص اوقات ہیں جن میں خاص رحمتوں اور جواہر کا نزول ہوتا ہے۔ اس کے لئے جو بات سب سے اہم ہے وہ وقتوں کا عرفان ہے اور وقت کا عرفان صرف اور صرف خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور ان لوگوں کو جن پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص نظر اور توجہ ہوتی ہے۔

وقت کے عرفان کے بغیر مکمل رحمتیں اور برکتیں حاصل ہونا ناممکن ہے۔ پہلے نو وقت سمجھیں (۱) ظہر (۲) عصر (۳) مغرب (۴) اوابین (۵) عشاء (۶) تہجد (۷) فجر (۸) اشراق (۹) چاشت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل مبارک سے انہیں اوقات کو کئی کئی وقتوں میں تقسیم فرمایا ہے مثلاً ایک حدیث ہے،،

(۱) عن بريدة قال ان رجلاً سال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عن وقت الصلوٰة فقال له صل معنا هذين يعني اليومين فلما زالت الشمس امر بلالا فاذن ثم امره فاقام الظهر ثم امره فاقام العصر والشمس مرتفعة بيضاء نقية ثم امره فاقام المغرب حين غابت الشمس ثم امره فاقام العشاء حين غاب الشفق

ثم امره فاقام الفجر حين طلع الفجر فاذا كان اليوم الثاني امره فابرد بالظهر فابردها فنعم ان يبردها وصل العصر والشمس مرتفعة اخرها فوق الذي كان وصل المغرب قبل ان يغيب الشفق وصل العشاء بعدماذهب ثلث الليل وصل الفجر فاسفر بها ثم قال اين السائل عن وقت الصلوٰة فقال الرجل انا يا رسول الله قال وقت صلوٰتكم بين ما رأيتم۔

(رواہ مسلم۔ مشکوٰۃ المصابیح ۵۹)

(۱) روایت ہے حضرت بریدہ سے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اوقات کے بارے میں پوچھا تو فرمایا تم ہمارے ساتھ ان دو دنوں میں نماز پڑھو جب سورج ڈھل گیا حضرت بلال کو حکم دیا اور انہوں نے اذان کہی پھر حکم دیا انہوں نے ظہر کی تکبیر کہی پھر حکم دیا تو عصر کی تکبیر کہی جبکہ سورج بلند سفید صاف تھا پھر انہیں حکم دیا تو مغرب کی تکبیر کہی جب سورج چھپ گیا پھر انہیں حکم دیا تو عشاء کی تکبیر کہی جب شفق غائب ہوگئی پھر انہیں حکم دیا تو فجر کی تکبیر کہی جبکہ صبح چمکی پھر جب دوسرا دن ہوا تو انہیں حکم دیا ظہر کو ٹھنڈا کیا بلکہ اسے خوب ٹھنڈا کیا اور عصر جب پڑھی کہ آفتاب اونچا تھا اس سے زیادہ دیر لگائی جو کل تھا اور مغرب پڑھی شفق غائب ہونے سے پہلے اور عشاء پڑھی تہائی رات گذرنے کے بعد اور فجر پڑھی خوب اجالا ہونے پر پھر فرمایا کہاں ہے نماز کے اوقات پوچھنے والا شخص؟ بولا! میں ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمایا کہ تمہارے نماز کے اوقات اس کے درمیان ہیں جو تم نے دیکھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ۵۹)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

(۲) عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم امنى جبرئيل عندالبيت مرتين فصلى بى الظهر حين زالت الشمس وكانت قدر الشراك وصل بى العصر حين صار ظل كل شئى مثله وصلى بى المغرب حين افطر الصائم وصلى بى العشاء حين غاب الشفق وصلى بى الفجرحين حرم الطعام والشراب على الصائم فلما كان الغد صلى بى الظهر حين كان ظله مثله وصلى بى العصر حين كان ظله مثليه و صلى بى المغرب حين افطر الصائم وصلى بى العشاء الى ثلث الليل وصلى بى الفجر فاسفرثم التفت الى فقال يا محمد صلى اللہ عليه وسلم هذا وقت الانبياء من قبلك والوقت مابين هذين الوقتين۔ (رواہ ابوداؤدالترمذی ومشکوۃ المصابیح ص۵۹)

(۲) روایت ہے حضرت ابن عباس سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوبار حضرت جبرئیل نے بیت اللہ کے پاس میری امامت کی تو مجھے ظہر پڑھائی جبکہ سورج ڈھل گیا اور سایہ تسمہ کے برابر ہوا اور مجھے عصر پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا اور مجھے مغرب پڑھائی جبکہ روزہ دار افطار کرتا ہے مجھے عشاء پڑھائی جبکہ شفق غائب ہوگئی اور مجھے فجر پڑھائی جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہوتا ہے۔ پھر جب کل ہوئی تو مجھے ظہر پڑھائی کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہوگیا اور مجھے عصر پڑھائی کہ جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہوگیا اور مجھے مغرب پڑھائی جبکہ روزہ

دار افطار کرتا ہے اور مجھے عشاء تہائی رات تک پڑھائی اور مجھے فجر پڑھائی اجالا کر کے پھر میری طرف متوجہ ہوئے عرض کیا اے محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ آپ سے پہلے نبیوں کے اوقات ہیں اور ان دونوں وقتوں کے درمیان وقت نماز ہے۔ (ابوداؤد ترمذی مشکوۃ صفحہ ۵۹)

ان احادیث مطہرہ سے معلوم یہ ہوا کہ ان اوقات کے ابتدائی اور آخری وقتوں میں اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت درمیانی حصہ کے چشمان نبوت اس بات کا مشاہدہ کر رہی ہیں کہ کب وقت آتا اور کب چلا جاتا ہے لیکن ہم امتیوں کے لئے درمیانی حصہ ہی بہتر ہے اس لئے کہ ہم اس بات سے بےخبر ہوتے ہیں کہ کب وقت آیا اور چلا گیا اگر ہم پر سے یہ اوقات گزر جاتے ہیں تو نمازیں قضا ہو جاتی ہیں اور کامل طریقہ سے حاصل ہونے والی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہو جاتے ہیں لہذا ہماری بصیرت کی کمزوری کی بنیاد پر درمیانی حصہ میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ فجر اور عصر کے فرائض کے بعد مکروہ وقت ہونے کی وجہ سے کوئی نفل یا سنت نمازیں نہیں ہیں باقی نمازوں میں فرض سے پہلے اور بعد میں نفل اور سنتیں ضرور ہیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ فرائض درمیان میں اور سنت اور نوافل وقت کے دونوں سروں پر ادا کی جائیں تاکہ تینوں وقت کی رحمتیں اور برکتیں حاصل ہوسکیں۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل امین سے ارشاد فرمایا کیا وقت ظہر ہوگیا۔ جبرئیل نے عرض کیا کہ ابھی نہیں، ہاں ہوگیا ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل پہلے تم نے کہا نہیں اور پھر ایک دم کہہ دیا ہاں ہوگیا ہے۔ جبرئیل امین نے عرض کیا یارسول اللہ جب آپ نے

دریافت فرمایا تب وقت ظہر ہزاروں میل دور تھا لیکن ہم نہیں کہنے ہی پائے تھے کہ اتنے عرصہ میں وقت ظہر ہم پر سے گذرنے لگا۔ تب میں نے عرض کیا ہو گیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس واقعہ سے ہم امتیوں کو ذہن دیا جارہا ہے کہ وقت کیا شئے ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقت سحر کچھ تناول فرمارہے تھے کہ حضرت بلال حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وقت سحر ختم ہو چکا ہے لیکن آپ تناول فرماتے رہے۔ دوسری مرتبہ پھر یہی کہا تیسری مرتبہ حضرت بلال کہتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وقت سحر ختم ہو چکا ہے تب آپ نے اپنے دہن مقدس سے لقمہ نکال دیا۔ پھر حضرت بلال سوال کرتے ہیں کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہلی اور دوسری مرتبہ جب میں نے کہا تو آپ کھانا تناول فرماتے رہے لیکن جب تیسری مرتبہ کہا تو لقمہ نکال دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم نے پہلی اور دوسری مرتبہ کہا تب وقت سحر تھا لیکن جب تم نے قسم کھا کر کہا تب اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسم پوری کرنے کے لئے وقت سحر ہٹا کر صبح صادق شروع کر دی تب میں نے لقمہ نکال دیا۔

معلوم ہوا کہ نگاہ نبوت ہی وقت کا عرفان رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا فرمائیں لیکن جب آپ سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے روانہ ہوئے تب صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت مغرب، آپ نے ارشاد فرمایا آگے ہے۔ اس طرح مزدلفہ تک پہنچتے اچھی خاصی تاریکی چھا گئی تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مغرب

کے فرائض ادا کئے اس کے بعد تکبیر کہلا کر عشاء کی نماز پڑھائی۔

یہ دو وقت جن کا عرفان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے یہ دو وقت ایک سال میں پوری روئے زمین پر گھومتے ہوئے عرفہ کے دن عرفات اور مزدلفہ پر سے گزرتے ہوئے اپنا دائرہ پورا کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس کلام میں نماز اپنے وقت میں ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا ان الصلوٰة كانت على المومنين كتابا موقوتا بیشک نماز مومنین پر فرض ہے مقررہ وقتوں میں۔

ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ جو اللہ تعالیٰ کے مومن بندے ہیں وہ ایک نماز سے دوسری نماز کے انتظار میں رہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ پچاس وقت کی نمازوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور یہ لوگ پچاس وقت کی نمازوں کو ادا کرنے والوں میں شمار کئے جاتے ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں آدھی رات گذر گئی یا آدھی رات کے قریب ہو چکی تھی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں نے تو نماز پڑھ لی اور لوٹ بھی گئے اور تم نماز کا انتظار کر رہے ہو سن لو بیشک تم برابر نماز ہی میں رہو گے جب تک کہ نماز کا انتظار کرتے رہو گے۔

بہر حال زمانہ آپ کا ہے اور وقت آپ کے ساتھ ہے۔

رب تعالیٰ ہم سب کو ان پچاس اوقات کا عرفان عطا فرمائے۔

وقت ہی انسان کو اس کی منزل کا پتہ دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر شمار   کتاب کے اہم عنوانات

۱۔ عالم میں سب سے پہلے کس چیز کی تخلیق ہوئی؟
۲۔ کیا عالم کی ہر شئے کا نمونہ اور مثال انسان میں پایا جاتا ہے؟
۳۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ تعالیٰ کی صفات کا مجموعہ ہے؟
۴۔ عالم میں ہر شئے کی بنیاد کیا ہے؟
۵۔ پانی، دودھ، شہد اور شراب طہور کا منبع ومصدر کہاں ہے؟
۶۔ جاندار زمین کی پیدائش سے پہلے پانی کی تخلیق میں کیا حکمت ہے؟
۷۔ پانی کی قسمیں اور رنگتیں کس چیز کے سبب بدلتی ہیں؟
۸۔ انسان کے جسم میں وہ کون سا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش سے مشابہت رکھتا ہے؟
۹۔ زمین اور آسمان کے تمام علوم کا خزانہ کہاں ہے؟
۱۰۔ دودھ کا منبع کہاں ہے، علوم واسرار کے مشاہدے سے پہلے دودھ کیوں پلایا جاتا ہے؟
۱۱۔ جسم کا کون سا حصہ اللہ پاک کی کرسی سے مشابہ ہے؟
۱۲۔ شراب سرور وکیف کا سرچشمہ کہاں ہے؟
۱۳۔ قطب ستارہ کا مرکز کہاں ہے؟
۱۴۔ قطب ستارہ عین مسجد اقصیٰ کے اوپری محاذ پر کیوں ہے؟

۱۵۔ کیا بیت المقدس کی زمین کیف وسرور اور لذات وخواہشات کے مادوں کو آسمان سے کھینچ کر سطح زمین کو سپلائی کرتی ہے؟
۱۶۔ انسان کے جسم میں کون سا حصہ ہے جس کی مثال قطب ستارہ کی طرح ہے؟
۱۷۔ لذتوں کا ذخیرہ کہاں ہے؟
۱۸۔ شہد کی نہر کہاں سے جاری ہے؟
۱۹۔ پوری روئے زمین میں اسباب زندگی کہاں سے پھیلائے جاتے ہیں؟
۲۰۔ کیا خانہ کعبہ کے محاذ میں اوپر بیت النور ہے؟
۲۱۔ عالم ارواح کا مرکز کہاں ہے؟
۲۲۔ انسان کے جسم کا کون سا حصہ بیت المعمور کے مثل ہے؟
۲۳۔ منازل ارواح کا تعلق جسم کے کس حصہ سے ہے؟
۲۴۔ کیا ایک ہی شخص میں کائنات کی ہر چیز کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے؟
۲۵۔ سورج جوہری توانائی کہاں سے حاصل کرتا ہے اور سورج کا مقام کہاں ہے؟
۲۶۔ جلال وجمال کا مرکز کہاں ہے؟
۲۷۔ چاند انوار وبرکات کہاں سے حاصل کرتا ہے؟
۲۸۔ چاند کی کتنی منزلیں ہیں اور وہ کون کون ہیں؟
۲۹۔ چاند اور سورج کس چیز سے پیدا ہوئے؟
۳۰۔ چاند پر پرچھائیوں اور لکیروں کی طرح جو دکھتا ہے اس کا سبب کیا ہے؟
۳۱۔ سیارہ عطارد سے کون سا جوہر نازل ہوتا ہے؟

۳۲۔ سیارہ مشتری سے کیسی قوت نازل ہوتی ہے؟

۳۳۔ مریخ سے کون سی برکت نازل ہوتی ہے؟

۳۴۔ سیارہ زہرہ سے کون سی رحمت نازل ہوتی ہے؟

۳۵۔ سیارہ زحل سے کیسا جوہر نازل ہوتا ہے؟

۳۶۔ سیارگان فلکی کے منہ کدھر ہیں اور پشتیں کس طرف ہیں؟

۳۷۔ زمین پر وہ کون کون سے پہاڑ ہیں جو مثل ٹاور سیارگان فلکی سے نازل ہونے والے جواہرات کو سطح زمین اور پانی تک پہنچ کر تمام مخلوق تک ان کی سپلائی کرتے ہیں؟

۳۸۔ جو کچھ قرآن میں ہے سورہ فاتحہ اس کا مجموعہ ہے اور قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے؟

۳۹۔ چاند کی تخلیق کیسے ہوئی اور کس چیز سے ہوئی۔ چاند اپنی تخلیق کے بعد یاقوت کے درمیان دریا میں سفر کرتا ہے؟

۴۰۔ عطارد کی تخلیق کیسے ہوئی۔ یہ اپنے وجود میں کیا پانی کا بھنڈار رکھتا ہے؟

۴۱۔ سیارہ مشتری کی تخلیق کیسے ہوئی اس سے کس قسم کا جوہر نازل ہوتا ہے؟

۴۲۔ سورج کی تخلیق کیسے ہوئی اور اس سے کون سا جوہر نازل ہوتا ہے؟

۴۳۔ مریخ کی تخلیق کس سے ہوئی اور اپنے وجود میں یہ کیسا جوہر رکھتا ہے؟

۴۴۔ زمین پہلے پیدا کی گئی یا پانی کی تخلیق پہلے ہوئی؟

۴۵۔ زمین کی تخلیق پہلے ہے یا آسمان کی؟

۴۶۔ روئے زمین میں سب سے پہلے کہاں کی زمین بنائی گئی اور کس طرح؟

۴۷۔ پہاڑوں کی تخلیق میں کیا حکمت ہے؟

۴۸۔ پہلے نباتات کی تخلیق ہے یا انسان کی؟

۴۹۔ جسم انسانی کا کون عضو کائنات کی کس چیز سے مشابہ ہے؟

۵۰۔ کیا زمین کی سات پرتیں ہیں؟

۵۱۔ کیا انسان کا قلب گنبد خضریٰ کی مٹی سے مستک خانہ کعبہ کی مٹی سے دماغ بیت المقدس کی مٹی سے جگر مزدلفہ کی مٹی سے پھیپھڑا منیٰ کی مٹی سے اور ناف عرفات کی مٹی سے بنی ہے؟

۵۲۔ روئے زمین کے کس حصہ پر آسمانی جواہرات و برکات کا نزول ہوتا ہے؟

۵۳۔ جسم کا کون سا حصہ آسمان سے نازل ہونے والے مختلف جواہرات و برکات کو اپنی طرف کھینچ کر پورے جسم میں ان کی سپلائی کرتا ہے؟

۵۴۔ جسم کا کون سا حصہ آسمان سے نازل ہونے والے مختلف جواہرات و برکات کو اپنی طرف کھینچ کر پورے جسم میں ان کی سپلائی کرتا ہے؟

۵۵۔ اسلامی نظریے کے مطابق زلزلہ کیسے اور کیوں آتا ہے؟

۵۶۔ وہ کون سا پہاڑ ہے جس کی جڑیں اور رگیں پوری روئے زمین میں پھیلی ہوئی ہیں؟

۵۷۔ سب سے پہلے کہاں کی زمین پیدا ہوئی؟

۵۸۔ زمین کو کس طرز و طریق سے پھیلایا گیا؟

۵۹۔ پہاڑ جمادات پہلے پیدا کئے گئے یا نباتات؟

۶۰۔ پہاڑوں کی تخلیق میں کیا حکمت ہے؟

۶۱۔ وہ کون سے پہاڑ ہیں جو زمین پر انبیائے کرام کی کرسیاں ہیں؟

۶۲۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کیسے ہوئی؟

۶۳۔ جسم انسانی کے اعضائے رئیسہ پر کہاں کہاں سے انوار و لطائف نازل ہوتے ہیں؟

۶۴۔ انسانی جسم میں کتنے لطائف ہیں اور کس لطیفہ کا کس عضو سے تعلق ہے؟

۶۵۔ آسمانوں کے کس کس حصہ سے کون کون سا جوہر زمین کے کس کس حصہ پر نازل ہوتا ہے؟

۶۶۔ جسم کا کون سا حصہ زمین کے کس حصہ سے جوہر حاصل کرتا ہے؟

۶۷۔ کعبہ معظمہ کی زمین کی کیا خصوصیت ہے؟

۶۸۔ بیت المقدس کی زمین کی کیا خصوصیت ہے؟

۶۹۔ بیت المقدس اور قطب ستارہ کا باہمی تعلق کیا ہے؟

۷۰۔ بیت المقدس پر آسمان کے کس حصہ سے برکت نازل ہوتی ہے؟

۷۱۔ کیا انسان کا دماغ بیت المقدس سے جواہرات حاصل کرتا ہے؟

۷۲۔ منیٰ کی زمین کی خصوصیت کیا ہے؟

۷۳۔ منیٰ میں قربانی کرنے کی کیا حکمت ہے؟

۷۴۔ مزدلفہ کی مٹی کی خصوصیت کیا ہے؟

۷۵۔ زمین کا جگر کہاں ہے؟

۷۶۔ کیا جگر کے خون میں جوہر علم پایا جاتا ہے؟

۷۷۔ عرفات کی زمین کی خصوصیت کیا ہے؟

۷۸۔ کیا عرفات کی مٹی سے جسم کا وہ حصہ بنا ہے جس سے بندہ کو کسی شئے کا عرفان ہوتا ہے؟

۷۹۔ کیا عرفات زمین کی ناف ہے؟

۸۰۔ شب معراج اولاً پچاس وقت کی نمازیں فرض کی گئی تھیں وہ پچاس وقت کون سے ہیں؟

خوش خبری

اربابِ فکر ودانش کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ

عزیزم سید محمد احمد ولد سید سلطان احمد خانقاہ سید بابا مداری خضر پور کلکتہ و محمد احمد زہرہ باغ علی گڑھ کے بے حد اصرار پر یہ کتاب ''صوفیائے اسلام اور جدید سائنس'' انگریزی زبان میں بہت جلد مستقبل قریب میں منظرِ عام پر لانے کی کوشش کر رہا ہوں انشاءاللہ تعالیٰ۔ نیز دوسری کتاب ''اہل خدمات باطنیہ'' اور ''حج وعمرہ کا تحقیقی جائزہ'' یعنی حج گائیڈ عنقریب منظرِ عام پر آرہی ہے۔

ابوالاظہر سید منظر علی مداری

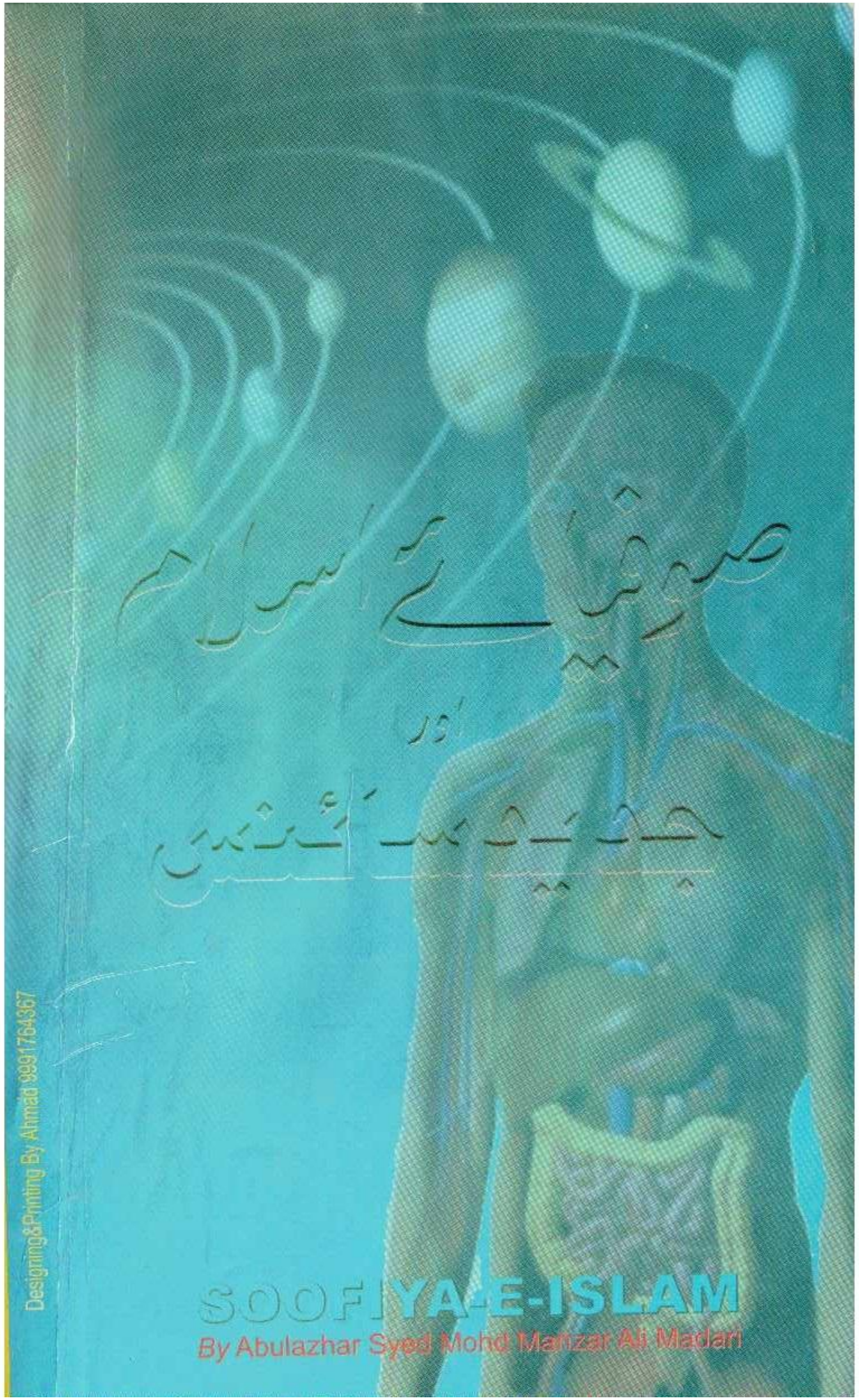

صوفیائے اسلام

اور

جدید سائنس

SOOFIYA-E-ISLAM

By Abulazhar Syed Mohd Manzar Ali Madari

Designing&Printing By Ahmad 9891764367